انوار العلاء

مصنف

حضرت امیر سید اسد علی شاہ عفی عنہ

ادبستان

صفحہ 29 "ترتیب صحیح ہونی چاہیے"
صفحہ 35 "نعمت قادریہ"
صفحہ 39 "نعمت چشتیہ"
صفحہ 40 "نعمت نقشبندیہ"

تعارف مصنف

حضرت امیر سید اسد علی شاہ عفی عنہ

آپ رسول اکرم ﷺ کی اکتالیسویں پشت میں حضرت امام حسینؓ کے نسب سے اور اپنے جد امجد وجد اعلیٰ "حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء احراری، اکبر آبادی، قطب آگرہ کی اولاد ذریت اور بارھویں سجادہ نشین ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو "شیخ المشائخ حضرت سید اظہار اشرف الجیلانی کچھوچھوی" قدس سرہ کی خلافت کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ جو کہ آپ کو اپنے والد گرامی حضرت سید مختار میاں شاہ صاحب اشرفی، الجیلانی کے حکم سے یہ خلافت عطا فرمائی گئی تھی۔ اور آپ اپنے مرشد کے پہلے خلیفہ ہیں۔ رب کریم نے آپ کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر آپ شکر بجالاتے ہیں۔ آپ کی طبیعت کا فطری میلان انکساری کی طرف ہے اور آپ انکساری کو انسان کی ایک قابل فخر صفت سمجھتے ہیں۔ آپ نہایت دھیمے اور ملاطفت کے حامل ہیں۔ آپ ہر سائل کی ہر طرح سے دلجوئی، رہبری اور رہنمائی فرماتے ہیں آپ نے کبھی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق کو بھی تکلیف نہیں پہنچائی اور کسی کا دل بھی نہ دکھایا۔ آپ ذیل کے اس شعر کی مصداق ہیں۔

کسی کا دل نہ کیا ہم نے پائمال کبھی
چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے

بسم الله الرحمن الرحيم

درودِ پاک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمَلْجَنَا مُحَمَّدِ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ رَؤُفٍ رَّحِیْمِ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

طالبِ دعا:

خادمین دربار عالیہ

قاسمِ نسبت، قمر الاولیاء
نجم الھدیٰ سیدنا میاں محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز
ضیاء العارفین
قادری، چشتی، ابوالعلائی، جہانگیری، شکوری
احمد نگر، سمہ سٹہ۔ بہاول پور

0333-5113273

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق ۔ حق ۔ حق

انوار العلاء

اُرشدِ آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امجد نسلِ خواجگانِ، شہسوارِ میدانِ احدیت، ساقی سرمستانِ میخانہ الست، ساغرِ عشق، جرعہ کشانِ میخانۂ معرفت مستِ امینِ اسرارِ ربوبیت حجۃ العارفین خلاصہ احفادِ نبویہ صاحبِ جذباتِ الٰہیہ، قطبِ وقت، آفتاب اکبر آباد۔

حضرت امیر سیّدنا ابوالعلاء حسنی حسینی احراری چشتی نقشبندی قدس سرہ العزیز

تصنیف لطیف

خادم الفقراء احقر العبد امیر سیّد اسد علی شاہ عفی عنہ

خلف و جانشین سجادہ اولاد نرینہ

آفتاب اکبر آباد

ادبستان ۔ لاہور

نام کتاب	....	انوار العلاء
اشاعت	....	جنوری 2010
طابع	....	حاجی حنیف پرنٹرز
ناشر	....	ادبستان، لاہور
ہدیہ	....	300 روپے

042-37212348 - 36121856 / 0300-4140207

انتساب

اپنے دادا گرامیِ قدر

حضرت امیر سیدؒ مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

قادری، چشتی، اشرفی، ابوالعلائی

کے نام

ترتیب

باب نہم (فکر و عمل) مجالس۔ 90

☆.........☆.......

حمد باری تعالیٰ

(حضرت شاہ محمد صدیق قادری چشتی ابوالعلائی الرحمۃ)

خود اوّل خود آخر خود جانِ جہاں ہستم
خود ظاہر و خود باطن خود رازِ نہاں ہستم

خود اقرب و خود اولیٰ از کنزِ عیاں ہستم
خود صورت مستانہ باشور و فغاں ہستم

خود عابد و معبودم خود ساجد و مسجودم
خود چوں و چرا بودہ خود جانِ جہاں ہستم

مینوشم و خود بادہ خود ساغر و خود ساقی
باہوشم و دیوانہ خود پیرِ مغاں ہستم

خود گلشن و خود خوشبو خود خارِ مغیلانم
خود طوطیِ خوش الحاں خود نالہ کناں ہستم

خود رو و خود درماں خود شانِ مسیحائی
خود شافی و خود کافی باحال بیاں ہستم

خود مائل و خود شاکر خود شکلِ مریدانہ
خود بوالعلاء خود خواجہ ہم غوثِ جہاں ہستم

گل ہائے عقیدت بحضور سرورِ کونین سیّد عالم نورِ مجسّم فخرِ آدم حضور احمد مجتبیٰ محمدّ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہزار بار بشویم دہن زِمُشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبیست

الصلوٰۃ والسّلامُ علیک یَا رُسول اللہ
الصلوٰۃ والسّلام علیک یَا نبی اللہ

الصلوٰۃ والسّلام علیک یَا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسّلام علیک یَا خیر خلق اللہ

الصلوٰۃ والسّلام علیک یا صاحب الشفاعۃ
الصلوٰۃ والسّلام علیک جد الحسن والحسین

نعتِ رسول ﷺ

واہ رے قسمت گدائے نبی بن گئے
اُن کی نسبت ملی کیا سے کیا بن گئے

شکر تیرا کروں رب یہ توفیق دے
مشکلوں میں وہ مشکل کشا بن گئے

جس پہ سرکار کی اک نظر اٹھ گئی
وہ غلام نبی اولیاء بن گئے

ان کے کہلاتے ہیں ان کا ہی کھاتے ہیں
وہ عطا بن گئے ہم گدا بن گئے

ڈگمگائی میری کشتی طوفان میں
سرورِ انبیاء ناخدا بن گئے

مل گئیں اُن کو محشر میں آسانیاں
جس کے رہبر مرے مصطفےٰ بن گئے

بدعتی کوئی کہتا ہے کہتا رہے
یہ درود ہی تو میری دوا بن گئے

دیکھ اعجاز یہ اُن کا اعجاز ہے
عاصیوں کے لیے بھی دُعا بن گئے

یہ اجتماع 1965ء کے عرس مبارک پر سید مظہر شاہ صاحبؒ کی صدارت میں منعقد ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

اللہ رب العزت نے انسانی قدروں اور اچھے برُے کی تمیز کے لیے انبیائے کرام کو نوع انسانی کی طرف بھیجا اور اسی طرح صحابہ کرام اور اولیائے اللہ کو منتخب فرمایا اور اولیا اللہ کی اسی جماعت میں ایک خانوادہ ایسا بھی ہے جو پشت در پشت زہد و تقویٰ ،تقرب الٰہی اور انوارِ تجلیات کی تکمیل کو بحسن وخوبی بہرہ مند فرما رہا ہے۔اور ولیوں کے اسی خاندان کے فرزند جمیل اور ولی کامل حضرت سید اسد علی شاہ صاحب مدظلہ العالی حال پر موجود ہیں۔میں آپ کا مختصر تعارف کرواتا چلوں۔

آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکتالیسویں پشت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب سے اور اپنے جدِ امجد و جدِ اعلیٰ ''حضور سیدنا امیر ابوالعلاء'' احراری، اکبر آبادی ،قطب آگرہ رحمتہ اللہ علیہ کی اولادِ نرینہ اور بارہویں سجادہ نشین ہیں۔اس کے علاوہ آپ کو ''شیخ المشائخ حضرت سید اظہار اشرف الجیلانی کچھوچھوی'' قدس سرہ (سجادہ نشین درگاہِ عالیہ مخدوم سمنان، محبوب یزداں سیدنا اوحد الدین اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ) کی خلافت کا بھی اعزاز حاصل ہے جو کہ آپ کو اپنے والدِ گرامی حضرت سیدنا مختار میاں

شاہ صاحب اشرفی ،الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے یہ خلافت عطا فرمائی گئی تھی اور آپ اپنے مرشد کے پہلے خلیفہ ہیں ۔رب کریم نے آپ کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر آپ شکر بجالاتے ہیں ۔آپ کی طبیعت کا فطری میلان انکسار کی طرف ہے اور آپ انکساری کو انسان کی ایک قابل فخر صفت سمجھتے ہیں۔آپ نہایت دھیمے اور ملاطفت کے حامل ہیں ۔آپ ہر مسائل کی ہر طرح سے دلجوئی ، رہبری اور رہنمائی فرماتے ہیں۔آپ نے کبھی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق کو بھی تکلیف نہیں پہنچائی اور کسی کا دل بھی نہ دکھایا۔آپ ذیل کے اس شعر کی مصداق ہیں۔

کسی کا دل نہ کیا ہم نے پائمال کبھی
چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے

آپ کا حلیہ مبارک کچھ اس طرح ہے کہ دھیمی مسکراہٹ ، پرنور چہرہ ، عشق سے مخمور آنکھیں ، کھلتی ہوئی رنگت ، گھنی ریش مبارک کہ سراپائے حسن و جمال ہیں۔

قبلہ شاہ صاحب کی معیت میرے لیے باعثِ سعادت ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کے محترم و مکرم شاہ صاحب کے دریائے فیض جود و سخا کو جاری و ساری رکھے۔آمین ثم آمین

زیر نظر کتاب (۱۳) ابواب پر مشتمل ہے۔ان ابواب میں حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء کی ایک مکمل تاریخ ،شجرہ ہائے نسب ، درس توحید و رسالت ﷺ اور فکر و عمل (مجالس) کے علاوہ اوراد و وظائف بھی شامل ہیں ۔اس کتاب میں مجموعہ ہائے وظائف کا ایک ایسا انتخاب دیا جارہا ہے جو خالصتاً قرآنی وظائف پر مشتمل ہے اور اس کے علاوہ چند ایسے مجرب وظائف ہیں جو اس خاندان عز و شرف کی کاوشیں ہیں اور جنھیں کوئی بھی قاری کسی مستند یا غیر مستند عامل کی امداد و اعانت کے بغیر خود پڑھ سکتا ہے اور ایک بات میں خاص طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان اوراد و وظائف میں حاجات و مقاصد کے انتخاب میں مثبت پہلو اور مثبت اخلاقی اقدار کو پیشِ

نظر رکھا گیا ہے۔اور منفی پہلو رکھنے والی حاجات کے اندراجات سے گریز کیا گیا ہے۔

قارئین محترم! میں اوراد و وظائف کے بارے میں قرآن و حدیث کے چند ایک مندرجات اس لیے عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں بعض مسالک اس کی نفی کرتے ہیں ۔یہ بات تو مسلمہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم محمد مصطفیٰ ،احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قرآن حکیم کی صورت میں رہتی دنیا تک کے لیے جو ہدایت نازل فرمائی ہے اس کی تعلیمات ہمہ جہت ہیں ۔اس کتاب ہدایت میں زندگی کے ہر پہلو اور ہر امر کے لیے ہدایت و رہنمائی موجود ہے ۔قرآن حکیم کتاب ہدایت تو ہے ہی اس کے ساتھ ساتھ کتاب شفاء بھی ہے۔سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 82 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور ہم ایسی چیز یعنی قرآن نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں شفاء اور رحمت ہے۔''

لہٰذا یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن حکیم کی شفاء بنی نوع انسان کے روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے امراض پر محیط ہے۔اب میں احادیث کی طرف آتا ہوں۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی روحانی کمزوریوں اور بیماریوں کو دور کرنے کے لیے مختلف آیاتِ قرآنیہ پڑھ کر دم کرتے تھے یا پھر انہیں مختلف اوراد و وظائف پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

''عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض پر اپنا دستِ مبارک پھیرتے اور یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ! بیماری دور فرما دے، مریض کو شفائے کامل بخش دے۔ بیشک شفاء دینے والی تو تیری ہی ذات ہے۔اے اللہ! ایسی شفاء دے کہ بیماری کا نام ونشان نہ رہے۔''

نبی کریم ﷺ کے اسی تعامل کی اقتداء کرتے ہوئے بزرگانِ دین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنے عقیدت مندوں میں قرآنِ حکیم کی آیات مبارکہ یا نبی رحمت ﷺ سے منقول دعاؤں سے علاج تجویز فرماتے ہیں۔

آج کا دور جو کہ ابتلا ومصائب کا شکار ہے، بے چینی ،نفسا نفسی اور بے سکونی کے اس دور میں ہمیں صوفیہ ءکرام کے ملفوظات کی اشد ضرورت پیش آرہی ہے اب تو مغربی ممالک بھی اس کے متلاشی ہیں اور تصوف کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ بزرگانِ دین کی صحبتوں ہی سے خوشگوار ماحول اور قلبی وروحانی سکون میسر آسکتا ہے۔

قارئین محترم! یہ میرے لیے باعث سعادت ہے کہ میں حضرت سید اسد علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف اپنے ادارہ سے شائع کر رہا ہوں، اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی نگاہِ رحمت کے طفیل محترم ومکرم حضرت امیر سید اسد علی شاہ صاحب کی اس تالیف کو اور میری حسن ترتیب کو شرفِ قبولیت بخشے اور اسے ہم سب کے لیے نافع ثابت فرمائے۔ آمین ثم آمین

دعاؤں کا طالب

متین رفیق ملک

5 جنوری 2010ء

باب دوازدہم

دیباچہ

بقلم سجادہ نشین دوازدہم حضرت امیر سیدؔ اسد علی شاہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم علیہ التحیتہ و التسلیم

الحمدللہ علی احسانہ کہ حضور سیدنا امیر ابوالعلاء اکبر آبادی احرار الحسینی چشتی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے سوانح حیات جو عرصہ سے پردۂ غیب میں پوشیدہ تھے۔ اس فقیر مسکین کے قلم سے عالمِ ظہور میں آئے۔ اور اس کتاب کا نام انوار العلاء اس لیے تجویز کیا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اس تحفۂ نایاب کے پڑھنے والے انشاء اللہ انوار و تجلّیاتِ ابوالعلائیہ سے مستفیض ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ صاحب ممدوح یعنی حضور سیدؔ نا علیہ الرحمۃ کی ہستی ایسی گزری ہے کہ جس ہستی مبارکہ کو فیوض و برکاتِ غوثیہ اور انوار و تجلیات چشتیہ سے مستفید ہونا کتب معتبر سے بھی ظاہر ہے۔

حضور سیّدنا آفتاب اکبر آباد حضور سلطان الہند غریب نواز قدس سرہٗ سے خاص فیض یافتہ ہیں۔ جیسا کہ قارئین کرام حالات زندگی مبارکہ حضور سیّدنا علیہ الرحمۃ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ بفضلہٖ تعالیٰ مضامین فرامین شاہی اور معتبر کتب سے لیے گئے ہیں۔

خداوند کریم کا امتِ مسلمہ پہ یہ خاص فضل و کرم بلکہ احسانِ عظیم ہے کہ اس ذاتِ

والا نے اپنے محبوب فخر دو عالم نور مجسم شفیع الامم رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی ظاہری و باطنی تعلیمات کے لیے اسی امت میں ایسے ایسے باکمال نفوس پیدا کیے۔ جنہوں نے حقِ بندگی کو پورا پورا ادا کیا۔ علمائے ظاہر نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو اپنی تمام تر جدو جہد کے ساتھ دین کی تعلیمات کو ہر دور میں وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ جاری رکھا۔

دوسری طرف علمائے باطنی یعنی اولیائے عظام نے اپنی دن رات کی جستجو اور بے مثال خصائل اخلاق سے مسلمانوں کے دلوں کو روح کی حقیقی غذا دی۔ یعنی اپنی نگاہِ عرفانی سے لاکھوں مردہ دلوں کو جلا بخشی۔

ایسا کیوں نہ ہوتا، ان روشن درخشندہ ہستیوں نے اپنی پوری زندگی اطاعتِ الٰہی و فرمانِ نبوی کے زیر اثر بسر کی۔ اپنی تمام فطری اور نفسانی خواہشات کو صرف رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر مٹا دیا۔

اگر سفر ہے تو رضائے الٰہی کے لیے، اگر قیام ہے تو رضائے الٰہی کے لیے، اگر جہاد ہے تو رضائے الٰہی کے لیے، اگر سخاوت ہے تو رضائے الٰہی کے لیے، اگر گفتار ہے تو رضائے الٰہی کے لیے، غرض کہ زندگی کے تمام نشیب و فراز میں مصروف رہے تو صرف رضائے الٰہی کے لیے۔ تاریخ کے اوراق اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ ہمارے اسلاف کے بزرگان نے اپنے عملِ پیہم اور اخلاقِ کریمانہ سے کیسے کیسے انقلاب برپا کر دیئے۔

جب کوئی بندہ، بندہ ہوتے ہوئے اپنی ذات کو مالکِ حقیقی کی معرفت کے لیے فنا کر دیتا ہے، تو وہ مالک جو بہت کریم اتنا کریم، اتنا کریم ہے کہ جس کی کریمی کی کوئی حد نہیں، وہ اس بندہ کو اپنی رحمتوں میں لے لیتا ہے اور اپنے دوستوں کے لیے اعلان کرتا ہے۔

ترجمہ: ”خبردار بلاشبہ اللہ کے ولیوں (دوستوں) کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ملال“۔

مَنْ كَانَ اللّٰهَ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

ترجمہ: ''جو اللہ والا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔''

بلاشبہ جو اللہ کا محبوب اور پیارا ہو جاتا ہے، اس کو نہ تو دنیا میں کسی کا خوف وخطر رہتا ہے اور نہ آخرت میں ان حضرات کو کوئی رنج وغم ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ بندہ نفلی عبادات کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب و پیارا بنالیتا ہوں اور جب وہ میرا محبوب و پیارا ہو جاتا ہے، تو میں اس بندے کا کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنا کرتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا ہے، اور اگر مجھ سے کچھ طلب کرتا ہے تو میں اُس کو ضرور دیتا ہوں، اور اگر وہ میری پناہ میں آنا چاہتا ہے، تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں، میں اس کے کسی سوال کو رد نہیں کرتا۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حدیث قدسی میں لکھا ہے: مَنْ عَادَلِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

ترجمہ: ''جس بدنصیب نے میرے کسی ولی سے عداوت کی اس کو میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف ص 197)

توضیح حدیث: اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیات سے منزہ ومبرہ ہے۔ لہٰذا کسی بندے کا ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مقامِ قرب میں پہنچ کر منِ جانب اللہ وہ طاقت وقدرت بخش دی جاتی ہے، جو عام انسانوں سے بدرجہا اتم واکمل ہوتی ہے اور جب وہ بندہ اپنی اس خداداد طاقت وقوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

جیسے مہینوں کی مسافت منٹوں میں طے کرلینا۔ دور دراز کی چیزوں کو دیکھ لینا۔

ایک ہی وقت میں مختلف مقامات میں موجود ہونا وغیرہ تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔

حدیث پاک سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے ان محبوبوں کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرنا، ان سے بغض و عداوت کرنا رب تعالیٰ کی ناراضگی لینے کے برابر ہے۔ اور جو صرف اپنی ذاتی انا اور شان کے لیے ان نفوس قدسیہ کے بارے میں من گھڑت گمراہ کن خیالات کو عام کرتا ہے۔ اس کو سوچ لینا چاہیے کہ یہ خداوند تعالیٰ کی خوشنودی نہیں۔ بلکہ اس کے غضب کو شاملِ حال کر رہا ہے۔ حق تعالیٰ تمام مسلمانانِ عالم کو ایسے گستاخانہ رجحانات سے محفوظ فرمائے (آمین)

بلکہ محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہر اس بات کی اطاعت کریں جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کو عزیز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ سرکارِ دو جہاں نبی الکریم ﷺ کی ذات والا سے حقیقی عقیدت و محبت کریں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت حاصل کرنا کا افضل طریقہ سرکار کی سنت پر عمل کریں۔ سرکار سے محبت رکھنے والوں کی اطاعت کریں۔ ان سے سچی محبت رکھیں۔

قربان جایئے عاشقانِ رسول ﷺ کے جنہوں نے خود بھی قربِ الٰہی حاصل کیا اور دوسروں کو اس کا راستہ بھی دکھایا۔

مولانا جلال الدین رومی مولائے روم مثنوی میں کیا خوب کہتے ہیں:

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند با حضور اولیاء

جو شخص خدا کا قرب حاصل کرنا چاہے۔ تو اس کو چاہیے کہ وہ اولیاء اللہ کی حضوری میں رہے۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی تھوڑی دیر کی صحبت سو برس کی بے ریا عبادت سے بہترین ہے۔

چشم روشن کن زخاکِ اولیاء

تا بہ بینی از ابتدا تا انتہا

اولیاء اللہ کی خاک سے آنکھ روشن کرلو۔ تاکہ تو ابتدا سے انتہا تک دیکھ لے۔

بے شک جس قدر ان حضرات سے قرب زیادہ حاصل ہوگا۔ اسی قدر فیضانِ الٰہی حاصل ہوگا۔ یہی محبت کا تقاضا ہے کہ ہم لوگ اپنے اسلاف کے ان بزرگان سے اپنی نسبت زیادہ سے زیادہ پختہ رکھیں۔ اپنی عقیدت و محبت کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر کریں۔ دنیا کے تمام رشتے ٹوٹ سکتے ہیں۔ لیکن یہ روحانی رشتہ جس کی بنیاد رضائے الٰہی اور خوشنودی نبی الکریم ﷺ پر ہو۔ وہ رشتہ دنیا اور آخرت میں نہیں ٹوٹ سکتا۔ قیامت کے دن جب کہ نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا۔ اس وقت یہ جماعت بے خوف ہوگی اور اپنے محبین کی دستگیری کرے گی۔

خداوندیم کریم بطفیل سرکارِ دو جہاں رحمتِ ہر دو مکاں شفیع روزِ محشر کے صدقے میں اور محبوب کے محبوبوں کے واسطے میں ہمیں اپنے نیک محبوب بندوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سلف صالحین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی طاقت عطا فرمائے ہمارے سینوں کو اپنے نور سے روشن فرمائے۔ راضی بہ رضا صبر اور شکر سے زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ خاتمہ ایمان کے ساتھ فرمائے آمین ثم آمین۔

اس لمبی تمثیل و عرضیات کا اصل مقصد صرف یہی ہے کہ موجودہ دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جو اپنے اسلاف اور سرکارِ دو جہاں کے بتائے ہوئے راستے سے بالکل ہٹ گئے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے قدموں کو روک لیا جائے۔ جس راستہ پر ہم گامزن ہیں، وہ راستہ تباہی اور بربادی کا راستہ ہے۔ ہم اپنے محور سے ہٹ گئے ہیں۔ کل

روزِ محشر میں ہم کس منہ سے سرکارِ دو عالم اور خداوند کریم کے روبرو پیش ہوں گے۔ ایک طرف تو عاشق رسول ﷺ ہونے کا دعویٰ، دوسری طرف عمل کچھ بھی نہیں۔ صد افسوس کا مقام ہے کہ ہم اپنے پیارے نبی علیہ السلام جنہوں نے ہمارے لیے کیسی کیسی تکالیف برداشت کیں۔ جن کے لب پر ہمیشہ اُمّتی اُمّتی کی دعا رہی۔ ہم آج صرف اور صرف ان کو تکلیف دے رہے ہیں ہر اُمتی کا اعمال نامہ سرکار دو جہاں کی جناب میں پیش ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے عملوں کو دیکھ کر آقائے نامدار کو دکھ پہنچتا ہے۔ سرکار کو کسی چیز کا ناگوار گزرنا ہمارے لیے دین اور دنیا میں باعث شرمندگی ہے۔ اگر ہمیں اپنی دنیا اور دین بنانا ہے، تو اس کا واحد طریقہ یہی ہے کہ سرکارِ دو جہاں کی سنت پر عمل کریں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی رحمت حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے۔ اللہ اس کے رسول اور اس کے نیک محبوب بندہ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلا جائے۔ اس دَور میں چاروں طرف تفریق ہی تفریق ہے۔ مسلمان مادیت پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس امر کی زیادہ ضرورت ہے کہ سرکار علیہ السّلام کی سنت کو قائم کیا جائے۔ یعنی سنتِ نبوی ﷺ پر اپنی زندگی گزاری جائے۔

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِاءَ تِ شَہِیْد ۝

میری امت کے فتنے فساد کے وقت جو شخص میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے گا۔ اس کو ایک شہید کا اجر ملے گا۔ (بیہقی شریف)

اولیاء کرام سے عقیدت کا بہترین عمل یہ ہے کہ ان حضرات والا کے اقوالِ زریں کو سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ جو تعلیم انہوں نے خلق کی رہنمائی کے لیے دی ہے۔ اس کو عام کیا جائے اور ان کے مشن یعنی تعلیماتِ دین محمدی ﷺ کو اپنے قول و فعل سے، تحریر و تقریر سے، ہر طرح سے اس پر عمل کیا جائے۔

اور کردار کے ذریعے ہر خاص و عام تک پہنچایا جائے۔ ان اولیاء کرام کی محبت ادا

کرنے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔ معذرت کے ساتھ آج کل ہم صرف اس کو ہی سمجھتے ہیں کہ ہم ان حضرات کی محبت کا حق ادا کر دیا ہے یعنی عرس منا لیا، لنگر تقسیم کر دیا یا ایصالِ ثواب کر دیا۔ یہ بات ایک حد تک اچھی ہے لیکن ان ہستیوں کی عزت و عظمت اور ان کی تعلیمات کی حقیقی روح اور حقیقی عقیدت صرف یہ ہے کہ ہم بھی ہو بہو ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔

حق تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی اور ان کی تعلیمات کو عام کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ ہمارا خاتمہ ایمان کے ساتھ فرمائے۔ اپنے مرشد و شیخین کی تعلیمات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی استطاعت عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

اس کتاب کو پڑھنے والوں کو اولیاء کرام کی سچی محبت نصیب فرمائے یہ کتاب جس میں صاحب ممدوح ؒ جو بلاشک وشبہ اپنے وقت کی ایک عظیم ہستی جس کی ذاتِ والا صفات میں عمل وعرفان کا ایک سمندر تھا۔ آپ کی تعلیمات واقوالِ زریں اور کئی نکاتِ عرفانی اس میں تحریر کیے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے سالکِ سلوک کو انشاء اللہ ضرور رہنمائی ملے گی۔

☆......☆......☆

اس کتاب کی اشاعت تو میرے دادا حضرت قبلہ وکعبہ امام المتقین حاجی الحرمین شریفین ابو محمد سیدؔ امیر مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ہو جاتی لیکن چند دوسری مصروفیات کی وجہ سے اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکی۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند وخلیفہ وجانشین سجادہ اور میرے والد ومرشد حضرت کعبہ وقبلہ امیر سیدؔ محمد علی شاہ المعروف صوفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تحریر وتنوین کا کام شروع کیا۔ لیکن شاید خدا کو ابھی منظور نہ تھا اور آپ کے وقت میں بھی یہ کتاب پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکی۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جو بھی واقعات، تعلیمات، ارشادات

اور پند و نصائح وغیرہ درج کیے گئے ہیں۔ وہ اکثر و بیشتر سینہ بہ سینہ اور دیگر فرامینِ شاہی اور کتب معتبرہ سے لیے گئے ہیں۔

یہ خاص میرے جدِ اعلیٰ کا کرم ہے اور میرے دادا اور میرے والد و مرشد کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ اس کتاب کی تکمیل اس کمتر و کمزور بندہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس کی رحمتوں نے یہ توفیق وطاقت مجھے بخشی۔ ورنہ یہ کام اپنی قوت سے باہر تھا۔

یہ بندہ عاجز تمام پڑھنے والوں کی جناب میں عرض کرتا ہے۔ کہ تحریر میں غلطی کو درگزر فرمایئے۔ انسان غلطی کا پتلا ہے۔ غلطی ہوسکتی ہے۔ اس لیے ادب کے ساتھ درخواست ہے۔ تمام محبانِ اولیاء کرام اس بندۂ ناتواں خادم الفقراء کے لیے دعا فرمایئے۔ حق تعالیٰ مجھے اپنے جدِ امجد کے اسلاف کے صراطِ مستقیم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اتباع مرشدی پر خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین ثم آمین

امید کی جاتی ہے کہ قارئین صاحبان ان حالاتِ مبارکہ کو پڑھ کر دعا میں یاد فرمائیں اور بقول کہ الانسان مرکب من الخطاء و النسیان جو کچھ غلطی تحریر میں پائیں۔ ازراہِ کرم معاف فرمائیں۔ آخر میں سرکار حضور سیدنا علیہ الرحمۃ کے حضور میں عرض کروں گا۔ کہ وہ اس ناچیز کی پیش کردہ عرضداشت قبول فرمائیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر بندہ فقیر

امیر سید اسد علی شاہ

باب اوّل

ظہور

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی و مذہب اسلام کی تبلیغ کے لیے ہر دور میں اپنے بندے بھیجے۔ جس کی ابتداء حضرت آدم نبی اللہ سے ہوئی اور انتہا فخر موجودات خاتم المرسلین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی ذات بابرکات پر ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے امتِ مسلمہ کو کتاب اللہ اور اپنی صفاتِ والا کا سہارا دیا۔ قرآن کریم اور حضور سرورِ کائنات ﷺ کی ذاتِ برکات کی اتباع ہمارا ایمان ہے۔ اس اتباع کے دورُخ ہیں۔ اوّل ظاہری، دوم باطنی۔ ظاہری اتباع کا نام شریعت اور باطنی اتباع کا نام طریقت رکھا گیا ہے۔

اُمتِ مسلمہ کے ظاہری حسن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے بزرگانِ دین وقتاً فوقتاً تشریف لائے۔ جنہوں نے صحابہ کرامؓ کے بعد بھی دین کو اسی شان وشوکت سے قائم رکھا اور انشاء اللہ تاابد قائم رہے گا۔

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ ۱۱۰ھ تک

حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی پیران پیر دستگیر علیہ الرحمتہ ۵۶۱ھ تک

حضرت خواجہ خواجگان عطائے رسول خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سنجری چشتی قدس سرہ العزیز ۶۳۳ھ تک

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمتہ ۶۳۴ھ تک

حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر فاروقی چشتی ۶۶۴ھ تک

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمتہ ۷۲۵ھ تک

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی علیہ الرحمتہ

حضرت شیخ سید علاؤ الدین احمد صابر کلیری علیہ الرحمتہ

غرض کہ ہر دور میں بزگانِ دین و پیرانِ عظام دین کی خدمت پر مامور رہے۔ اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ان اولیاء عظام نے آیاتِ قرآنی اور ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے راہِ حق کو منور کیا ہے۔

ایمان کے ان ستونوں نے ذہنوں کو جلا دی اور قوانین کا احاطہ کیا۔ جن پر عمل کرنا ہمارے لیے لازم ہے۔ اور جن کی حقیقت ہم پر پوری طرح واضح نہ تھی۔ کیونکہ ایمان محض زبانی قبول کا نام نہیں۔ اس کے لیے تصدیق بالقلب کی شرط بھی خداوند کریم کی عائد کردہ ہے۔

ظاہر ہے کہ قلب تب ہی نصیب ہوگا جب وہ حقیقی معنوں میں دل بن جاتا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کعبہ بنیادِ خلیل آذر است

دل گزرگاہِ جلیلِ اکبر است

دل کو یہ مقام یہ نگاہِ دوربین یہ نور شعور عطا کرنا شریعتی احکامات کی تکمیلِ مشکل کام ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ایک مردِ کامل، ایک مکمل رہبر یا ایک درویش لاکھوں بجھے ہوئے دلوں کو زندہ کر سکتا ہے، کرتا ہے اور آئندہ تاقیامت کرتا رہے گا۔ یہ ہے تصوف کا یک دستور۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ خداوند کریم نے ہر دور اور ہر زمانہ میں اپنے عاشقوں کو منصبِ جلیلہ پر فائز کیا۔

ان بزرگوں کی نگاہ نے ان کی زبان اور ان کے سوزِ دل نے لاکھوں گھروں میں روشنی کی۔ اور لاکھوں سینوں کو اللہ کا حقیقی معنوں میں گھر بنایا۔ عشقِ الٰہی نے انھیں معرفت رسول مقبول ﷺ اور معرفتِ ذاتِ الٰہی تک پہنچا دیا۔ یہ لوگ اگرچہ خدا نہیں ہوئے مگر خدا سے جدا بھی نہیں کہلائے۔

عہد شہنشاہ جلال الدین اکبر: تاریخ شاہد ہے کہ ہندوستان (ہندوپاک) کی سرزمین میں اسلام پر ایک ایسا بھی کٹھن وقت آیا۔ جب حاکم وقت برائے نام مسلمان تھا۔

اوراس کے مشیرانِ کاراسے اسلام سے قطعی طور پر منحرف کرنے پر تلے ہوئے تھے۔یعنی مسلمانانِ ہند کا دین خطرے میں تھا۔

شہنشاہ اکبراپنی حکومت کومضبوط کرنے کے لیے ہندو رعایا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اسلام کے بنیادی اصول وعقائد کونیست ونابود کرنے کے درپے تھا۔کسی کی مجال نہ تھی کی جلالِ اکبری کے سامنے اٹھے اوراسے صراطِ مستقیم پرلائے۔چنانچہ باری تعالیٰ نے اس نازک دور میں بھی امتِ محمدی پراحسان فرمایا۔اور 990ھ میں ایک مردِ مومن درویش حضرت سیدنا عبدالسلامؒ اپنے چارفرزندانؒ ۱۔حضرت امیر ابوالوفاؒ ۲۔حضرت امیر عبداللہ ۳۔حضرت امیر ابوالنصر ۴۔حضرت امیر ابوصفا و دیگر افرادِ خاندان سمیت سمرقند سے براستہ ہندوستان حجِ بیت اللہ شریف کے ارادے سے روانہ ہوئے۔اورجب یہ مختصر سا قافلہ نریلا(انڈیا) جودہلی کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔پہنچا اور قیام فرمایا تو اس خوش نصیب مقام پرہی آفتابِ آگرہ ظہور میں آیا۔یعنی حضور سیدنا امیر ابوالعلاء کی ولادت باسعادت ہوئی۔اس وجہ سے حضرتِ امیر عبدالسلام چند یوم کے لیے مزید قیام پرمجبور ہوگئے۔

رسمِ عقیقہ: جب حضور سیدنا امیر ابوالعلاء قدسرہ العزیز سات یوم کے ہوئے تو آپ کے دادا امیر عبدالسلامؒ نے رسمِ عقیقہ وختنہ ادافرمائی۔اس مبارک ساعت پرایک پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا اوراپنے ساتھیوں کے علاوہ قصبہ نریلا ومضافات کوشریکِ دعوت کیا۔نیز نقدوجنس پارچہ جات غربا اورمساکین میں تقسیم کیے۔اس کے علاوہ نومولود کا نام نامی واسم گرامی ابوالعلاءؒ تجویز فرمایا۔جوبعد میں حضور سیدنا امیر ابوالعلاء بانی سلسلہ عالیہ ابوالعلائیہ مشہور ہوئے۔

مظہرِ نورِ خدا پیدا ہوئے
خاصہ ربُّ العُلیٰ پیدا ہوئے

نورِ چشمِ مصطفےؐ پیدا ہوئے
عینِ ابنِ مرتضےؓ پیدا ہوئے

ہادیِ راہِ خدا پیدا ہوئے
سرگروہِ اولیاء پیدا ہوئے
دستگیرِ عاجزاں در بے کسی
سیدنا ابوالعلاءؒ پیدا ہوئے

ان تمام تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد یہ چھوٹا سا قافلہ فتح پور سیکری پہنچا اور درگاہ حضرت سلیم چشتیؒ میں قیام فرمایا۔

فتح پور سیکری نواحِ آگرہ میں ایک پہاڑی گاؤں تھا۔ اس زمانہ میں ہی اس مقام پر سلطنتِ مغلیہ کا دارالخلافہ تعمیر ہو رہا تھا۔ تعمیری کام کی نگرانی بھی بذاتِ خود شہنشاہ اکبر کر رہا تھا۔

چنانچہ اکبر بادشاہ کو حضور پُرنور سیدنا امیر عبدالسلامؒ کے قیام کا علم ہوا تو خود حاضرِ خدمت ہو کر آپ کو بمعہ اہلِ خاندان شاہی مہمان خانے میں مقیم کیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد اکبر بادشاہ نے حضرت سیدنا امیر عبدالسلامؒ کو آگرہ کا قاضی القضات مقرر کیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ حضرت سیدنا امیر عبدالوفاؒ کو سہ ہزاری کا منصب دے کر دہلی روانہ کیا۔ مگر کچھ ہی عرصہ کے بعد دہلی ہی میں آپ کے والد ماجد سیدنا ابوالوفاؒ دردِ قولنج کے مرض میں مبتلا ہوئے آخر دنیائے فانی سے کوچ فرمایا اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کے دادا حضرت سیدنا امیر عبدالسلامؒ نے آپ کی پرورش فرمائی۔ باپ کی جدائی سے دل کو ازحد صدمہ پہنچا۔ مگر قدرت کو یوں ہی منظور تھا کہ سرزمینِ ہند پر قطب زمانہ بن کر ہدایت خلق کا ذریعہ بنیں اور توحید و رسالت کے رموز و اسرار سے اس خطہ پاک کو منور کرے۔

حضرت سیدنا امیر عبدالسلامؒ نے دنیا کی بے ثباتی سے متاثر ہو کر حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کو علامہ فیضی کی سپردگی میں چھوڑ کر خود حاجیوں کے قافلے کے ہمراہ بہ ارادۂ حج بیت اللہ سورت کی بندرگاہ سے روانہ ہوگئے۔ دربارِ رسالت میں حاضری دی۔ بعدہ حج کیا

اور مکہ معظمہ میں دنیا سے پردہ کرلیا۔ حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ نے جب دادا کے وصال کا حال سنا تو بے حال ہوگئے۔ مسلسل صدمات نے دل برداشتہ کردیا۔ مگر آپ نے تمام صدمات صبر و سکون سے برداشت کیے۔

تعلیم و تربیت: علامہ فیضی اکبر بادشاہ کے رفیقِ خاص تھے اور ان دنوں شہزادہ سلیم (جو بعد میں جہانگیر بادشاہ ہوا) کی تعلیم پر مامور تھے۔ شہنشاہ اکبر نے حکم دیا کہ سیدنا ابوالعلاءؒ کی تعلیم بھی سلیم کے ساتھ ہو۔

چنانچہ ایک درویش زادہ بادشاہ زادے کے ساتھ تعلیم پاتا رہا۔ علامہ فیضی جیسا یگانہ روزگار استاد اور نانا جس کے علم کے ڈنکے آج بھی دنیائے ادب میں گونج رہے ہیں۔ جس نے بے نقط قرآنِ پاک کی تفسیر لکھی۔ جس کا آج تک دنیا جواب پیش نہ کرسکی۔ آپ دورِ مغلیہ میں گیارہویں صدی کے نامور بزرگ و درویش گزرے ہیں۔

ابتدائی تعلیم قرآنی آپ کے دادا حضرت سیدنا عبدالسلامؒ نے فرمائی۔ عربی، فارسی، ترکی، سنسکرات، فلسفۂ ادب و رموزِ سلطنت علامہ فیضی مذکور سے حاصل فرمائیں۔ فن سپہ گری شہزادہ سلیم کے ساتھ مکمل ہوئی۔ جس وقت علامہ موصوف کو ناظمِ بنگال مقرر کیا گیا تو حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ بھی آپ کے ہمراہ بردوان تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس دور میں ہی آپ نے امورِ سلطنت کی تکمیل حاصل کی۔

تقررِ ملازمت: ناظمِ بنگال کو حاکم بردوان بنا کر بنگال روانہ کیا گیا۔ راجہ مان سنگھ کے والد مہاراجہ بھگوان سنگھ حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ سے نہایت درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ راجہ مان سنگھ کے دادا راجہ بہاری مل بذاتِ خود حضرت سیدنا عبدالسلامؒ کا مرید و معتقد تھا۔ اکثر فتح پور سیکری اپنے بیٹے کے ہمراہ آپ کی خدمت میں دعا کرانے کے لیے حاضری دیتا رہتا تھا۔ چنانچہ مان سنگھ نے اکبر بادشاہ کو اس بات کی تحریری طور پر سفارش پیش کی کہ حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کو نائب حاکم بردوان مقرر کیا جائے اور میری امداد پر متعین

کیا جائے۔یہ سفارش منظور ہوئی اور حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کو پنج ہزاری منصب پر نائب

بردوان مقرر کر دیا گیا۔

راجہ مان سنگھ کی حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ سے عقیدت:

راجہ مان سنگھ اکبر بادشاہ کے نہایت اعلیٰ جرنیلوں میں سے تھا اور ہفت ہزاری منصب پر مقرر تھا۔مان سنگھ کی عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کو ہروقت اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔جب کابل میں دورِ اکبری کے خلاف بغاوت شروع ہوئی تو راجہ مان سنگھ کے ہمراہ حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ بھی بغاوت فروکرنے تشریف لے گئے۔راجپوت سپاہیوں کے ہمراہ فن سپہ گری حوصلہ وہمت کا بھرپور مظاہرہ کیا اور جب لشکر نے صوبہ کابل میں امن قائم کر کے واپس دربارِ اکبری میں حاضری دی۔تو بہترین خدمات کے عوض اکبر بادشاہ نے حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کو بردوان کا ناظمِ اعلیٰ مقرر کر کے بنگال روانہ کیا۔آپ کی خدمت میں ہمیشہ سادھوؤں،سنتوں،سکھوں اور درویشوں کا اجتماع رہتا تھا۔حضور سیدنا امیر ابوالعلاء دربارِ سلطنت کے بعد زیادہ تر زہد وعبادت میں مصروف رہتے اور اس طرح سے اسلامی تعلیم ومعاشرے کی ترقی کا باعث بنے رہے۔

ہندوؤں کے علاوہ سکھوں کے بڑے اور مشہور پیشواؤں نے بھی آپ کی خدمت میں رہ کر کافی فیوض وبرکات حاصل کیے۔دنیاوی ذمہ داریوں سے کبھی آپ نے غفلت نہ برتی بلکہ پوری توجہ اور دلجمعی کے ساتھ اپنے فرائض اور امورِ سلطنت کو انجام دیتے۔

آپ کے اس خلوص ومحنت کا خاطر خواہ نتیجہ یہ نکلا کہ بنگال میں آپ ہی کے دور میں کئی بغاوتیں ہوئیں جن پر آپ ہمیشہ فتح پاتے رہے۔

☆☆☆

باب دوئم

منزل

خواب برائے ترکِ دنیا: ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک شب مولا علی کرم اللہ وجہہ اور امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام خواب میں تشریف لائے۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے سر کے بال اتارے اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپ کو کرتا پہنایا۔ بعدہٗ ان حضرات نے حضور سیدنا امیر ابوالعلاؒ سے فرمایا کہ بیٹا اس دنیاوی وجاہت کو چھوڑ کر آبائی ورثہ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔ چنانچہ جب آپ صبح بیدار ہوئے تو اپنے آپ کو دنیا سے بالکل متنفر پایا۔ فوراً حجام کو بلایا، بال ترشوائے اور پیرہن پہنی۔

فیوض وبرکاتِ قادریہ سے مالا مال ہونا:

باحکم ربانی اس دوران میں ہی اکبر بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ جہانگیر تخت نشین ہوا۔ تاجپوشی کے لیے فرمانِ شاہی جاری ہوا کہ ہر صوبہ کے ناظم اعلیٰ جشن تاجپوشیمیں شرکت فرمائیں۔ چنانچہ صوبہ بنگال سے حضور سیدنا امیر ابوالعلاؒ جشنِ تاجپوشی میں شرکت کی غرض سے آگرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر آپ کا گزر قصبہ منیر میں ہوا۔ وہاں آپ کی ملاقات حضرت یحییٰ منیریؒ کے سجادہ نشین حضرت شاہ دولت دولھا سے ہوئی۔ حضرت شاہ دولت دولھا کے اصرار پر آپ نے ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ کچھ لقمے شاہ دولھا نے اپنے دست مبارک سے حضرت سیدناؒ کے دہن مبارک میں دیئے۔ نوالوں کا دہنِ مبارک میں پہنچنا تھا کہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلاؒ فیوض و برکاتِ قادریہ کی دولت سے مالا مال و سرشار ہوئے۔ نعمت قادریہ سے سرشار آگرہ تشریف لائے اور جہانگیر بادشاہ سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے آپ کا

قابلِ احترام استقبال کیا اور آپ کا حسن و جمال کمالِ لیاقت متانت و سن و سال دیکھ کر مقربِ خاص اپنے پاس رہنے کا حکم دیا۔

امورِ سلطنت سے سبکدوشی: ایک دن کا ذکر ہے کہ جہانگیر بادشاہ نے امتحاناً اپنے دیوانِ خاص کے صحن میں ایک پنج شاخہ نصب کرا کر اس کے بیچوں بیچ نرگس کا پھول معلق لٹکا دیا۔ اور مقربین و معتمدین کو حکم دیا۔ کہ تم سب یکے بعد دیگرے اس پر نشانہ لگاؤ۔ چنانچہ ایک سرے سے سب کے تیر خطا ہوئے۔ یکایک بادشاہ کو خیال آیا اور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کو یاد فرمایا۔ اور نشانہ لگانے کو کہا آپ نے کمان سنبھالی تیر چھوڑا نشانہ خطا ہوا۔ دوسرا تیر چھوڑا اور نرگس کے پھول کو اڑا دیا۔ بے نظیر نشانہ بندی دیکھ کر شہنشاہ جہانگیر وار بابِ سلطنت بہت خوش ہوئے اور حسبِ عادت بادشاہ نے خوشی میں آ کر شراب کا دور شروع کر دیا۔ ایک پیالہ شراب حضور کو پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنی آستین میں ڈال لیا اس نے دوسرا پیالہ پیش کیا آپ نے وہ بھی دوسری آستین میں ڈال لیا۔ اب تیسرے پیالے کی باری تھی۔ آپ سوچنے لگے کہ تیسرا کہاں پھینکا جائے۔

حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کے اس درجے غور و فکر کے انداز کو دیکھ کر شہنشاہ جہانگیر غضب ناک آواز میں بولا کہ آپ قہر سلطانی سے نہیں ڈرتے؟

جہانگیر کے اس اندازِ تکبرانہ پر حضور کو جلالِ حیدری آ گئی اور اشاد فرمایا کہ "اے جہانگیر! تو قہر ربانی سے نہیں ڈرتا۔ یہ کہ کر آپ نے اپنی دونوں آستینوں کو جھاڑا۔ جن میں سے فوراً دو شیر ببر نمودار ہوئے اور بادشاہ و امراء کی طرف لپکے۔ نظام درہم برہم ہو گیا ہر طرف کھلبلی سی مچ گئی۔ بادشاہ یہ کہتا ہوا ابوالعلاءؒ بچاؤ۔ ابوالعلاءؒ بچاؤ محل کی طرف بھاگ گیا"۔ آپ نے شیروں کو اشارہ فرمایا۔ شیر غائب ہو گئے اور آپ یہ شعر پڑھتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔

این ہمہ طمطراق کُن فیکون
طریقت است زدہ نیست اہلِ جنون

اس مقام پر جہاں آپ کا روضہ مبارک موجود ہے۔ بیٹھ گئے اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد جہانگیر بادشاہ نے آپ کی خدمت عالی میں کئی آدمیوں کو واپس لانے کے لیے روانہ کیا۔ پھر بذاتِ خود بھی حاضر خدمت ہوا اور آپ سے التجا کی کہ حضور واپس تشریف لے چلیں۔ مگر آپ نے انکار فرما دیا۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ میرا جتنا مال واسباب ہے۔ اسے غربا ومساکین محتاجین میں تقسیم کر دیا جائے۔

مجدد الف ثانیؒ اور حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؒ:

اس زمانہ میں حضرت احمد فاروقیؒ مجدد الف ثانی بڑی ہمت وجرأت کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مقدس فریضہ انجام دے رہے تھے مسلسل جدوجہد اور اللہ تعالیٰ پر یقین تھا کہ میں حق پر ہوں۔ اس لیے ان کو اپنے مقصد میں بڑی کامیابی ہوئی۔ جب حضرت مجددؒ پر مکتوب میں خلاف اسلام خیالات شائع کرنے کا الزام لگایا۔ آپ نے الزامات کا بڑی وضاحت سے جواب دیا۔ لیکن آصف الدولہ نے کہا کہ آپ نے درباری آداب کے مطابق بادشاہ کو ابھی سجدہ کیوں نہیں کیا۔

آپ نے سجدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا۔

''اسلام صرف خداوند تعالیٰ کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ انسان کو سجدہ کرنا شریعت میں جائز نہیں''۔

یہ سن کر بادشاہ سخت برہم ہوا اور آپ کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔ اس ہی جرم کی بنا پر آپ کو باغی بھی قرار دیا گیا۔ اور گوالیار کے قید خانے میں آپ کو نظر بند کر دیا گیا۔

جس وقت حضور سیدنا امیر ابو العلاءؒ کو آپ کی نظر بندی کی خبر ہوئی آپ فوراً دربارِ جہانگیر میں تشریف لے گئے۔ چونکہ جہانگیر دائم الخمر تھا۔ اسی حالتِ مدہوشی میں حضرت

سیدنا ؒ سے برجستہ دریافت کیا کہ آپ نے مجھے سلامی کیوں نہ پیش کی اور سجدے سے کیوں نہ نوازا۔ جو آدابِ دربار میں ہے اور ہر شخص پر لازم ہے۔

حضرت سیدنا کو اچھی طرح علم تھا کہ جواب کا کیا نتیجہ ہوگا اور آصف الدولہ کا بھی یہ ہی مقصد تھا کہ حضور جواب دیں اور آپ پر بھی کوئی فردِ جرم لگا دی جائے۔ مگر حضرت سیدنا ؒ نے جواب دینے کی بجائے ایک بھرپور نظر بادشاہ پر ڈالی۔ بادشاہ اس نگاہ کی تاب نہ لا سکا اور تمام نشہ ہرن ہوگیا۔

حتیٰ کہ بادشاہ تڑپنے لگا۔ آصف الدولہ، نور جہاں و دیگر لوگوں نے بادشاہ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی۔ مگر بے سود رہی اور جہانگیر کی حالت غیر ہوگئی۔ دربار برخاست کر دیا گیا۔

حضرت سیدنا ؒ کو بھی رخصت کر دیا گیا۔ تمام دربار حیران و ششدر تھا۔ کہ کیا ماجرا ہے؟ مگر حقیقت کا کسی کو علم نہ تھا اور کسی کو پتہ بھی نہ چلا کہ کیا بات ہوئی۔ کچھ ہی عرصہ بعد مہابت خاں جو مجدد الف ثانیؒ کا بڑا معتقد تھا۔ کابل سے بغاوت کر بیٹھا۔ جہانگیر کشمیر جا رہا تھا۔ ادھر مہابت خاں جہانگیر سے ناراض تھا کہ بادشاہ نے حضرت مجددؒ سے جو گستاخی کی ہے اس کی سزا ملنی چاہیے۔ چنانچہ دریائے جہلم کے قریب حملہ کر کے بادشاہ اور نور جہاں کو گرفتار کر لیا۔ کسی طرح سے حضرت مجددؒ کو بھی اس واقعہ کا علم ہوگیا۔ چنانچہ آپ نے فوراً تحریر نامہ بنام مہابت خاں بذریعہ حضرت سیّدنا مہابت خان کو تحریری حکم دیا کہ بادشاہ اور نور جہاں کو رہا کر دیا جائے۔

بادشاہ اور ملکہ نور جہاں رہائی پانے کے بعد آگرہ سے واپس آ گئے اور حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ ملاقات حاصل کی اور ساتھ ہی حضرت مجدد الف ثانیؒ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ تب حضور سیدنا ؒ نے فرمایا کہ

"جب تک تم غیر اسلامی باتوں کو نہ چھوڑو گے اپنی کوتاہیوں کی تلافی نہ کرو گے۔ حضرت مجددؒ تم سے ملنا پسند نہیں کریں گے۔"

چنانچہ حضرت سیدنا علیہ الرحمتہ سے بادشاہ نے وعدہ کیا اور حضور سیدناؒ کو پروانہ رہائی دے کر حضرت مجددؒ کے پاس قلعہ گوالیار کے پاس روانہ کیا۔ حضرت سیدناؒ کی یقین دہانی پر حضرت مجددؒ آگرہ تشریف لائے۔ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ جہانگیر بڑے ادب واحترام سے پیش آیا۔ دونوں بزرگوں کی خدمت میں نذرانہ وغیرہ پیش کیا۔ اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کی۔ دربار میں جام ومینا کا دور بند کیا، درباری سجدہ کی رسم ختم کی، برہمنوں سے تلک لگوانا موقوف کیا، نمازیں قائم کیں اور عدلِ جہانگیر کے نام سے قلعہ کے دروازے پر زنجیر نصب کر دی گئی۔ اگر اسے کوئی فریادی کھینچے تو دربار عام میں گھنٹی بجتی تھی اور بادشاہ اس کی فریاد سننے کے لیے آمادہ ہو جاتا تھا۔ قلعہ معلے آگرہ میں آج تک وہ حوض جو ایک ہی پتھر کو تراش کر پیمانہ کے طور پر بنوایا تھا جس پر شراب کی تعریف میں فارسی کے اشعار کندہ ہیں۔ جودھا بائی کے محل کے باہر صحن باغ میں رکھا ہوا ہے۔

اختیارِ درویشی: آپ چند یوم جائے مذکورہ پر عبادت الٰہی میں مشغول رہے پھر دہلی تشریف لے گئے اور حضور محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے درباروں میں حاضری دی۔ فیوض وبرکات حاصل کرنے کے بعد اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔ سلطان الہند خواجہ خواجگان، عطائے رسول ﷺ خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سنجری چشتیؒ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہو کر پر خلوص اور نیاز مندانہ سلامِ عقیدت پیش کیا۔

☆ صاحب افکار الاسرار ومصنف نجاتِ قاسم سے اقتباس ہے کہ غریب نوازؒ کے روضہ مبارک پر حضور سیدناؒ حاضری کے بعد ذکر میں مشغول ہو گئے۔ غریب نوازؒ ایک مثالی شکل میں روضہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور حضور سیدناؒ کے دہن مبارک میں کوئی لال رنگ کی شے مثل دانہ تسبیح ڈالی۔ آپ کا ارشاد ہے کہ عطیہ چشتی حاصل کرنے کے بعد مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور اس نعمت عظمٰی کے یمن وبرکت سے میرا سینہ اسرارِ الٰہی سے کھل گیا۔

غریب نوازؒ نے آپ کو حکم دیا کہ آگرہ جا کر اپنے چچا بزرگوار امیر عبداللہ (جو آگرہ میں قاضی کے عہدے پر فائز تھے) سے ظاہری بیعت کرو آپ نے فرمایا کہ غریب نوازؒ چچا میرے نقشبندی ہیں وہ مجھے سماع کی اجازت نہ دیں گے چونکہ مجھے فیض حضور سے ہوا ہے اس لیے میں سماع کے بغیر نہ رہ سکوں گا۔ غریب نوازؒ نے سیدناؒ سے فرمایا کہ آگرہ جاؤ تمہارے چچا سماع کی اجازت بھی دے دیں گے۔

چنانچہ آپ حکم چشتیہ کے مطابق آگرہ تشریف لائے اور امیر عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت ظاہری کی۔ قوالی سننے کی اجازت بھی مل گئی اسکے بعد ہی آپ کے چچا نے اپنی صاجبزادی سے حضرت سیدناؒ کا نکاح بھی کر دیا۔ اس طرح حضرت سید امیر عبداللہ حضرت سیدناؒ کے پیر و مرشد، چچا اور خسر بھی ہوئے۔ حضرت امیر عبداللہ کے وصال کے بعد آپ تختِ ولایت پر رونق افروز ہوئے۔ رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا اور بندگانِ خدا کو صراطِ مستقیم پر لگایا۔ ہزاروں بندگانِ خدا نے ہدایت کی راہ اختیار کی آپ کے خلفاء دکن ، بنگال، بہار، یوپی، راجپوتانہ، فرنٹیر اور دہلی میں ہوئے چنانچہ سلسلہ ابوالعلائیہ ایشیا میں پھیلا اور جویائے حق اس کے سایہ سے مستفید ہوئے۔ آپ کی زبان مبارک پر اکثر یہ رُباعی رہا کرتی تھی۔

رباعی

صیادِ ازل دانہ و دام نہاد

مرغ پے گرفت آدمیش نام نہاد

ہر نیکی و بدی کہ در جہاں می گزرد

خود می کند و بہانہ بر عام نہاد

باب سوئم

کرامات

اولیاء اللہ کی کرامات کی غایت ومقصود اسی طرح ہے جس طرح انبیاء کرام خصوصاً حضور پرنور سید دو عالم نبی کریم ﷺ کے معجزات کا اظہار ہوتا ہے۔

جس طرح دعا کی قبولیت، خیر وشر اور حصول نفع، طول حیات، احیائے مہمات، امانتِ احیاء، ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا، لمبے اور دور تر مقامات پر ایک آن میں پہنچ جانا۔ معدوم اشیا کو ایجاد کرنا

اکثر مقامات پر بیک وقت موجود ہونا۔ مختلف چہروں کی مجالس کو بیک وقت شرف باریابی بخشنا۔ نباتات، جمادات، طیور، چرند، درند وحشی جانوروں سے گفتگو کرنا۔

شمائل وخصائل کی تعمیل وتکمیل۔ تسخیر کواکب۔ اعلان امور مخفیہ انکشافِ احوال ماضی۔ حال واستقبال۔ تصوف۔ مشرفبر تجلی قلب اطلاع بر خیالاتِ باطن۔ طعام میں برکات خورد ونوش کی اشیاء کو

پردۂ غیب سے حاضر کرنا۔ نزول بارانِ رحمت اور اس قسم کی ہزاروں کرامات جن کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ اولیاء اللہ سے ظہور ہوتی رہتی ہیں۔ اور قیامت تک وقت کی ضرورت کے مطابق اولیاء اللہ کی کرامات کا ظہور ہوتا رہے گا۔

آپ سے بے حد کرامتیں منسوب ہیں۔ چند مشہور کرامتوں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

کرامتِ اوّل: ایک مرتبہ ایک بدمست ہاتھی بادشاہ کے فیل خانہ سے نکل کر شہر کے بازاروں کی طرف جانکلا۔ ہر طرف توڑ پھوڑ اور نقصان کرتا ہوا بڑھتا ہوا چلا گیا۔ ہاتھی کی اس حالت کو دیکھ کر لوگ بھی خوف محسوس کرنے لگے۔ اتفاقاً اس دن جمعہ تھا۔ حضور سیدنا نمازِ

جمعہ سے فارغ ہو کر بمعہ معتقدین و مریدین خانقاہ تشریف لے جا رہے تھے کہ یکا یک خونخوار ہاتھی کی آمد کا شور ہوا۔ آپ کے مریدین نے عرض کیا کہ حضور اس گلی میں چل کر کچھ دیر رک جائیں تاکہ درندہ صفت ہاتھی نکل جائے۔ پھر اطمینان سے خانقاہ کی طرف روانہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ بھائی ہاتھی اپنے راستے جائے گا۔ ہم اپنے راستے۔ چنانچہ آپ اپنے راستے پر گامزن ہوئے۔ اتنے میں ہاتھی بالکل قریب آ گیا۔ جب وہ آپ کے بالکل نزدیک آیا آپ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ بھئی خدا کی مخلوق ہو کر خدا کی مخلوق کو تنگ کرتا ہے۔

ہاتھی یہ سن کر فوراً دو زانو بیٹھ کر تعظیم بجا لایا۔ آپ نے اس کے ماتھے پر دستِ شفقت پھیرا۔ جب آپ اپنی خانقاہ پہنچ گئے کچھ دیر کے بعد آپ کو اطلاع ملی کہ ہاتھی خانقاہ کے دروازے پر گردن نیچی کیے کھڑا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی سوچ میں ہے یہ سن کر حضرت باہر تشریف لائے۔ مستک پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔

''ہوش میں آؤ۔ محنت مشقت کر کے اپنا رزق کماؤ۔ فوراً راج گھاٹ جاؤ وہاں پر کشتی کا انتظام نہیں۔ مسافروں کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے لے جانے کا کام انجام دو۔''

ہاتھی نے سونڈ ہلا کر حکم سیدنا کی اطاعت کا وعدہ کیا اور مرتے دم تک راج گھاٹ پر یہ خدمت انجام دیتا رہا۔ اور میر صاحب کے ہاتھی کے نام سے مشہور ہوا۔ حضور سیدناؒ کا جو شیدا اس کنارے سے دوسرے کنارے تک مسافت کرتا ہاتھی کے لیے چارہ کا انتظام بھی کرتا

کرامتِ دوم: ایک دن آپ اپنی خانقاہ کے قریب بر سر راہ بیٹھے ہوئے وضو فرما رہے تھے کہ ایک جوگی اپنے ہاتھوں میں ایک پنجرہ لیے ہوئے آپ کے قریب سے گزرا۔ کسی مرید کو آپ نے حکم دیا کہ جوگی کو بلاؤ۔ جوگی حاضر ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں جو پنجرہ تھا۔ اس میں ایک مینا تھی۔ حضور سیدناؒ نے وضو کے پانی کے چند قطرے پنجرے میں ڈال دیئے۔ پنجرہ بالکل ٹوٹ

پھوٹ گیا۔اور مینا باہر نکل کر شکل خوبصورت حسین وجمیل دوشیزہ جامہ بدل کر آپ کے سامنے نمودار ہوئی۔آپ نے اس سے حال دریافت کیا۔

وہ بولی میں ہندو ہوں اور جوگی نے مجھے مینا بنا کر قید کر لیا ہے ایک منٹ کو الگ نہیں کرتا رات کو اپنی پڑھنت کے زور سے عورت بنا لیتا ہے۔ جو چاہتا ہے خدمت لیتا ہے۔مدمت سے اس عذاب میں مبتلا ہوں قسمت نے یاوری کی جو حضور کے نزدیک آئی۔آپ سے التجا ہے کہ آپ اپنی خدمت میں رہنے کا شرف بخشیں۔آپ ہی کی خدمت کروں گی تمام زندگی یونہی گنوائی۔آپ کی خدمت میں رہنا کہیں اور جگہ رہنے سے افضل ہے۔چنانچہ حضور نے مینا کی درخواست پر کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا۔اور اپنی بیٹی بنا لیا۔پھر آپ جوگی کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ تم نے فقیر کے نام کو ڈبویا ہے۔اب ہمارا کہا مانو۔دنیا ترک کرو۔دین کماؤ۔اتنے کلمات سننے کے بعد جوگی بے تاب ہوگیا۔ضبط نہ کرسکا۔قدموں میں گر پڑا اور بے ساختہ کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا حلقہ مریدی میں شامل ہوا اور خانقاہ سے قدم باہر نہ نکالا۔جوگی کا نام آپ نے علاقلئی اور مینا کا نام زھدا بی بی رکھا۔دونوں کا نکاح حضور نے خود پڑھایا۔دونوں تازندگی آپ کی خدمت میں رہے۔ان دونوں کے مزارات احاطہ درگاہ سیدنا علیہ الرحمتہ کے پائیں طرف موجود ہیں۔

کرامتِ سوئم: میر نعمان سیدنا کے زمانے میں خدمت قضاۃ پر شہر آگرہ میں رونق افروز تھے۔میر نعمان چونکہ نقشبندیہ سرہندیہ سے منسلک تھے اس وجہ سے ان کو سماع کی آواز سنتے مگر کچھ بس نہ چلتا تھا کیونکہ حضور سیدنا کے کمال جلال جبروت کی مزاحمت معمولی بات نہ تھی۔ایک دن حضرت خواجہ ہندولیؒ کی فاتحہ کے سلسلے میں محفل سماع جاری تھی۔مریدانِ سیدناؒ بحالت ذوق وشوق نعرے لگا رہے تھے۔فیضان سیدنا جاری تھا حویلی میر نعمان خانقاہ کے قریب ہی تھی۔چنانچہ سماع کی آواز پر میر نعمان بحالت بے اختیاری مجلس میں تشریف

لائے۔حضور سیدنا نے بہ پاس خاطر سماع بند کرادیا۔تمام ساز حجرے میں رکھوا دیے۔اس وقت سیدنا کے ایک مرید پر وجد طاری تھا۔اس کے نعرے کے ساتھ ہی تمام ساز خود بخود بجنے لگے۔محفل جیسی سرگرم تھی۔ویسی ہی رہی۔حتیٰ کہ میر نعمان پر وجد طاری ہوگیا اور بے ساختہ یہ شعر اس کی زبان پر جاری ہوگیا۔

بے خبر از خود نمی دانم خراب کیستم
مست و مخموم ندانم از شراب کیستم

اُسی دن سے میر نعمان ہمیشہ کے لیے حضرت سیدنا کے معتقد و صادق مریدوں میں شریک ہوئے۔

کرامتِ چہارم: روایت ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا کھانا تناول فرمارہے تھے کہ ایک کامل اپنے علم میں یکتا حاضر ہوا۔حضرت نے فرمایا بسم اللہ آپ کھانا تناول فرمائیں کامل تعمیل حکم بجالایا دسترخوان پر بیٹھا بہ اظہارِ تصرف اپنا ہاتھ اٹھایا طرح طرح کے کھانے میوہ جات اترنے شروع ہوگئے۔کامل چاہتا تھا کہ حضور سیدنا بھی اپنا کچھ تصرف دکھائیں۔اتفاق سے ان دنوں خانقاہ ابوالعلائیہ کی مرمت جاری تھی۔حضور نے اپنے ایک مرید کو خالی رکابی میں گارا لانے کا حکم دیا۔آپ نے گارے پر ایک نظر کیمیا اثر ڈالی وہ گارا تازہ خوشبودار حلوہ میں تبدیل ہوگیا۔عامل حضور کی یہ کرامت دیکھ کر دنگ رہ گیا۔عامل اپنے عمل کے زور سے اڑا اور منڈیر پر جا کر بیٹھ گیا۔سیدنا نے پھر ایک نگاہ ڈال کر اترنے کا حکم دیا۔کامل کی یہ حالت ہوگئی۔اترنا تو درکنار جنبش تک نہ کرسکا۔مجبوراً معافی کا خواستگار ہوا۔حضور نے معاف کردیا۔وہ نیچے اتر آیا۔حضور نے فرمایا ان فضولیات سے باز آؤ اس نے توبہ کی اور دستِ مبارک پر بیعت کرکے عارف باللہ ہوگیا۔

کرامتِ پنجم: حضور سیدنا جمنا پار اپنے خاندانی بزرگوں کے مزارات پر فاتحہ خوانی

کی غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ جمنا پار تشریف لے جارہے تھے کہ ایک سادھو نے آپ کو ایک ڈبہ عنایت کی۔اور کہا کہ اس میں ایک ایسی کیمیا ہے۔جو ایک رتی بھر کسی تانبے پر مل دو۔تانبے کا سونا بن جائے گا۔آپ نے ارشاد فرمایا۔کہ تعجب ہے کہ تم مٹی سے یہ توقع رکھتے ہو۔اتنا کہتے ہی ڈبیہ کو آپ نے جمنا میں پھینک دیا۔سادھو رنجیدہ ہوگیا۔آپ نے میری ساری عمر کی محنت پر پانی پھیر دیا۔حضور نے فرمایا۔خاک کی یہ دھاک، جمنا کی ریت پڑی ہے۔جتنی ڈبیاں چاہو بھرلو۔اور بے تکلف سونا بنالو۔سادھو نے ریت اٹھائی اور تانبے پر ملی۔تانبے نے فوراً اپنی شکل چھوڑ کر اصلی سونے کی مستقل صورت اختیار کرلی۔اس کرامت پر سادھو نے اپنی جھوٹی کمنڈل پھینک دی آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور اپنے وقت کا اکسیر اعظم کہلایا۔

کرامتِ ششم: روایت ہے کہ قاضی نعمان نے ایک ہندو کو زبردستی مسلمان کرلیا۔حضور نے فرمایا ''نعمان نے زیادتی کی ہے مسلمان کرنے کے اور بھی تو طریقے ہیں۔''

قاضی نے یہ سن کر آپ کو بلایا جب آپ عدالت میں تشریف لے جارہے تھے۔جس وقت آپ کناری بازار (جو آج کل صرافہ کہلاتا ہے) پہنچے تو حضور نے ایک زوردار الا اللہ کی ضرب لگائی۔آپ کی ضرب کی آواز سے ہندو دکانداروں کے دل لرز اٹھے۔حضور کے قدموں پر گرے اور کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔اس واقعہ کو سنتے ہی قاضی صاحب ننگے پاؤں اپنی عدالت سے بھاگتے ہوئے آئے معافی چاہی اور فرمایا بیشک مجھے جواب کافی مل گیا ہے۔

☆☆☆

باب چہارم
تقرر جانشین

حضرت سید امیر نور العلاءؒ قدس سرہ کا بیان ہے کہ جب توحید و رسالت کی تعلیم ارشاد فرما چکے تو میرے چھوٹے بھائی حضرت فیض العلاءؒ کو بلایا اور اندر سے ایک بقچہ اٹھالانے کا حکم فرمایا۔

تعمیل ارشاد ہوا تو حضرت نے ایک کلاہ (تاج خرقہ) ایک چوغہ (خرقۂ خلافت) عطا فرمایا اور دستِ مبارک سے اس عاجز کو پہنایا۔

اس وقت کی حالت و کیفیت بیان کرنے کا زبان کو یارا نہیں اور قلم اس حالت کو لکھنے سے قاصر ہے۔

پھر اعلیٰ حضرت نے میرے ہاتھ میں عصاء مبارک دیا، پھر ایک مصلےٰ اور ایک نسخہ الکتاب (قرآن مجید) عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:-

''بیٹا! یہ نعمت عظمیٰ حضرت رسول کریم ﷺ سے بعد از انبیاء بزرگ و برتر تحقیق حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۃ الرسول کر پہنچی۔ اور حضور امیر عبداللہ احراری قدس سرہ سے اس احقر العباد کو ملی۔ اب تک بفضلہٖ حق تعالیٰ اس امانت میں خیانت نہیں ہوئی۔ اور حق امانت کماحقہ ادا کیا۔ اب یہ امانت تیرے سپرد کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ کماحقہ اس کا حق ادا کرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ حشر کے دن مجھ کو ندامت ہو۔ یہ کہہ کر حضرت نے آسمان کی طرف دیکھ کر میرے حق میں دعائے خیر فرمائی۔''

حضرت نور العلاءؒ کا بیان ہے کہ جب رسمِ تاجپوشی سجادہ نشینی ختم ہوئی تو مجھے

ایسا معلوم ہونے لگا کہ مجھ پر ایک بارِ گراں آپڑا ہے۔ لیکن ساتھ یہ بھی محسوس ہو رہا تھا کہ میں اس بارِ گراں کا متحمل ہوسکوں گا۔

پھر ہر طرف سے مجھے مبارک باد پیش ہونے لگی میرے چھوٹے بھائی امیر فیض العلاءؒ کو بھی حضرت والد صاحب قبلہ نے اسی مبارک مجلس میں خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

باب پنجم

وصالِ حق

وصال: آخر ۹ صفر ١٠٦١ھ بعد نماز فجر مرشدنا و مولانا شہباز طریقت۔ حامی ملت۔ ہادی طریقت نے اپنی جانِ شیریں مالکِ حقیقی کے سپرد کردی۔ خویش و اقارب اور عقیدت مندوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ آگرہ اور مضافات میں حضور کی وفات کی خبر آناً فاناً پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق کرب و اندوہ کے عالم میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔

کیونکہ دور دراز سے مریدین جنازے میں شرکت کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ اس لیے بعد نماز عشاء اس اللہ کے ولی کو آخری آرام گاہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

درگاہ شریف آگرہ میں ہے۔ خلقِ اللہ اس آستانہ سے فیض پا رہی ہے سلاطین اسلام اپنے اپنے عہد میں آستانہ عالیہ کی حاضری سے سعادت افروز ہوتے رہے ہیں۔ آپ کا آستانہ آگرہ کے لیے نہیں بلکہ پورے پاک و ہند میں مرجع خلائق ہے مخلوق خدا فیض پا رہی ہے۔ اور پاتی رہے گی۔

نذرانۂ عقیدت:

کتبہ جو حضور سیدنا امیر ابوالعلاؒ کے مزارِ اقدس پر لگا ہے اس کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

وائے کہ شاہِ ابوالعلاؒ ساخت مکاں بہ مکاں

حیف کہ آفتابِ دیں گشت نہاں ز چشم ما

موردِ فیض ایزدی مہبطِ نور احمدی

واقفِ سرِ سرمدی محرمِ رازِ کبریا

مرشد و پیرِ کاملان ، رہبر راہِ سالکان
مرہم ریش طالبان فیض رسانِ از کیا؟

ارشد آلِ مصطفےٰ امجد نسلِ خواجگان
قدوہ اہل معرفت نور دو عین مرتضےٰ

حضرت میر ابو العلاؒ سرورِ اولیاء دین
صاحبِ کشف بالیقین عارفِ اکمل خدا

خواست چو افضل از خرد سال وصال آنصفی
گفت برفت از جہاں قطبِ جہاں ابو العلاء

۱۰۶۱ھ حضرت میر محمد افضل احراری رحمتہ اللہ علیہ

باب ششم

تعلیمات

رسالہ فناء اور بقاء

آپ بڑے صاحبِ علم وذی فہم تھے۔آپ کی علمی قابلیت کا اندازہ صرف آپ کی تحریر وتعلیمات سے لگایا جاسکتا ہے۔آپ نے ایک رسالہ بعنوان فناء اور بقاء فارسی میں تصنیف فرمایا آپ اعلیٰ مرتبت شاعر بھی تھے آپ کے اشعار میں تعلیماتِ وحدت اور نصیحت نیک ہر جگہ ملتی ہے۔آپ اپنا تخلص انسان لکھتے تھے۔

سر و رشتۂ نسبت بہ علی ولی رسید
انسان تخلص ام شدہ نامم ابوالعلاءؒ

آپ کے تصنیف کردہ رسالے سے فارسی اور اس کے ساتھ اردو ترجمہ شائع کیا جارہا ہے۔

☆☆☆

تعلیم وارشادات

(باب فناء وبقاء)

بعد حمد واجب الوجودی کہ چندیں ہزار صور واشکال ظاہر شدہ

بیت

بھر صورت نمودم ذاتِ خود را
گہے بر شکلِ آدمؑ گاہے حوا

وپس از شکرانہ بیچوں وچگونہ بصد ہزار چونی وبیچونگی ہویدا گشتہ

بیت

طرفہ بے رنگی کہ دارد رنگہائی بے شمار

طرفہ بے شکلی کہ دارد شکلہائے صد ہزار

غیر او موجود نیست۔ ہر چہ از بلند و پست ہمہ اوست

رباعی

ہمسایہ و ہم نشین و ھمرہ ھمہ اوست

در دلق گدا و در اطلس شہ ھمہ اوست

در انجمن فرق و نہاں خانہ جمع

باللہ ہمہ اوست باللہ ہمہ اوست

درود بر رسول مودود کہ مقود از ایجاد ہمہ اوست

بیت

مقصود وجودِ تست اے شہ پاک

لولاک لما خلقت الا فلاک

تشریح: میگوید فقیر حقیر دل دل شکستہ و از خود رستہ ابو العلاء احراری الحسینی کہ ایں الیست در بیان مراتب فنا و وصول الی اللہ ہر طالبے کہ بدیں طریق سلوک نماید و سعی پیش گیرد بمقصود حقیقی کہ وصول بحق است مشرف گردد۔ اکنوں بدانکہ اے برادر فنائے اعظم کہ احوال اعلیٰ و مقامات اسنی فقیر است۔ بر سہ قسم است۔ اوّل فنافی الافعال۔ دوم فنافی الصفات، سوئم فنافی الذات۔

فنافی الفعال عبارت از بیرون آمدن سالک است از اختیار خود و اختیارِ جمیع عالم یعنی ہر حرکاتے و سکناتے و افعالے کہ پیش ازیں بخود و دیگران نسبت میگر دو و از خود و دیگران

می دانست ہمہ را بحق نسبت کند۔ و آں ہمہ از حق داند بس و افعالِ خود را بہ نسبت حق خیال کند کہ حرکات کلیہ۔

تعلیم وارشادات

فناء و بقاء

بعد حمد واجب الوجودی کہ بچندیں ہزار صور و اشکال ظاہر شد

(جو ہزار صورتوں اور مختلف شکلوں سے ظاہر ہوا ہے)

بیت

بہر صورت نمودم ذاتِ خود را

گہے بر شکل آدم گاہ حوا

و پس از شکرانہ بیچوں و چوگونہ بصد ہزار چونی و بیچونگی ہویدا گشتہ

(اس نے ہر صورت میں اپنی ذات کو ظاہر کیا۔ کبھی شکل آدم اور کبھی حوا کی صورت میں) اور شکر کے بعد ایسے بے نظیر اور بے مثل کے جو سو ہزار حالات اور نیرنگیوں کے ساتھ ظاہر ہے۔

بیت

طرفہ بے رنگی کہ دارد رنگہائی بے شمار

(عجب نیرنگی ہے کہ جس میں بے شمار رنگ ہیں)

طرفہ بے شکلی کہ دارد شکلہائے صد ہزار

(اور عجب بے شکلی ہے کہ جس کی سو ہزار شکلیں ہیں)

غیر او موجود نیست ہرچہ از بلند و پست ہمہ اوست

(اس کے سوا کوئی موجود نہیں۔ جس قدر اونچا نیچا ہے وہی وہ ہے)

رباعی

ہمسایہ و ہمنشیں و ھمرہ ھمہ اوست
در دلق گدو در اطلس شہ ھمہ اوست
در انجمن فرق و نہاں خانہ جمع
باللہ ھمہ اوست باللہ ھمہ اوست

(گدڑی میں فقیر کی وہی اور دوشالہ میں بادشاہ کے وہی ہے تفریق کیا انجمن میں اور جمعیت کی خلوت میں واللہ ہی ہے ثم باللہ وہی ہے)

درود بر رسول جود ودکہ مقصود از ایجاد ھمہ اوست

(اور ایسے رسول موجود پر کہ مقصود ایجاد (عالم) سے وہی وہ ہے)

بیت

مقصود وجود تست اے شہ پاکؐ
لولاک لما خلقت الافلاک

(اے پاک ذات) تیرا وجود موجود ہے اور تیرے متعلق خدائے بزرگ وبرتر نے فرمایا ہے کہ اگر تجھ کو پیدا نہ کرتے تو تمام عالم کو پیدا نہ کرتے۔

بہ نسبت ودست وحرکات مردہ بہ نسبت غسال وہیچ چیزے وحرکتے بکسے نسبت نہ کند کہ شرک وکفر نزد ایں طائفہ علیہ ھمنیست۔

رباعی

صیّاد ازل کہ دانہ و دام نہاد
مرغے بگرفت و آدمش نام نہاد

ہر نیک و بدے کہ در جہاں میگذرد
خود میکندو و بہانہ برعام نہاد

بیت

ناوک اندر کمانِ خود آرد
شاھدان را بہانہ در ابرو

وفنافی الصّفات

عبارت است از دانستن سالک جمیع صفات خودرا وصفات دیگران راصفاتِ حق ھر صفتے از صفاتِ خودعلم وارادت ومشیّت وقدرت وسمع وبصروکلام باشد۔ چنانچہ پیش ازیں بخودودیگراں نسبت میگیر دواز آنِ خودودیگراں میدانست ھمہ را بحق نسبت کندوصفاتِ حق داندوبس اصلا بخودودیگران نسبت نکند کہ ایں نیز نزدایں طائفہ شرک عظیم است۔

بیت

گوئم بہر زبان و ہر گوش بشنوم
ایں طرفہ ترکہ گوش وزبانم پدید نیست

نقل است کہ چوں بایزید بسطامیؒ ازدالفناء بدارالبقاء رحلت گرفت نمود بروحِ پاک ایشان خطاب رسیدؔ۔ یا بایزید بدرگاہِ ماچہ آوردی۔ گفت خداوندا۔ توحید آوردم۔ جواب آمدلا واذکرلیلة البن ۔یعنی چہ توحید آوردہ یادکن شب شب شیرکہ شی شیرخوردہ بودی شکمت دردمیکردی۔ کسے پرسیدؔ کہ چراشکم تو دردمیکند۔ گفت امشب شیرخوردہ بودم۔ بنا برآں شکم من دردمی کندتو دردشکم بشیرنسبت کردی بعدازیں گوئیؔ کہ توحید آوردہ ام۔

بیت

نکو گوئی نکو گفتہ است بالذات
لہ التوحید اسقاط الاوقات

تشریح: فقیر حقیر شکستہ دل اور رنجور و مستغرق ابو العلاء احراری حسینی کہتا ہے۔ کہ یہ رسالہ مراتب فنا اور وصول الی اللہ کے باب میں ہے۔ جو طالب اس پر چلے گا۔ وہ مقصودِ حقیقی کہ

جس سے مراد وصول بحق

یعنی (حق سے واصل ہونا ہے) سے مشرف ہوگا۔

اے برادر اب جاننا چاہیے کہ فنائے اعظم کہ جس سے فقیر نے احوال عالیہ اور روشن ملاقات مراد ہے۔ تین قسم پر مشتمل ہے:

اول فنافی الافعال　　دوئم فنافی الصفات　　سوئم فنافی الذات

اوّل فنافی الافعال

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک خود اپنے اختیار سے اور تمام عالم کے اختیار سے باہر آئے۔ یعنی حرکات وسکنات وافعال کو جس کو پہلے وہ اپنے سے یا دوسروں سے منسوب کرتا تھا۔ اور ان کو اپنے سے یا دوسروں سے جانتا تھا۔ اب ان سب کو خداوند تعالیٰ سے منسوب کرے۔ اور ان سب کو منجانب خداوند تعالیٰ سمجھے۔ کہ جیسے کسی کی حرکت ہاتھ سے اور مردہ کی حرکت غسل دینے والے کے ہاتھ سے نسبت ہے۔ اور کسی چیز اور کسی حرکت کو کسی دوسرے سے منسوب نہ کرے۔ کیونکہ اس طائفہ عالیہ کے نزدیک شرک اور کفر اسی کا نام ہے۔

رباعی

صیادِ ازل نے دانہ اور جال رکھ کر ایک مرغی (طائر) کو قید کیا۔ اور اس کا نام آدم رکھا۔ جو کچھ بھی اچھا اور بُرا ہو رہا ہے۔ وہ خود کرتا ہے اور لوگوں پر ایک بہانہ رکھا (یعنی لوگوں کو بہانہ بنایا)

شعر

تیر خود اپنی کمان میں رکھتا ہے
اور حسینوں کی ابرو کا بہانہ ہے

فنافی الصّفات

اس سے مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی تمام صفات کو اور دوسروں کی صفات کو صفاتِ حق جانے اور اپنی صفات میں سے ہر ایک کو اور دوسروں کی صفات میں ہر ایک کو جیسے علم ارادت، قدرت، سمع، بصر، کلام جس طرح سے پہلے وہ ان کو اپنے سے اور دوسروں سے منسوب کرتا تھا اور اپنے سے اور
دوسروں سے جانتا تھا (اب) ان کو خداوند تعالیٰ سے منسوب کرنے اور صفاتِ حق جانے۔ پس ہرگز ہرگز ان کو اپنے اور دوسروں سے منسوب نہ کرے۔ کیونکہ یہ بھی طائفہ کے نزدیک شرکِ عظیم ہے۔

شعر:

کہتا ہوں ہر زبان سے اور سنتا ہوں ہر کان سے
یہ طرفہ تر کہ میرے کان اور زبان سے ظاہر نہیں ہے

سبحان اللہ وبحمدہ ولقائے شانہ۔ ہرگاہ کہ از سلطان العارفین بیک نسبت بغیر حق توحید سلب کردہ اند و در معنی شرک خواندند حال دیگران کہ بدیں مبتلا ھستند چہ خواہد شد۔ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ، در کلام مجید خود فرمودہ است۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ ۝

بیت

تا رھبر تست عادتِ خویش
شیطان منافقی بہ درویش

وفنافی الذّات

عبارت است از دیدن ودانستن سالک ذاتِ خود را و ذاتِ تمام عالم را ذاتِ حق پیش از ینکہ میدانست کہ من منم وعالم عالم است بہ تحقیقی بداند و بہ بیند کہ حق است ویقین

بداند وتصور کند کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ جلشانہ ازمرتبہ علی الاطلاق نزول فرمودہ بدین صورۃ واشکال مختلفہ متنوعہ ظاہر شدہ است وہمہ اوست وغیر او موجود نیست۔

رباعی

ہرچہ بنی یار ہست اغیار نیست
جزا و جزو ہم و جز پندار نیست

از جمال اوھو محکم جلوہ ہاست
لیک ہر کس لایق دیدار نیست

زیں جا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ وسلم فرمودہ است

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

یعنی شناسد خودرا کہ من نیم ھقم کہ بدیں صورت ظاہر شدہ ام۔ پس شناخت پروردگارِ خودرا ونیز فرمودہ عرفت ربی ید بے یعنی تا کہ من بودہ ام حق رانمی شناختم۔ چوں خودرا حق دانستم وازخودرفتم حق راحق شناخت۔

بیت

تا توئی از خدا نیابی بوئ
خود نمائی خدا نماید روئ

امّا ایں معرفت وایں فنارا ترتیب است بدید کہ بدیں ترتیب سلوک نماید تامقصود اعظم کہ خداشناسی ووصول الی اللہ است۔ حاصل شود۔ ترتیب است باید کہ بدیں ترتیب سلوک نماید تامقصودِ اعظم کہ خداشناسی ووصول الی اللہ است حاصل شود ترتیب است۔

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ ہونے دارِفنا سے دار البقاء کی طرف رحلت فرمائی۔ اُن کی پاک روح سے خطاب ہوا۔

”اے بایزید۔ ہماری درگاہ میں کیالائے؟“

انہوں نے جواب دیا۔ ”خداوند۔ تیری توحید لایا ہوں۔“

اُن کو جواب ملا۔ "نہیں تم اس دودھ والی رات کو یاد کرو۔ یعنی جو کچھ تم لائے ہو۔ وہ درحقیقت کچھ نہیں یاد کرو وہ رات کہ جس رات کو تم نے دودھ پیا تھا اور تمہارے پیٹ میں درد ہوا تھا۔ تم سے کسی نے پوچھا۔ کہ تمہارے پیٹ میں درد ہوا۔ تو نے تو پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا۔ اور پھر کہتا ہے کہ توحید لایا ہوں۔"

شعر: اچھا کہتے ہو اچھا کہا ہے۔ بالذات کہ توحید تمام نسبتوں کو درد کرنا ہے۔

سبحان اللہ کہ جب سلطان العارفین سے غیر حق کی ایک نسبت سے توحید سلب کر لی گئی اور شرک کے معنی میں سمجھی گئی۔ تو دوسروں کا کیا حال جو اس میں مبتلا ہیں۔ کیا کہا جائے۔

حق تعالیٰ قرآن مجید میں خود فرماتا ہے:

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ O

ترجمہ: "اکثر اشخاص خدا کے ساتھ ایمان صحیح نہیں رکھتے۔ مگر وہ مشرکین میں ہیں۔"

شعر

جب تک تیری رہبر تیری عادت ہے (تو)
منافقوں کا بادشاہ ہے نہ کہ درویش

فنا فی الذات

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی ذات کو اور تمام عالم کی ذات کو ذاتِ حق دیکھے۔ اور سمجھے اس سے پہلے وہ جانتا تھا کہ میں مَیں ہوں اور عالم عالم ہے (اب) وہ تحقیقی سے جانے اور دیکھے کہ (سب) حق ہے اور یقین کرے اور خیال کرے کہ حق تعالیٰ نے مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان صورتوں اور شکلوں میں ظہور فرمایا ہے اور (وہی) وہ ہے۔ اس کا غیر موجود نہیں ہے۔

(رباعی) جو کچھ دیکھے یار ہے اغیار نہیں۔ اس غیر سوائے وہم اور سوائے گمان کے نہیں ہے۔ جمال وھو محکم سے جلوے ہیں۔ لیکن ہر شخص دیدار کے لائق نہیں ہے۔

پس رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے: **من عرف نفسه. فقد عرف ربه** یعنی جس نے پہچانا خودکو کہ میں نہیں ہوں۔حق ہے کہ جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔پس پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو۔اور یہ بھی فرمایا کہ **عرفت ربی بربی** یعنی جب تک کہ میں ہوں حق تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہوں اور جب میں نے اپنے کو حق جانا اور اپنے سے الگ ہو گیا (تب) حق کو حق پہچانا۔

(شعر) جب تک تو ہے خدا کی بُو نہیں پا سکتا۔ جب تو نہیں رہے گا۔خدا اپنا چہرہ (جلوہ) دکھائے گا۔لیکن اس معرفت اور اس فنا کی ترتیب سے سلوک کی راہ طے کرے تاکہ مقصود اعظم جو خداشناسی اور وصول الی اللہ ہے۔حاصل ہووے۔

ترتیب یہ ہے کہ اول چاہئے کہ سارے عالم کو ایک آئینہ فرض کرے (محو ہو جائے) اور مفید ہو جائے کہ ایک لحظہ اور ایک لمحہ دل سے اور آنکھ سے فوت نہ ہونے دے۔ اور ہر وقت اسی خیال میں رہے۔

(شعر) اول باید کہ ہمہ عالم را یک آئینہ فرض کند ودر آں جمال حق مدام
میدیدہ باشد ودریں نسبت چناں مقید شود کہ یک لحظہ ویک لمحہ
از دل ودیدہ فوت نکند ودرہمیں خیال باشد

بیت

اے خنک جانے کہ در ہر آئینہ
دیدہ روئے یار خود ہر آئینہ

درنہایت ایں خیال چیزہا نمودار خواہد شد ولذتہا خواہد یافت وبعد ازآں ترقی کند وازیں مرتبہ برتر آید ہمہ عالم را حق بیند وچناں تصور کند کہ ایں ہمہ حق است کہ بدیں صور وشکلہا ظاہر است۔

رباعی

اے غیر ترا بسوئے تو میری نہ
خالی ز سجدو بے دہرینہ
دیدم ہمہ طالبان و مطلوباں را
کاں جملہ توی و درمیان غیرے نہ

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت
لاجرم عین جملہ اشیا شد

باید کہ دریں خیال مداومت ومواظبت نماید کہ ہیچ ساعی وہیچ آنے ازیں تصوراز ایں خیال خالی نباشد۔ ودریں باب کوشش وسعی بلیغ وکمال پیش گیرد۔ ہیچ مقصود بی سعی ومحنت نتواں یافت۔ سعی آن است کہ آدمی رابمقصودمی رساند۔ سعی باید کردوسعی قیل وقال باید گذاشت۔ تادل ودیدہ درتصورحق مستغرق باشدودرانتہاےایں تصورجزہاخواہددیدولذت ہائے گوناگوں بدوخواہدرسید۔ بعدہ ترقی گیردوازیں مرتبہ بترآیدخودراازیں میان برآورد۔ ودرنفی وجودھمی واثباتِ حق کوشش نماید۔یعنی چشم پوشیدہ چناں تصورکندکہ آن رامن می دانستم۔ من نیم حق است کہ بدیں صورت ظاہرشدہ است بدیں صورت مواظبت تمام نمایدتاکہ خودرافراموش کندوخودراوھم عالم راحق داندوحق بیندچوں بدیں تصورازخودخواھد گذشت ازباطن اوایں ترانہ خواھد برآمد۔ چنانچہ ازباطن ایں فقیرازخودرستہ برمی آید۔

بیت

آں راکہ من میگفتمش اکنوں نمی دانم چہ شد
بسیار او را جستمش اکنوں نمی دانم چہ شد

چوں ایں تصور غالب آید تا آنکہ خود را فراموش کند از بیند و
دیدہ شدہ یکے گشت و حجاب برخاست و وصول حق حاصل شد

بیت

خود ھماں شاہد .ست و ہم مشہود
غیر او نیست در جہاں موجود

رباعی

روز آں بتو بودم و نمی دانستم
شب باتو غنودم و نمی دانستم
ظن بود مرا کہ من جملہ نیم
من جملہ تو بودم و نمی دانستم

معنی بے خود شدن واز خود در گذشتن نیت شد ھمیں است مقصود و مطلوب طالبان خدا ہمین است نہایت وکمال فقیرا چوں دریں مقام رسید۔ فنا فی اللہ حاصل گشت۔

رباعی

آں را کہ فنا شیوہ و فقر آئین است
نے کشف و یقین نہ معرفت بے دین است
رفت او زمیان ہمیں خدا ماند خدا
الفقرا درنم ھو اللہ این است

ازیں جاست کہ صوفی نہ آنست کہ چلہ کشد و خلوتہا و ریاضتہا کند۔ بلکہ صوفی آں است کہ نبود دریں جا سر کل نبی ھالک الاوجہ و سیر کل شیء ترجع الی اصلہ و سرا نہایۃ الی البدایۃ رونماید. حق سبحانہ تعالیٰ شانہ جمیع طالبانرا بدیں مقصود رساند بحق النبی واللہ القضی واصحابہ الفتی. اللّٰھم اغفرلہ بحق

کھعص و بحق حم عسق. فقط

شعر: کیسی اچھی وہ جگہ ہے کہ ہر آئینہ میں اپنے یار کا چہرہ دکھائی دے۔ اس خیال کی انتہا پر بہت سی چیزیں دکھائی دیں گی اور حاصل ہوں گی۔ اس کے بعد ترقی کرے (سالک) اور مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچے۔ سارے عالم کو حق دیکھے اور ایسا دیکھے اور ایسا خیال کرے کہ یہ سب حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔

رباعی

اے ذات پاک تیرے غیر کو تیری جانب میری حاصل نہیں ہے۔ اور کوئی مسجد اور بت خانہ تجھ سے خالی نہیں ہے۔ میں نے سب طالبوں اور مطلوبوں کو دیکھا۔ سب کی کان تو ہی ہے اور درمیان میں کوئی غیر نہیں ہے۔

شعر: اس کی غیرت نے غیر کو جہاں میں چھوڑ دیا۔ ضرور وہ تمام چیزوں کا عین ہے۔

(سالک کو) چاہیے کہ اس خیال میں مداومت اور مواظبت ظاہر کرے کسی بھی اور کسی لمحہ بھی اس خیال سے خالی نہ ہو۔ اور اس باب میں بہت کوشش اور سعی اور کمال کو پیش نظر رکھے۔ کیونکہ کوئی مقصد بغیر کوشش اور محنت کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ کوشش وہ چیز ہے کہ آدمی کو مقصود پر پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرنا چاہیے قیل وقال کی کوشش چھوڑ دینا چاہیے تاکہ دل سے اور آنکھ سے حق کے حضور میں محو
مستغرق ہو۔ جب یہ خیال انتہا پر پہنچے گا۔ تو (سالک) بہت سی چیزیں دیکھے گا۔ اور وہ مختلف قسم کی لذتوں سے فیض یاب ہوگا۔ اس کے بعد (سالک) اور ترقی کرے اور اس سے زیادہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچے اور اپنے کو تمام حجابات سے دور کرے اور (اپنے) وجود کی نفی میں اور حق کے اثبات میں کوشش کرے۔ یعنی آنکھ کو بند کر کے ایسا خیال کرے کہ خود میں جانتا تھا کہ میں ہوں۔ میں نہیں ہوں حق ہے کہ جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ اس صورت سے مداومت اور مواظبت خوب کرے تاکہ خود کو اپنے کو فراموش کرے اور خود کو تمام عالم کو حق

جانے اور حق دیکھے۔

جب (سالک) اس تصور سے (گم ہو کر) خود سے گزر جائے گا۔ اس کے باطن سے یہ نغمہ سنائی دینے لگے گا۔ چنانچہ اس فقیر از خود رفتہ کے باطن سے بھی یہ نغمہ (پیدا ہوتا ہے) سنائی دیتا ہے۔

شعر:

جس کو (جس ہستی کو) کہ میں میں کہتا تھا نہیں معلوم وہ کیا ہوئی۔ میں نے اس کو بہت تلاش کیا۔ نہیں معلوم وہ اب کیا ہوئی۔ جب یہ تصور (سالک) پر غالب آئے۔ اس حد تک کہ وہ خود کو فراموش کرے اس وقت دیکھنے والا (طالب) اور دیکھا ہوا (مطلوب) ایک ہو گئے اور حجاب اٹھ گئے۔ وصول حق حاصل ہو گیا۔ (حاصل ہوا)

شعر

خود وہی شاہد ہے اور وہی مشہود اس کے سوا کوئی نہیں ہے جہاں میں موجود

رباعی

دن کو تیرے ساتھ رہا اور میں نہیں جانتا ہوں رات کو تیرے
ساتھ سویا اور میں نہیں جانا۔ معشوق ظاہر تھا اور میں نہیں جانا
وہ میرے درمیان میں تھا اور میں نے نہیں جانا مجھ کو خیال تھا
کہ سب کچھ میں ہوں۔ میں بالکل تیرا تھا۔ اور میں نہیں جانا
میں نے کہا کہ (شاید) طلب سے منزل مقصود تک پہنچ جاؤں
یہ خود تفرقہ تھا اور میں نے نہ جانا۔

معنی خدا کا ہو جانے اور اپنے سے گزر جانے کے یہی ہیں اور طالبانِ خدا کا مقصود اور مطلوب یہی ہے۔ فقراء کی انتہاء اور اُن کا کمال (یہ ہے) کہ جب اس مقام پر پہنچے فنافی اللہ کا درجہ حاصل ہوگا۔

جس کا (سالک کا) فقر اور آئین (فقر) شیوہ ہے (اس کو) نہ کشف ویقین سے اور نہ معرفت اور نہ دین سے کچھ (سرورکار) ہے۔ وہ سب سے گذر گیا ہے۔ خدا ہی خدارہ گیا ہے۔ فقر جب کامل ہوگیا۔ (ہوجاتا ہے) تب اللہ ہی اللہ ہے (یعنی خدا ہی رہتا ہے اور کچھ نہیں رہتا ہے)۔

پس اس ہی وجہ سے صوفی وہ نہیں ہے کہ چلہ کشی کرے اور خلوتوں اور ریاضتوں میں لگا رہے۔ بلکہ صوفی وہ ہے کہ جو نہ ہو (یعنی جس نے اپنی ہستی فنا کردی ہو)۔ اس مقام پر پہنچ کر اس کو اس کے رموز اور متعلقات سے۔ یعنی (خدا کی ذات کے سوا ہر شے فانی ہے)۔

ہر شے اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

یعنی صوفی منہتی رب کے حکم سے رجوع کرتے ہیں۔ عالمِ اسباب کی طرف بعد عروج کے۔

خداوندتعالیٰ جملہ طالبان کو ان کے مقصد تک پہنچائے بحق النبی و آلہ الصفی و اصحابہ اتقی.

اللھم اغفرلہ بحق کھیعص و بحق حم عسق.

غلافِ کعبہ شریف کا ایک حصہ
جو حضرت امیر سید اسد علی شاہ صاحب
مدظلہ العالی کو عطا ہوا

روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے اندرونی پردے کا ایک حصہ جو 63 سال بعد اتارا گیا

جو حضرت **امیر سید اسد علی شاہ** صاحب

مدظلہ العالی کو سند غلامی کے طور پر عطا ہوا
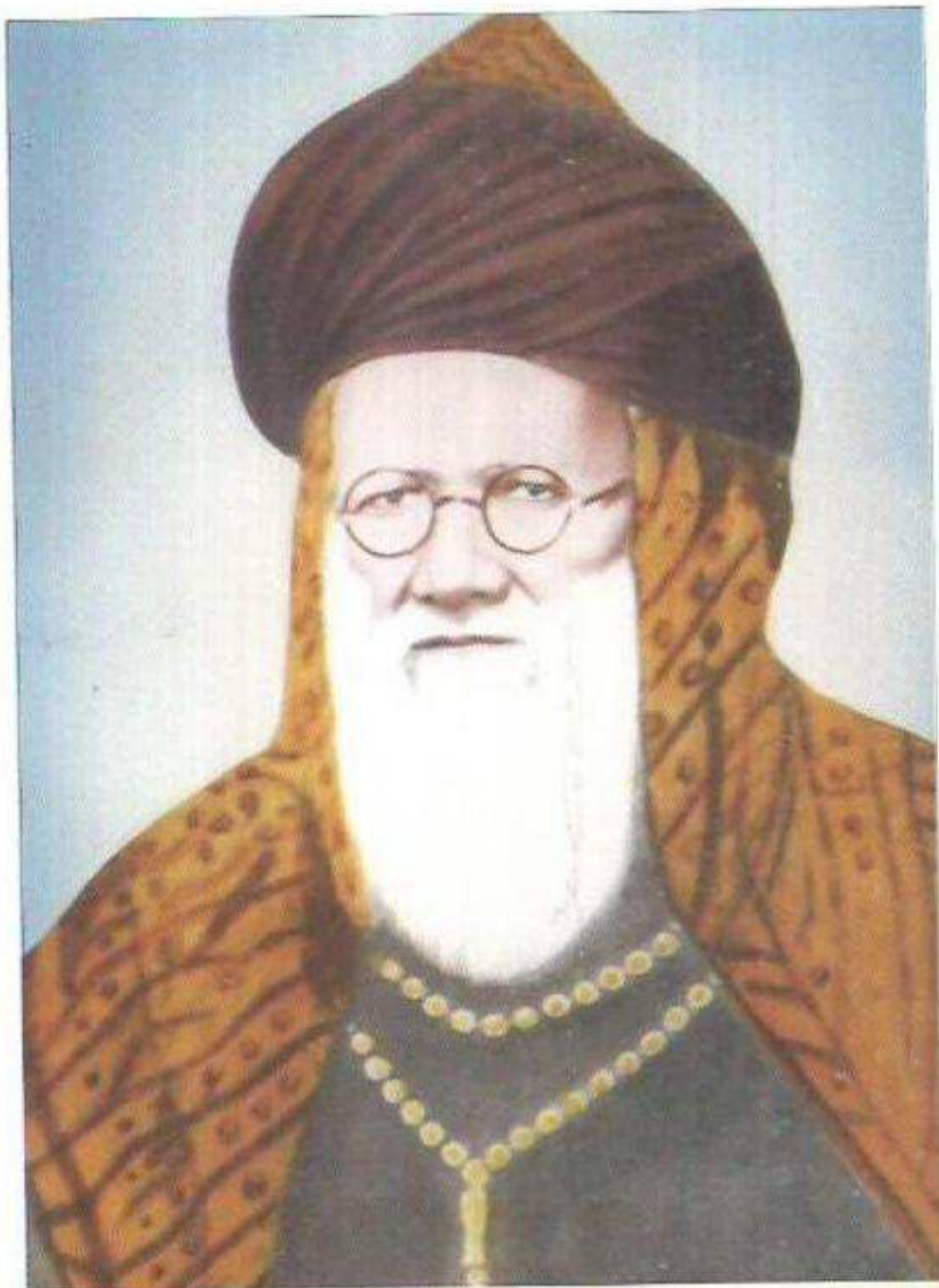
حضرت سیدنا علی حسین اشرفی الجیلانی کچھوچھویؒ
پیرومرشد حضرت امیر سید مظہر علی شاہ صاحبؒ

حضرت سیدنا امیر مظہر علی شاہ صاحب اشرفی ابوالعلائیؒ (اولادِ نرینہ)
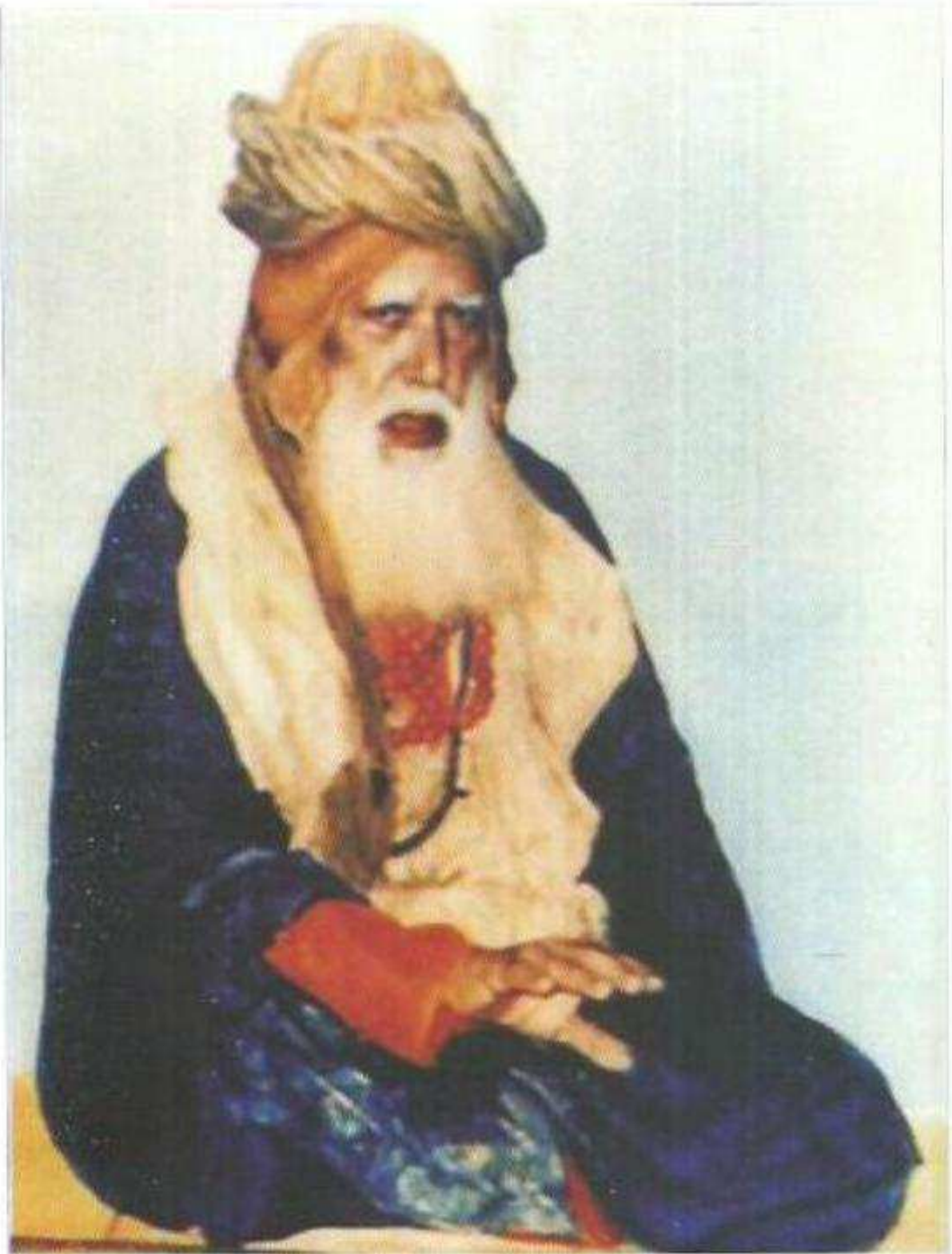
عمامہ شریف حضور علیہ السلام کا اور عمامہ شریف کے نیچے سر مبارک
پر جو رومال کان تک نظر آ رہا ہے وہ حضرتِ علیؓ کا ہے جُبہ اور تسبیح
حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دیگر تبرکات جو گلے
میں ہیں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے ہیں
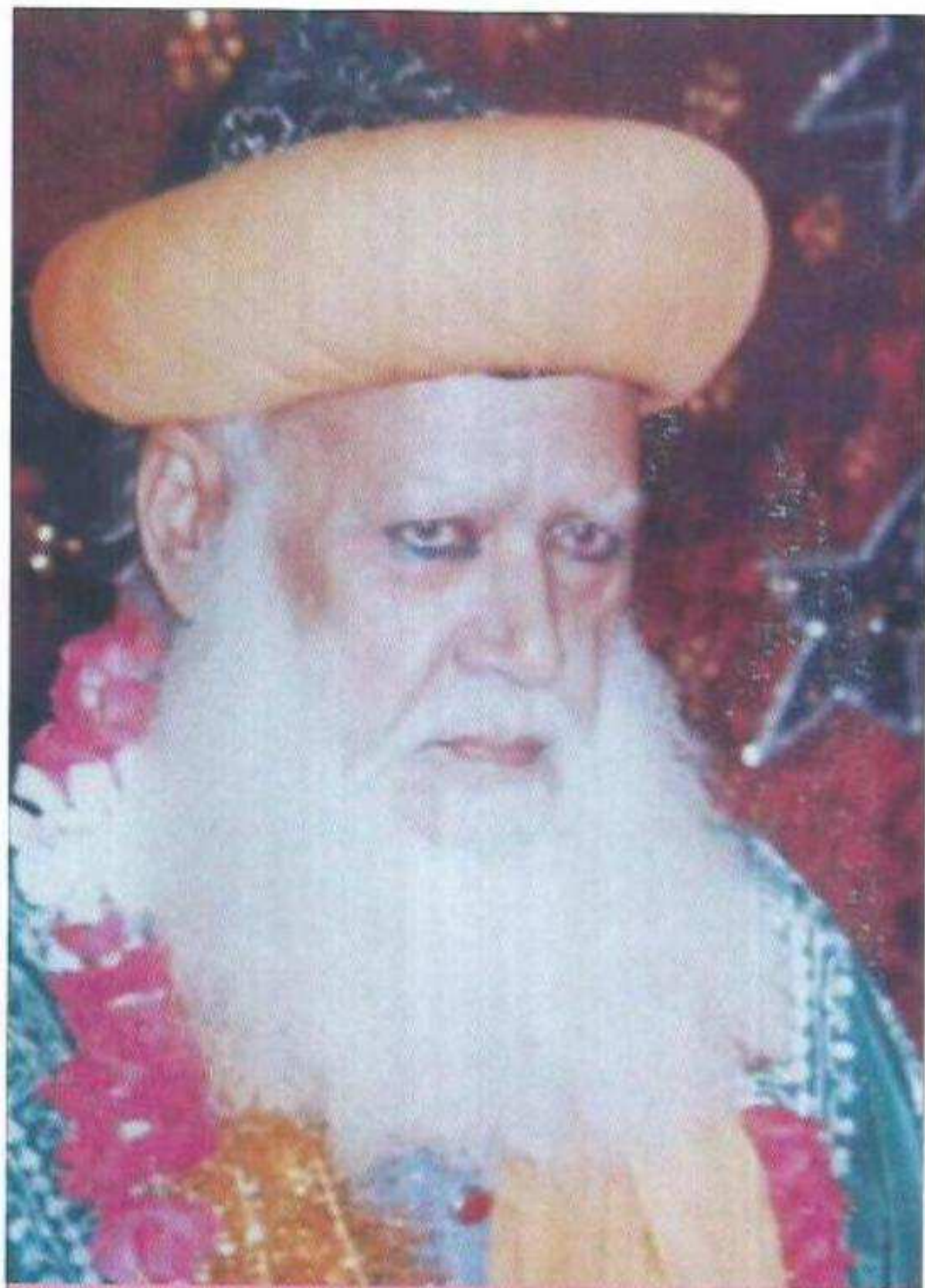
الحاج سید مختار اشرف اشرفی الجیلانیؒ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ مخدوم جہانگیر اشرف سمنانیؒ
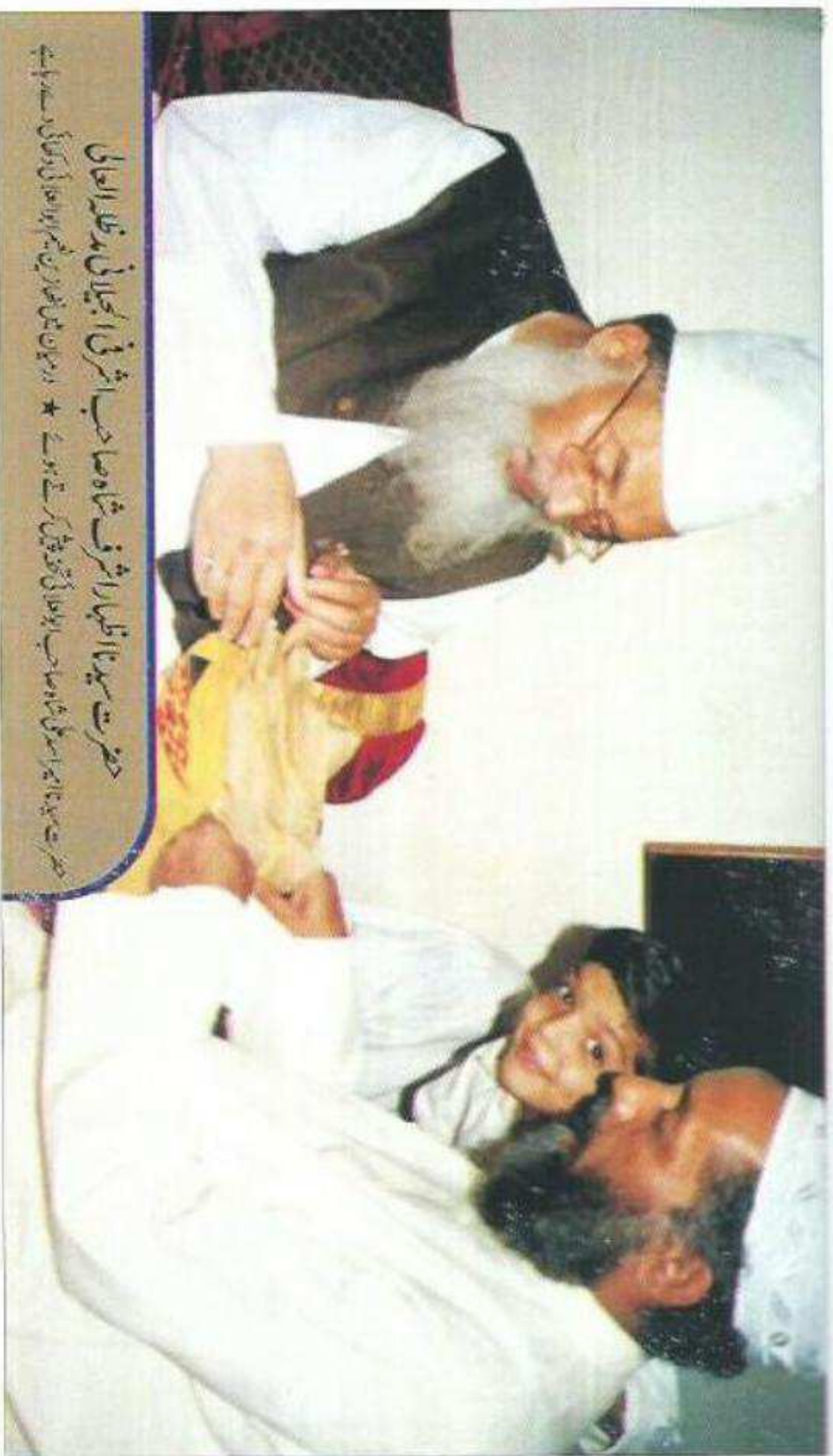
حضرت سیدنا اظہار اشرف شاہ صاحب اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

حضرت سیدنا امیر اسعد علی شاہ صاحب ابوالعلائی تحفہ پیش کرتے ہوئے ★ درمیان میں شہزادہ زین نعیم ابوالعلائی دکھائی دے رہا ہے

حضرت سیدنا اظہار اشرف شاہ صاحب اشرفی الجیلانی
آپ کے ساتھ حضرت سیدنا امیر اسد علی شاہ صاحب اشرفی ابوالعلائی بیٹھے ہیں
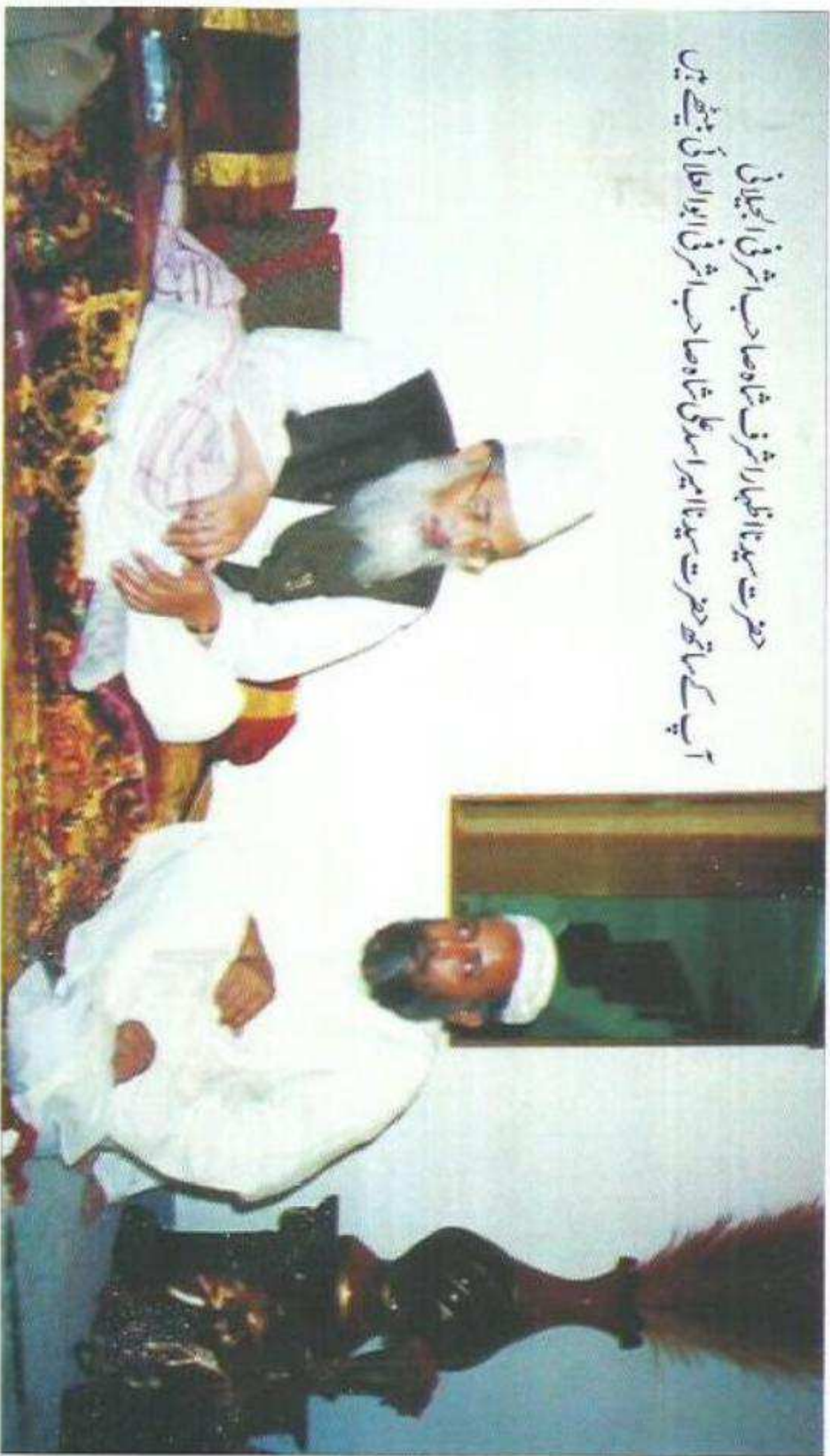
اہل علم کی روشنی

اقتباس از انفاس العارفین

مصنف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ۱۱۷۶ھ

(مترجم سید محمد فاروق ایم۔اے)

حضرت شاہ ولی محدث دہلویؒ اپنی تصنیف انفاس العارفین میں فرماتے ہیں کہ میرے قبلہ والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کے خلیفہ برحق کی صحبت سے فیض اٹھایا۔ اور خود حضرت سیدناؒ کی زیارت سے بھی مستفیض ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ حضور سیدناؒ کی پوری زندگی سنت نبی کریم کی اطاعت میں گزری اور آپ کی تعلیمات صرف اور صرف اطاعت الٰہی اور سنت رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کے عین مطابق تھیں ۔آپ نے ہمیشہ سنتِ رسول ﷺ کو اپنے پیشِ نظر رکھا اور یہی آپ کی تعلیمات تھیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

ارشاداتِ سیدنا ابوالعلاءؒ جو حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تحریر فرمائے ہیں۔

مقصودِ سماع: سماع اور بے خودی مقصود بشریت کی عادات مذموم کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ نہ کہ ان کے ذریعے محض عقل و ہوش کو مغلوب کرنا جیسا کہ غواص کا اصل مقصد موتیوں کا حصول ہوتا ہے۔ نہ کہ منہ اور ناک میں پانی داخل کرنا۔

تاثیر وجد ورقص: نقل ہے کہ حضرت امیر عارضہ فالج میں مبتلا ہو گئے ۔جس کے سبب سے خاص طور پر طہارت اور وضو کے وقت آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔

ایک دن یہ شعر پڑھنے لگے۔

دردم از یار است درماں نیز ہم
دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

ترجمہ: (میرا درد تو درمان بھی تو۔ میرا قلب وجسم وجان بھی تو) اس شعر کی تاثیر سے آپ پر زبردست وجد طاری ہو گیا۔ جس کی حرارت سے تمام اعضاء وجوارح میں کشادگی پیدا ہو گئی اور قوتِ بدن پہلی حالت پر لوٹ آئی۔

تذکرۂ جہانگیری میں نورالدین جہانگیر نے تحریر کیا ہے کہ میرے دورِ حکومت میں جن مردانِ حق سے میرا واسطہ پڑا ہے ان میں حضرت سیدّنا امیر ابوالعلاؒ کی ذاتِ گرامی بھی پیش پیش ہیں۔

حضرت سیدّنا امیر ابوالعلاؒء نے ہمیشہ حق کی بات کی اور کلمہ حق کی صدا بلند کی ۔اور میرے دربار میں جہاں بڑے بڑے شہ زور جری ہوتے تھے۔ لیکن کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ دربار میں میری طرف نظر بھر کر دیکھ سکے۔ لیکن مردِ حق حضرت امیر نے تمام دربار میں مجھے للکارا اور مجھ میں یہ ہمت نہ ہوتی تھی کہ میں حضرت امیر کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکوں ۔اور میں نے دیکھا کہ حضرت امیر کو کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

میرے دربار میں جو زنجیر عدل لگائی گئی ۔اس کے لگوانے اور غیر شرعی رسومات کے خاتمے میں حضرت سیدّنا امیر ابوالعلاؒء کی کوششوں کا بہت دخل رہا ہے۔

باب ہفتم

درس توحید و رسالت

ایمان باللہ: حضرت امیر نور العلاء کا بیان ہے کہ حضور اقدس والد صاحب نے ایک دن غالباً 5 یا 6 صفر 1011ھ کو اعلیٰ حضرت قبلہ نے مجھے اور میرے چھوٹے بھائی امیر فیض العلاء کو طلب فرمایا۔ تمام مشائخ اور عقیدت مندان بھی مجلس میں جمع تھے۔ حضور نے مجھے قبلہ رخ بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ تم میرے فرزند ارجمند ہو۔ تمام صفات اور کمالات انوار تجلیات جو سجادہ نشینی کے لائق ہیں سب تجھ میں نظر آ گئے۔ بیٹا میرا وقت قریب ہے۔ خدا جانے کب سرکاری ہرکارہ طلبی کا پروانہ لے کر آئے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

اللہ معبود برحق ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ O

ترجمہ: ''اللہ تمہارا واحد معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔''

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ: ''خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود

نہیں ہے اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں۔ وہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ اس غالب حکمت والے کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

اِنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

ترجمہ: "یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کہ خدا (برحق) ہی معبود واحد ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ج سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ

اور پھر فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ٥ اَللّٰهُ الصَّمَدُ٥ لَمْ یَلِدْ٥ وَلَمْ یُوْلَدْ٥ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ٥

آگے ارشاد فرمایا:

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔"

لَا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ

ترجمہ: "اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔"

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً

ترجمہ: "اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔"

حضرت امیر نور العلاء کا بیان ہے کہ جب قبلہ توحید باری تعالیٰ سبحانہ بیان فرما

رہے تھے تو مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ تمام منازل جیسے انسان خواب میں نظارہ دیکھتا ہے۔ طے ہو رہے تھے۔ دوئی کے تمام حجاب چاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید حق الیقین بلکہ عین الیقین کے درجے میں پہنچ گئی۔ مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ ایک بحرِ بیکراں میں غوطہ زن ہوں، نہ جگہ، نہ ساجد نہ مسجود، نہ عابد نہ معبود، صرف ایک ذات قدیم صفاتِ رنگارنگ میں جلوہ گر ہے، نہ اس کی ابتداء، نہ انتہا، نہ اس کو کسی نے دیکھا نہ سمجھا نہ فہم وقیاس میں آئے۔ نہ وہم وگمان میں سمائے، جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ویسا ہی تا ابد رہے گا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ اے فرزندارجمند! خوب یاد رکھو اصل فکر یہ ہے کہ وہ تمام صفاتِ باری تعالیٰ اپنے وجود پر وارد کرے۔ رب بنئے۔ رحیم کریم بنئے۔ خالق و مالک بنئے۔ موقعہ پر جبار وقہار بنئے۔ یہ تمام طرائق تعلیماتِ ابوالعلائیہ میں درج ہیں۔

ایمان بہ رسالت:

پھر حضرت نے فرمایا کہ ایمان باللہ ہی انسانی زندگی کی اصلاح وفلاح کے لیے کافی نہیں۔ بلکہ ایمان بالرسالت بنیادی طور پر ضروری ہے۔ لازمی ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ایمان بالرسالت کے بغیر ایمان باللہ بے کار ہے۔ ہر دور میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے جو انتظام فرمایا ہے۔ وہ الکتاب اور الرسول پر مشتمل رہا ہے۔

پھر ارشاد ہوا کہ جس طرح حق سبحانہ اپنی ذات میں واحد و یکتا ہے بے مثال و لازوال ہے۔ اس ہی طرح حضور رسالت مآب آقائے نامدار سرورِ عالم ﷺ بھی اپنی ذات بابرکات میں یکتا ہیں۔ حضور ﷺ کے برابر یا مثل کوئی دوسرا نہیں۔ جس کے وہم و گمان میں برابری کا دعویدار ہے۔ وہ شرک فی الرسالت میں مقطع کا مرتکب ہوا امت سے کٹ کے واصل جہنم ہوا۔

حضرت نور العلاء" کا بیان ہے۔ حضرت اقدس حضور والد بزرگوار نے وہ تمام مراتب و منازل رفعتِ رسالت ونبوت اور مقامت محمد ﷺ بیان فرمائے اور جب اس مقام کا بیان فرمایا کہ :

علمه شديد القوىٰ ذو مره

اس زبردست طاقتوں کے مالک اللہ نے اُسے (محمد ﷺ) کو تعلیم دی۔ جو قوت اور شوکت والا ہے۔ تو میرے دل پر حضور نبی اکرم ﷺ کا علم تمام کائنات پر محیط معلوم ہونے لگا۔ جب حضرت اس مقام پر پہنچے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٌ

(اے محمد ﷺ آپ خلقِ عظیم کی بلندی پر فائز ہیں)

تو میری یہ کیفیت تھی کہ میں خلق محمد میں محو ہو گیا اور جب حضرت اس مقام پر پہنچے کہ:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

(اے محمد ﷺ ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کیا)

تو میرے کانوں میں ہر طرف اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَسُوْلَ اللهِ کی صدائیں دلربا آنے لگیں۔

پھر حضرت والد صاحب قبلہ نے فرمایا

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةَ اللِّلْعٰلَمِيْنَ

تو ایسا معلوم ہونے لگا کہ میں خود رحمت کے سمندر میں ہوں جس کا کوئی کنارہ ہی نہیں۔

باب ہشتم

گلزارِ ابوالعلاء رحمتہ اللہ علیہ کے پھول

ا۔ جناب ولایت مآب معلّی القاب حضرت امیر نور العلاء خلف اکبر و سجادہ نشین حضور محبوب جل وعلا حضرت سیّدنا امیر ابوالعلاءؒ:

حضرت سیّدنا امیر نور العلاءؒ بڑے عالم باعمل زاہد و بے ریا، ولی، کامل اور صاحبِ مقامات عالیہ تھے۔ آپ کے مزاج میں بڑا انکسار تھا۔ شیریں بیانی میں شہرہ آفاق تھے۔ بعد وصال اپنے پدر بزرگوار مسندِ رشد وہدایت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے زمانہ میں سلسلہ عالیہ ابوالعلائیہ بہت مقبول ہوا۔ بڑے بڑے مشائخ آپ کے حلقہ بیعت وعقیدت میں آئے۔ شیخ المشائخ حضرت لطف اللہ قدس سرہ مصنف اذکار الاحرار آپ ہی کے خلیفہ ہیں۔ آپ بڑے صاحب کمال اور صاحب مقام ہستی کے مالک تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔

عمر شریف آپ کی تہتر سال ہوئی۔ ۷ ربیع الثانی ۱۰۹۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزارِ مقدس حضرت سیّدنا قدس سرہ کے پائیں میں زیارت گاہِ ہر خاص وعام ہے۔

۲۔ ذکر خیر جناب کمالاتِ انتساب سید العلما والفقراء حضرت امیر نور اللہ قدس سرہ خلف اکبر صاحبزادہ امیر نور العلاؒ سجادہ نشین اول:

آپ مرید وخلیفہ وسجادہ نشین اپنے والد مکرم حضرت امیر نور العلاؒ سجادہ نشین اول تھے ۔اور مرید وخلیفہ اپنے دادا بزرگوار کے بھی تھے۔ یہ بھی اپنے وقتِ کے عالم بے بدل واکمل تھے۔

حال وقال کی محفلیں گرم رہتی تھیں۔ آپ سے بہت لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

بعد وصال اپنے بزرگوار آپ کا دل آگرہ سے اُچاٹ ہوگیا۔ اور آپ نے مستقل

طور پر فرخ آباد میں قیام وقرار فرمایا۔ وہیں آپ کا وصال ۱۱۰۸ھ میں ہوا اور مزار مبارک بھی فرخ آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔

۳۔ ذکر خیر جناب فیض مآب حضرت امیر سید ظہور اللہ فرخ آبادی قدس سرہ:

آپ بھی خلیفہ وجانشین اپنے والد مکرم کے ہوئے۔ بڑے زاہد وعابد بڑے متقی تھے آپ سے اودھ محمد فرخ سیر بادشاہ غازیؒ نے فیض صحبت حاصل کرکے بہت استفادہ کیا۔ جب تک آپ تخت نشین ولایت دنیا میں رہے۔ آپ کے لنگر خانے کے تمام اخراجات شاہ اودھ کے خزانہ عامرہ سے پورے ہوتے تھے۔

عہد فرخ سیر میں فرخ آباد میں آپ کا وصال ہوا۔ وہاں ہی آپ کا مزار شریف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرامین شاہی میں آپ کا نام مبارک کے ساتھ فرخ آبادی کا لفظ تحریر ہے۔

۴۔ ذکر خیر سجادہ نشین چہارم:

حضرت عباد اللہ قدس سرہ صاحب زادے حضرت امیر ظہور اللہ فرض آبادی بڑے ولی کامل اور قطب الوقت ہوئے ہیں چونکہ بادشاہ دہلی کو آپ سے حسن عقیدت تھا اس وجہ سے آپ کو دہلی مدعو کیا۔ دہلی میں آپ کا فیض مدتوں تک جاری وساری رہا۔ اور دہلی میں ہی آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک آپ کا مسجد فتح پوری دہلی کے احاطہ میں ہے۔

۵۔ ذکر خیر سجادہ نشین پنجم:

زبدۃ العارفین حضرت امیر خواجہ عرفان اللہ فرزندار جمند حضرت امیر عباد اللہ ابوالعلائی قدس سرہ بعد وصال اپنے بزرگوار باصرار سید امیر محسن نبیرہ حضرت امیر عبد اللہ بن امیر قدس سرہ اجمیر شریف میں سکونت پذیر ہوئے۔ حضرت امیر محسنؒ اجمیر میں شاہان مغلیہ کی طرف سے درگاہ حضرت خواجہ غریب قدس سرہ العزیز میں عہدہ مشرقی وتحویلداری

پر سرفراز تھے۔ چونکہ آپ کے کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی۔ اس لیے حضرت امیر محسنؒ نے حضرت خواجہ سید امیر عرفان اللہ کا ورد اجمیر شریف میں غنیمت سمجھ کر اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کردیا۔ اور اپنی تمام جائیداد وغیرہ کا مختیارِ عام بنا دیا۔ چنانچہ بعد وصال حضرت محمد محسن قدس سرہ حضرت امیر خواجہ سید عرفان اللہ عہدہ مشرقی وتحویلداری آستانہ عالیہ حضرت خواجہ غریب نواز پر سرفراز رہے۔

باوجودیکہ آپ اشغال دنیوی میں اس قدر مشغول تھے تاہم اپنے آبائی طریقہ رشد وہدایت سے غافل نہ تھے۔ ذکر وفکر کی محفل سرگرم رکھتے تھے اس زمانہ کے اولیاء کرام میں ممتاز ہستی رکھتے تھے۔

آپ کا وصال اجمیر شریف میں ہوا اور مزار شریف چار یاری میں ہے۔

۶۔ ذکر خیر سجادہ نشین ششم:

حضرت امیر سید میر قدس سرہ العزیز پوتوں میں حضور سیدناؒ اور نواسوں میں حضرت عبداللہ احراری کے تھے۔ آپ سجادہ وخلیفہ اپنے پدر بزرگوار کے تھے۔ بعد وصال والد ماجد آپ درگاہ شریف میں عہدہ مشرقہ وتحویلداری پر مامور ہوئے۔

آپ کی تقرری عہدہ مشرقی وتحویلداری میں حسبِ فرمان وزیرالمما لک قمرالدین خان مہاجر مورخہ یکم محرم الحرام ۱۱۱۶ھ کو ہوئی۔ آپ نے بھی دونوں طریق اختیار کیے اور کارِ دنیا بڑے انہماک سے کرتے تھے۔ اور سلسلہ ہدایت بھی جاری تھا اور فیض باطنی کا چشمہ بھی جاری رہا۔

ایک سال برموقع عرس مبارک حضور سلطان ہند عطائے رسول مقبول ﷺ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس سرہ

العزیز چند اشخاص فرخ آباد اور آگرہ سے آپ کے پاس آئے۔ آپ کے دیوان خانہ میں فروکش ہوئے اور چلتے وقت ایک سربستہ فرامین شاہی اور ایک قلمی نسخہ اذکار الاحرار اور کچھ اسناد شاہی متعلقہ خاندان اولاد نرینہ حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ چوری کر کے لے گئے۔ جب حضرت امیرؒ کو خبر ہوئی تو آپ نے بذریعہ ایک فرمان شاہی جس میں اس زمانہ کے تمام روسا وزیر الممالک خان قمر الدین خاں چین بہادر کی مہریں موجود ہیں۔ اعلان شائع کیا۔ کہ ہمارے خاندان کے اور کوئی شخص اولادِ نرینہ حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ سے نہیں ہے لہذا اسناد شاہی چوری کرنے والوں میں سے یا ان کی اولاد میں سے اگر کوئی شخص کسی زمانہ میں اولاد مذکور حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ ہونے کا دعویٰ کرے تو باطل اور جھوٹا ہوگا۔

(فرمان شاہی کا فوٹو آخیر میں منسلک ہے)

آپ کا وصال اجمیر شریف میں ہوا۔ مزار مبارک چلہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ میں ہے۔

۷۔ ذکر خیر سجادہ نشین ہفتم:

حضرت سید امیر شرف میر قدس سرہ بن حضرت امیر سید میر ابوالعلائیؒ قدس سرہ آپ اپنے وقت کے بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے۔ آپ کو گوشہ نشینی پسند تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں خدماتِ عہدہ مشرقی و تحویلداری کی انجام دہی میں سستی کا اظہار ہوا ۔ آپ کا زیادہ وقت ریاضت اور چلہ کشی میں صرف ہوا۔ آپ کا وصال اجمیر شریف میں ہوا۔ مزار بھی اپنے والد کے پہلو میں ہے۔

۸۔ ذکر خیر سجادہ نشین ہشتم:

حضرت سید منیر الدینؒ بن امیر شریفؒ میر ابوالعلائی قدس سرہ بعد وصال اپنے والد مکرم سجادہ نشین ہوئے۔ اور عہد تحویلداری پر مامور ہوئے۔ آپ کے زمانہ میں حکومت

انگلینڈ کا پورا پورا تسلط ہو چکا تھا۔ نئے قوانین وضوابط بندیوں سے تنگ آ کر عہدہ تحویلداری سے سبک دوشی حاصل کر کے باقی عمر یادِ الٰہی اور خدمتِ خلق میں گزاری۔

آپ کا فیض بابرکات کا سلسلہ عالیہ ابوالعلائیہ چشتیہ میں داخل ہوا۔ آپ کا مزار اقدس اجمیر میں بیرون دہلی دروازہ مرجعِ خاص وعام ہے۔

۹۔ ذکر خیر سجادہ نشین نہم:

حضرت منصور الاولیاء حضرت امیر سید منصور علی ابوالعلائی سجادہ نشین حضرت امیر منیر الدین ابوالعلائی اجمیری نے علوم ظاہری (عربی، فارسی، انگریزی، اردو) میں تکمیل کی اور اہل وعیال کی گزر اوقات کے لیے ریلوے آڈٹ آفس میں اجمیر شریف میں ملازمت اختیار فرمائی۔ آپ کی طبیعت میں آزادی تھی۔ اس لیے صرف چودہ سال ملازمت کر کے نوکری چھوڑ دی۔ اور باقی عمر تلاشِ حق اور معرفت الٰہی کی جستجو میں صرف کر دی۔

آپ سلسلہ عالیہ ابوالعلائیہ میں اپنے پدر بزرگوار سے صاحب اجازت تھے۔ اور جناب حضرت خواجہ عبدالرحیم مکیؒ سے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ نظامیہ میں اجازتِ بیعت حاصل تھی۔ آپ کو گو آبائی نسبت ابوالعلائی تھی۔ مگر آپ پر نسبت قادریہ غالب تھی۔ اکثر مریدوں کو سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔

آپ بڑے عالم باعمل متقی پرہیزگار تھے۔ آپ کے بلند اخلاق کی وجہ سے ہر طبقہ کے لوگوں میں وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ ہر سال بموقع عرس مبارک حضور سیدنا امیر ابوالعلاء محبوب جل وعلا، احراری، نقشبندی، چشتی قدس سرہ آگرہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ کا ڈیرہ اندرون آستانہ عالیہ لگا کرتا تھا۔ آپ کی جانب سے مجالس سماع اور لنگر ہوا کرتا تھا۔

سلسلہ عالیہ ابوالعلائیہ کے موجود الوقت اکبر خلفا آپ کی بڑی قدر ومنزلت

کرتے تھے ۔اور آپ کے ساتھ کوئی دقیقہ عظمت و تعظیم بوجہ اولاد مذکور حضور سیدناؒ فروگزشت نہ کرتے تھے۔

آپ کا وصال ۱۰ جولائی ۱۹۱۴ھ بمطابق ۱۵ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک اجمیر شریف میں ہوا۔

۱۰۔ ذکر خیر سجادہ نشین دہم:

سیادت مآب جناب اظہار الاولیات مرشدی ومولائی قبلہ وکعبہ حاجی الحرمین شریفین حضرت ابومحمد امیر سید مظہر علی شاہ المعروف بہ اظہار اللہ شاہ ابوالعلائی چشتی ،نظامی ،قادری جلالی الاشرفی ،احراری ،سہروردی ،نقشبندی ،المنصوری قدس سرہ العزیز۔

تاریخ پیدائش ۔آپ ۷ جون ۱۸۹۵ء کو بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر وقبل از مغرب اجمیر شریف میں پیدا ہوئے۔

نام نامی: بحکم دادا پیر حضرت خواجہ عبدالرحیم مکیؒ آپ کا اسم گرامی مظہر علی رکھا گیا۔

ابتدائی تعلیم: حسب دستور چار ماہ کی عمر میں آپ کی رسم بسم اللہ شریف ادا ہوئی۔ جس میں اجمیر شریف کے علما اکرام اور مشائخین عظام اور صلحاء ذوی الاکرام نے شرکت فرمائی ۔حضرت حافظ قاری قطب الدین صاحب نے قرآن پاک کی تعلیم شروع کرائی ۔سات سال کی عمر میں ختم قرآن پاک کا جلسہ منعقد ہوا۔اور بعدہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب خود اجمیری اور مولوی شمش الدین ابوالعلائی (تایا) ان صاحبان نے فارسی ،عربی ،اردو کی تکمیل کرائی ۔پھر بغرض انگریزی تعلیم مشن ہائی سکول اجمیر میں داخلہ لیا۔

ملازمت: تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ریلوے آفس میں ملازمت اختیار کرلی۔

آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ اپنے جدِ بزرگوار سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کے عرس کے موقع پر آیا کرتے تھے اور وہاں کا تمام انتظام آپ کے سپرد ہوا کرتا تھا۔آپ کی ہنس مکھ

صورت اور کریم النفسی نے عوام میں کریم النفسی کا درجہ حاصل کرلیا۔عرس کے دوران آپ کے گرد ہجوم رہنے لگا۔جب آپ کے والد بزرگوار کا وصال ہوگیا تو آپ نے عرس پر جانا اپنا معمول بنالیا۔حضرات مشائخین عظام اور صلحائے کرام آپ کے گرد جمع رہنے لگے۔عوام کی یہ حالت کہ پروانوں کی طرح ساتھ رہنے لگے۔اور آپ کے حلقہ مریدی میں آکر دستِ بیعت کرنے لگے۔

اس طرف عوام الناس کے دلوں میں آپ کی ہر دل عزیزی گھر کر رہی تھی ادھر چند ایک کے دل آتش بغض وحسد میں جلنے لگے۔وہ آپ کی قدر ومنزلت سے بالکل کورے تھے محض اس خیال سے کہ چونکہ وہ آستانہ عالیہ ابوالعلائیہ میں بلاشرکت غیر قابض ومتصرف تھے۔ان کی اس آمدنی میں کہیں حضرت قبلہ حصہ دار نہ بن جائیں۔

چنانچہ مرزا وحید الدین متولی درگاہ شریف نے ایک دل آزار کتاب بہ نام ''اسرار ابوالعلاء'' لکھی۔جس میں اولادِ نرینہ حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کی شان میں بہت گستاخانہ کلمات استعمال کیے گئے۔اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ حضور سیدناؒ کی اولاد نرینہ میں سے کوئی نہیں ہے۔ہمارے علاوہ اور جو کوئی دعویٰ اولادِ نرینہ ہونے کا کرتا ہے۔وہ جھوٹا ہے۔اور ان لوگوں سے ہوشیار رہنا وغیرہ وغیرہ۔

اس پر حضرت قبلہ مظہر علی شاہ صاحب نے اجمیر شریف میں اسپیشل ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج اجمیر ومیواڑہ کی عدالت میں دعویٰ دائر کردیا۔تین سال مقدمہ لڑا۔آخر ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء کو فاضل اسپیشل ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج نے اپنے مقدمہ نمبر 179 ۱۹۳۳ء میں فیصلہ صادر فرمایا کہ

''فرامین شاہی پیش کردہ مدعی (امیر سید مظہر علیؒ) قابل تسلیم ہیں اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ان فرامین شاہی کو نہ مانا جائے۔لہٰذا میں تسلیم کرتا ہوں کہ کافی سے زیادہ

ثابت ہو چکا ہے کہ مدعی (سید مظہر علیؒ) اصلی اولادِ ذرینہ شاہ ابو العلاؒ سے ہیں"۔

جب تک اس حکم کی شہرت ہوئی تو تمام دیارِ ہند سے حضرت قبلہ کو مبارک باد کے خطوط آنے شروع ہو گئے۔ اور مشائخ وصوفیاء حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امیر حلقہ طریقت زور دینے لگے کہ حضرت صاحب قبلہ کی رسم دستار بندی ہونی چاہیے ۔چنانچہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء بمطابق ۹ صفر ۱۳۷۸ھ بروز جمعہ عرس حضور سیدنا کے موقعہ پر اراضی کربلا متصل آستانہ عالیہ حضور سیدنا (جہاں پر آپ عرس کے دوران قیام فرماتے تھے) ایک جلسہ رسم دستار بندی منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا محمد طاہر صاحب فاروقی ایم۔اے پروفیسر آگرہ کالج نے کی۔ جس میں حاضرین کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ سب سے پہلے مولانا چشتی صاحب پانی پتی نے اہل جلسہ کو وجوہات جلسہ سے آگاہ کیا۔ اور پھر تقریباً ایک سو مہری خطوط جو ہندوستان کے مختلف مقامات سے مختلف بزرگان نے آپ کی تائید میں روانہ کیے تھے پڑھ کر سنائے۔

بعدہ اہل جلسہ کے پر جوش نعرہ ہائے تکبیر وتحسین میں مولانا صوفی قمر الدین احمدؒ صاحب اشرفی کے دست مبارک سے رسمِ دستار بندی ادا ہوئی۔

آپ کو اپنے نسبی یعنی جدی سلسلے میں اجازت وخلافت پدر بزگوار سے حاصل ہوئی اور دیگر سلاسل کی اجازت وخلافت 1933ء میں حضرت قبلہ وکعبہ اعلیٰ حضرت حاجی الحرمین شریفین شیخ المشائخ محبوب ربانی حضرت ابواحمد محمد علی حسین شاہ اشرفی الجیلانی کچھوچھوی زینت سجادہ دربار کلاں مخدوم پاک سلاسل عالیہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور آئے اور قیام پذیر ہوئے۔ ہر سال عرس شریف حضرت سیدناؒ منانے کے لیے کراچی تشریف لاتے۔

آپ کو بزرگانِ دین سے بڑی محبت تھی۔ آپ نے تمام ہندو وپاک کے بڑے

بڑے آستانوں پر حاضری دی ۔اور ادائیگیء حج کے بعد آپ نے دنیا کے دیگر مقامات مقدّسہ کی زیارت کی۔

آپ لاہور سے ترک سکونت کر کے 1967ء میں مستقلاً کراچی بمعہ اپنے فرزند اور اہل وعیال کے تشریف لے آئے اور ڈرگ کالونی مکان 2/558 میں آخری وقت تک قیام فرمایا۔

آپ نے تمام زندگی نہایت سادگی سے بسر کی کسی بھی طور اپنی زندگی میں بناوٹ ونمائش کو داخل نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ مرید کرنے میں بھی آپ نے ہمیشہ کسرِ نفسی کا مظاہرہ کیا۔آپ کی خدمت میں بڑے بڑے اعلیٰ افسران آتے لیکن آپ ہمیشہ مرید کرنے میں غریب حضرات کو فوقیت دیتے تھے۔

آپ ہمیشہ نام ونمود سے بچتے تھے۔آپ کے ہر فعل میں سنت نبوی ﷺ کی تصویر نظر آتی ہے۔آپ کی شخصیت بڑی پاکیزہ اور دل گداز تھی ۔ جو بھی آپ کو ایک بار دیکھ لیتا اس کی خواہش ہوتی کہ آپ سے دوبارہ نیاز حاصل کرے اور فیض سے مستفیض ہو۔

آپ کی محفلیں ذکرِ الٰہی سے مہکتی رہتیں ۔تصوف اور روحانیت کے نکتے ایسے پیرائے میں بیان فرماتے کہ ایک ایک بات دل میں اتر جاتی۔آپ کی ذات میں علم وعرفان کا سمندر تھا۔ایک مرتبہ کسی نے دنیاوی دکھوں کی بات چھیڑ دی ۔تو آپ نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا۔

”جب ہم کوئی پرندہ گھر میں پالنا چاہتے ہیں۔تو سب سے خوبصورت پرندے کا انتخاب کرتے ہیں۔ہم تو اپنے گھر کی زینت کے لیے ایسا کرتے ہیں۔لیکن پرندہ بے چارہ اپنی آزادی سے محروم ہو کر دکھی ہوتا ہے ۔اس طرح خدا بھی ہر آزمائش کے لیے اپنے پیارے بندوں کا انتخاب کرتا ہے۔“

آپ اکثر فرماتے رہتے تھے کہ " بھئی انسان کو خاص کر ایک مسلمان کو راحت والم میں صرف باری تعالیٰ اسے رجوع میہونا چاہیئے ۔ مسلمان کا توکل خدا کی ذات پر جتنا پختہ ہوگا ایمان اس کا اتنا ہی کامل ہوگا۔" بہر حال حال حکم خدا اور ارشاداتِ نبوی ﷺ کو پیش نظر رکھنا چاہیے ۔صبر اور شکر سے زندگی بسر کرنی چاہیے ۔خدا کی ذات پر کامل بھروسہ ،صبر اور شکر انسان کو حق تعالیٰ کے نزدیک کرتا ہے۔

ایک دفعہ کسی صاحب نے اپنی پریشانیوں کا ذکر کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا "رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

الابذکر اللہ تطمین القلوب

خبردار رہو اللہ تعالیٰ کا ذکر قلب کو مطمئن کرتا ہے"۔تو میرے عزیز جب تم اللہ کا ذکر کروگے ۔اسکی ذات سے لو لگاؤ گے تو تمہارے قلب کو سکون ملے گا ۔دنیاوی پریشانیاں کوئی پریشانیاں نہیں"۔

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی نے پوچھا کہ حضور کا مزاج کیسا ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا۔میں نے اپنی مرضی کو خدا کی مرضی میں فنا کردیا ہے اس لیے دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے میری مرضی سے ہو رہا ہے۔

آپ سے کوئی کرامت دکھانے کو کہتا ۔فرماتے بھئی میں کیا کرامت دکھاؤں ۔اللہ تعالیٰ میری عبادت قبول فرمائے ،اس دور میں اس سے بڑی کیا کرامت ہوسکتی ہے کہ ایک مسلمان سے کوئی کام خلافِ سنتِ نبوی ﷺ نہ ہو اور اس کا ہر قول وفعل اور عمل احکام خدا اور سنتِ نبوی ﷺ کے زیر اثر ہو۔اور میں خداوندِ کریم سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ میرا خاتمہ اپنی رضا اور اپنے محبوب ﷺ کی سنت پر قائم رکھتے ہوئے فرمائے۔

کہا جاتا ہے کہ اولیا اللہ کی کرامت ان کے وصال کے بعد معلوم ہوتی ہے۔اس

کی صداقت میں کوئی شک نہیں ۔ بے شک جو اللہ کا دوست ہو جاتا ہے یعنی جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور جس کا وہ مالک کل جو قادرِ مطلق ہے ہو جائے وہاں کسی چیز کی رکاوٹ نہیں۔

جس وقت آپ کا وصال ہوا اسی وقت آپ کو کراچی اور دیگر اضلاع میں دیکھا گیا۔ان واقعات کے چشم دید گواہ بھی موجود ہیں یہ شان خداوندی ہے۔وہ ہر شے پر قادر ہے جو چاہے ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔جب وہ اپنا کسی کو محبوب دوست بناتا ہے تو مخلوق کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔اپنے بندوں کو خاص عنایت سے سرفراز کرتا ہے۔یہ دنیا تو فانی ہے انسان کا جسم بھی فانی ہے۔لیکن ہمیشہ رہنے والی ذات خدا کی ہے اور انسان کی روح ہے۔جو لوگ صرف اس کی رضا کے لیے اپنی ہستی کو اس کی ذات میں فنا کر دیتے ہیں جن کے پیش نظر خوشنودیٔ خالق ہو ان کا ہر قول و عمل صرف خدا کے لیے ہے۔وہ بیشک روحانی دنیا میں بلند مقام حاصل کرتے ہیں ۔خداوند کریم ان کو اپنی خاص رحمتوں سے نوازتا ہے وہ حقیقی دنیا کی ارفع و اعلیٰ ہستی بن جاتے ہیں ۔پھر ان ہستیوں سے دونوں جہانوں کے لوگ فیض اٹھاتے ہیں اور اٹھاتے رہیں گے۔یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔انشا اللہ

بے شک حضرت کی زندگی ہر لمحہ ہر آن قولاً فعلاً عملاً سنتِ نبوی ﷺ کا مکمل سراپا تھی آپ کی ذات والا ہر لحاظ سے سنتِ نبوی ﷺ کا ایک بہترین نمونہ تھی۔گو آج ہم میں حضرت ظاہراً موجود نہیں لیکن آپ کا وہ بے مثال شگفتہ پاکیزہ کردار جو آپ نے سنتِ نبوی ﷺ کے تحت اپنی زندگی کو بسر کر کے دکھایا آپ کی بہترین تعلیمات آج بھی آپ سے محبت رکھنے والوں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے بہترین سرمایہ حیات ہے۔

آپ کی ذات بلاشبہ ان نفوسِ قدسیہ میں سے ایک ہے۔ جن کے لیے یہ اعلان حق ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر ہم نے اپنے انعام نازل کیے۔ اپنی رحمتیں فرمائیں ۔آپ موجودہ دور کے ولی کامل اور عارف مولیٰ تھے۔

آپ کا وصال ۷۲ برس کی عمر میں بروز ہفتہ بوقت صبح ساڑھے آٹھ بجے بتاریخ ۲۶ شوال المکرّم ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹۶۸ء میں ہوا۔

آپ کا مزار مبارک پاپوش نگر قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۲۶ شوال کو آپ کے آستانہ ڈرگ کالونی مکان نمبر ۲/۵۵۸ میں نہایت شان وشوکت سے ہوتا ہے۔

نذرانہ عقیدت

وا قف سرِّ خفی را ز جلی

خا ند انِ بو العلاؒ و ا شر فی

وفاؔ

منقبت از جناب صوفی محمد مسعود احمد صاحب رہبر قادری، چشتی، محبوبی، مدظلہ العالی

ہیں سخی ابن سخی ابن سخی

پیر میر ے حضر ت مظہر علی

صوفیؔ

۱۱۔ ذکر خیر سجادہ نشین یازدہم:

آقائی ومولائی مرشدی پیر طریقت صوفی باصفا حضرت قبلہ امیر سید محمد علی شاہؒ المعروف صوفی میاںؒ قدس سرہ بن امام المتقین حاجی الحرمین الشریفین حضرت کعبہ وقبلہ ابو محمد امیر سید مظہر علی شاہؒ قادری، چشتی، احراری، سہروردی، نقشبندی، اشرفی، المنصوری، قدس

سرہ اپنے والد و پیر و مرشد کے وصال کے بعد مسندِ رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اپنے اسلاف اور پیر و مرشد کی تعلیمات کو جاری رکھا۔ اپنی زندگی کو اپنے شیخ کے نقشِ قدم پر عمل پیرا ہو کر بسر کی۔ آپ اپنے والد کے بعد صرف بارہ سال تک ہی مسندِ رشد و ہدایت پر فائز رہے لیکن آپ نے سلسلہ کی تعلیمات اور اپنے فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ پورا پورا انصاف کیا۔

آپ کے مزاج میں جلال کا عنصر تھا لیکن یہ حالت کبھی کبھی ہوتی تھی باقی آپ ہمیشہ پر جمال ہی رہتے تھے۔ آپ کے والد قبلہ پیر و مرشد فرماتے تھے کہ بھئی صوفی کے مزاج میں جلالی کیفیت اس لیے ہے کہ اس کی پرورش میں زیادہ حصہ میرے بڑے بھائی حضرت قبلہ سید محمود علی شاہؒ صاحب کا ہے۔ اور سید محمود علی شاہ صاحب پر غلبہ مجذوبی کا تھا۔

صوفی میاں کی وجہ تسمیہ:

آپ کے والد بزرگوار و شیخ حضرت قبلہ و کعبہ فرماتے تھے کہ صوفی میاں کی پیدائش سے پہلے خداوند کریم نے مجھے اولاد کی کثیر نعمت سے سرفراز کیا لیکن مرضی مولا کریم کہ جس نے یہ نعمت دی اور پھر واپس بھی لے لی۔ آپ کے تقریباً نو بچے ہوئے اور مختلف عمروں میں سب کا انتقال ہو گیا۔ جس وقت آپ کے آخری بچے کا وصال ہوا تو آپ خود فرماتے تھے کہ میں نے اپنے جدامجد حضرت سیدنا کے دربار پر حاضری دی اور زندگی میں پہلی بار میں نے اس طرح عرض کیا کہ شاید حضور کی بھی یہی مرضی ہے کہ نسل سیدنا ختم ہو جائے۔ اگر یہی مرضی ہے تو بندہ ہر حال میں اپنے مولا کی رضا چاہتا ہے، خداوند کریم نے مجھے پھر اولاد کی نعمت سے نوازا۔

جس وقت نومولود یعنی صوفی میاں پیدا ہوئے تو میں نومولود کو لے کر اپنے شیخ حضرت قبلہ و کعبہ امام المتقین حاجی الحرمین و شریفین حضرت ابو احمد محمد علی حسین شاہ اشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز کے پاس گیا تا کہ دعا کرا سکوں آپ فرماتے تھے جب میں نومولود کو لے کر آستانہ پر پہنچا تو میرے شیخ نے نومولود کو اپنی گود میں لیا اور پیشانی پر بوسا دے کر کہا کہ

میاں سیدزادے یہ صوفی ہے۔ یہ صوفی ہے۔ یہ صوفی ہے۔اور تین مرتبہ تکرار کے ساتھ فرمایا کہ بھئی کوئی فکر کی بات نہیں انشاءاللہ آفتاب اکبر آباد حضور پرنور حضرت سیدّ نا کی امیر ابوالعلاؒ کی نسل اس فرزند سے خوب چلے گی یہ آپ کی نظر کرم اور دعاوں کا صدقہ ہے کہ خداوند کریم کے فضل سے حضرت قبلہ سید محمد علی صوفی میاں کو اولاد کی کثیر نعمت سے سرفراز کیا۔ ماشاءاللہ آپ کے پانچ فرزند جمیل اور دو دختران نیک خیر ہیں۔

آپ کی ایک خصوصی عادت تھی کہ ہمیشہ کسی بھی مسئلہ میں حق بات کہنے سے نہیں رکتے تھے ہمیشہ حق بات کہتے اور حق بات سنتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ آپ کے قریب آنے والے حضرات آپ کی بہت عزت کرتے تھے چاہے وہ عمر میں آپ سے کتنے بڑے کیوں نہ ہوتے تھے۔

آپ کی پہلی نصیحت یہی ہوتی تھی کہ ایک مسلمان کو کبھی کسی کے خلاف سینے میں عداوت نہیں رکھنی چاہیے۔اور زندگی کا کتنا ہی اہم مسئلہ کیوں نہ ہو جھوٹ سے کام نہیں لینا چاہیے۔کسی بھی انسان کو اپنے سے کم تر نہیں سمجھنا چاہیے۔بلکہ اپنے کو سب سے کم تر جانو۔اپنی روزی کو حلال کر کے کماؤ۔اگر کوئی معاملہ خدا کے سپرد کرو تو اپنی زبان بند کرلو۔بلکہ اس وقعہ کو ایک دم بھول جاؤ تحریر و تقریر سے بہتر ہے کہ اپنے عمل سے نیکی کو پھیلاؤ بہترین عمل روپ ہے جو ہمیشہ برقرار رہنے چاہیے۔اس کا دائرہ محدود نہ ہو۔

بارہ برسوں میں آپ نے تحریری طور پر یہ سلسلہ بھی جاری رکھا اور عملی طور پر بھی آپ نے مرشد والد بزرگوار کی مکمل سوانح حیات مرتب کی اور کتاب جو آپ کے جدامجد کی ہے آپ ہی کی محنت کا ثمر ہے۔

آپ کو بزرگان دین سے بڑی محبت تھی خاص طور پر سرکا غوث الصمدانی شہباز لامکانی حضرت سیدّ نا عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر سے دلی لگاؤ تھا۔آپ کی عقیدت کا اندازہ صرف اس بات سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ آپکے گھر میں ہر ماہ چاند کی نو تاریخ کی ستائیس تاریخ کو محفل میں میلاد ہوتی ہے اور آپ نے ہمیشہ محفل میں چاہے گھر میں ہو یا کسی مرید و عقیدت مند کے ہاں ہو۔آپ بذاتِ خود منقبت سرکار غوث اعظم کی پڑھتے تھے۔

جن ایام میں آپ کی طبیعت بہت خراب تھی۔یعنی یہ بات ہے ۲۷ ربیع الاول کی بحسب پروگرام محفل فاتحہ تھی۔نعت خواں حضرات ودیگر لوگ آئے ہوئے تھے آپ نے مجھے یعنی (راقم کو) کہا کہ تم اندر جاؤ اور محفل شروع کراؤ۔میں تمہیں اجازت دیتا ہوں ۔کیونکہ میری حالت اس قابل نہیں کہ میں اندر بیٹھ سکوں۔قصہ مختصر میں نے جاکر محفل شروع کرائی۔حسبِ دستور نعتیں پڑھوائیں۔اس کے بعد ایک منقبت سرکار امام عالی مقام کی شان میں پڑھوائی اور خود میں نے آہستہ سے چند اشعار سرکار غوث اعظم کی شان میں کہے ۔اور نعت خوان حضرات سے کہا کہ وہ منقبت سرکار مخدوم اشرف کی پڑھ لیں۔تا کہ اس کے بعد سلام وغیرہ ہوکر فاتحہ ہوجائے۔کیونکہ قبلہ والد صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے پروگرام مختصر ہوجائے۔ابھی نعت خوان حضرات نے منقبت شروع کی تھی کہ آپ فوراً اند آئے اور کہا کہ یہ کیا ہے۔کیا تمہیں ابھی تک محفل کا طریقہ نہیں معلوم ہوا۔پہلے سرکار غوث اعظم کی شان میں منقبت پڑھواؤ۔اس کے بعد دوسری ،آپ دوسری طرف بیٹھ کر منقبت سنتے رہے۔پھر اپنے پروگرام کے مطابق میں نے فاتحہ پڑھی۔آپ نے دعائے خیر کی۔محفل کے اختتام پر آپ نے بڑے سخت الفاظ میں مجھے نصیحت کی۔

بہر حال آپ کی یہ عقیدت ومحبت رنگ لائی۔اور یہ بات بڑی سمجھنے کی ہے۔کہ جس دن آپ کا وصال ہوا وہ تاریخ ہے بڑی گیارہویں شریف یعنی خاص دس ربیع الثانی کی شام کو یعنی گیارھویں شب آپ کو ملی۔یہ سب نسبت اور عقیدت کی بات ہے۔

دوسری اہم بات جو ہے وہ یہ ہے کہ آپ غوث اعظم کی شان میں جو منقبت پڑھتے تھے وہ حضرت شیخ المشائخ حاجی الحرمین قبلہ ابواحمد محمد علی حسین شاہؒ الجیلانی کی لکھی ہوئی تھی،

اور قبلہ سرکار اشرفی میاں کی تاریخ وصال بھی ۱۰ تاریخ اور گیارھویں شب ہے ۔لیکن صرف ماہ کا فرق ہے۔آپ کا ماہ رجب ہے آپ ہمیشہ لوگوں سے یہی کہتے تھے کہ بھئی میں تو ایک گنہگار انسان ہوں۔لیکن میں جس کے دامن سے وابستہ ہوں۔مجھے فخر ہے وہ پیر بھی ہیں فقیر بھی ہیں۔

ماہ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ کے شروع ایام میں آپ کی طبیعت خراب ہوئی۔ کمر درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ لیکن آپ اپنی ڈیوٹی پر جاتے رہے۔ آپ گورنمنٹ اسکول میں نائب مدرس کے عہدے پر تھے اس دوران اسکول میں امتحانات ہو رہے تھے لیکن ربیع الاول کے آخری عشرہ میں تکلیف نے شدت اختیار کی۔ ڈاکٹروں سے رجوع کیا گیا۔ لیکن کسی بھی طریقے سے مرض کی تشخیص نہ ہو سکی۔

۱۲۔ نامزدگی سجادہ نشین دوازدہم:

یکم ربیع الاول کی شب کو تقریباً تین بجے آپ نے گھر کے سب افراد کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے کیونکہ میں نے ابھی دیکھا تھا کہ میرے دادا اور جدّ امجد میرے والد بزرگوار آئے تھے اور کہہ رہے تھے "بھئی تیار ہو جاؤ۔ ہم لوگ تمہارے منتظر ہیں"۔

اس لیے اب میری بات غور سے سنو۔ میری موت پر رونا مت کیونکہ یہ وقت کبھی نہ کبھی تو آنا تھا۔ اور سب کو اس وقت کا سامان کرنا ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے مجھے (راقم کو) کہا کہ بھئی تم سب بھائیوں میں بڑے ہو تمہارے اوپر سب کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ہے ۔اس کے علاوہ اب سلسلے کو بھی تمہیں ہی چلانا ہے۔ آج سے میں تمہیں اپنا جانشین و سجادہ نشین بناتا ہوں ۔تم شجرہ میں اپنا نام میرے بعد لکھ لینا۔ تمہیں میرے بعد کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی کیونکہ جو بھی تعلیمات سلسلے کی مجھ تک پہنچی تھیں۔ میں نے سب کو قلم بند کر دیا ہے۔

ایک شجرہ پر میرے دستخط بھی ہوئے ہیں۔ وہ تم لے لینا اس کے بعد آپ نے کہا کہ تم ہر حال میں اپنے دادا کے نقشِ قدم پر چلنا۔ پھر تمام گھر والوں کو فرداً فرداً نصیحت کی ۔آخر میں کہنے لگے کہ

"میں دنیا سے کوئی حسرت لے کر نہیں جا رہا ہوں۔ صرف ایک بات کا قلق ہے کہ میں اپنے جدّ امجد کی سوانح حیات کی اشاعت نہ کرا سکا یہ میرے پیر و مرشد اور والد کی آرزو تھی اور میری تمنا کہ میں اپنی زندگی میں اشاعت کرا دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں اب دعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق وطاقت دے کہ تم اس کتاب کی اشاعت کرا سکو۔''

اس کے بعد آپ نے سب کے لیے دعا کی اور کہا کہ اللہ تعالی مجھے اپنی رحمتوں میں رکھے۔خاتمہ میرا ایمان کے ساتھ کرے پھر آپ نے اپنے داماد سید عرفان علی صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔کہ عرفان میاں اب میرے بعد تم اس گھر کے سر پرست ہو۔باقی لوگ بچے ہیں اور امید ہے کہ تم ان کے سر پر ہاتھ رکھو گے۔اور خدا کے فضل سے سید عرفان صاحب نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا۔اور ابھی تک سب کے ساتھ احسن سلوک رکھتے ہیں۔ہر کام میں گھر والوں کے ساتھ مکمل تعاون کرتے ہیں۔

اگلی صبح آپ کے ایک بہت اچھے رفیق جناب مجید صاحب اور ایک آپ کے دادا کے محبّ جناب ظہور صاحب آئے۔آپ ان دو حضرات اور گھر والوں کے اصرار پر ہسپتال جانے کے لیے تیار ہوئے۔گھر نکلتے وقت آپ یہ کہہ رہے تھے کہ مجھے معلوم ہے کہ اب میری واپسی اپنے قدموں پہ نہیں ہوگی۔ہسپتال میں ۹ شب اور دس دن داخل رہے۔آپ کی تکلیف کی شدت میں کمی آگئی تھی لیکن ہر وقت غنودگی رہتی تھی۔

۹ ربیع الثانی کو دو پہر کے وقت آپ نے کہا کہ مجھے اٹھاؤ اور میرے سفید کپڑے لا کر مجھے پہناؤ کیونکہ سرکارِ غوثِ اعظم اور شیخ المشائخ حضرت علی حسین شاہ اور میرے والد بزرگوار مجھے لینے آئے ہیں۔ہم ان کے ساتھ نماز پڑھنے کعبہ شریف جائیں گے۔پھر آپ پر غنودگی آگئی اس دن آپ پر کافی غنودگی طاری رہی۔اس شب آپ نے مجھے آواز دی میں اس وقت باہر تھا جب اندر آگیا تو کہنے لگے اب ہمیں گھر لے چلو ہم نے کافی کام کرنے ہیں اور یہاں رہنا اب بالکل بے کار ہے۔اس وقت میں نے یہ کہہ دیا کہ ابھی رات کے بارہ بجے ہیں ڈاکٹر وغیرہ کوئی نہیں ہے بغیر ڈاکٹر کی اجازت کے جانا ٹھیک نہیں ہے اس پر آپ خاموش ہو گئے۔

دوسرے دن آپ کی حالت تقریباً بہتر تھی آپ نے کھانے کو مانگا آپ کو دودھ وغیرہ دیا گیا۔ پھر آپ کو غنودگی سی طاری ہوگئی چار بج کر بیس منٹ پر آپ کی سانس ایک دم تیز ہوگئی فوراً ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ لیکن جب تک ڈاکٹر آپ کے پلنگ تک پہنچا آپ کی روح محو پرواز ہوگئی صرف چند سیکنڈ کے اندر اندر آپ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

اناللہ و انا الیہ راجعون

بے شک خدا تعالیٰ جب کسی کو عزت دینا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا وہ ہر شے پر قادر ہے یہ اس کی ہی شان بے نیازی ہے اکثر یہ بات دیکھنے میں آئی ہے جب کسی بات کا کسی کو گمان نہیں ہوتا وہ بات ہو جاتی ہے۔ انسانی فطرت کے تحت یہ بات ممکن ہے کہ انسان کے اپنے خیالات کسی خاص وقت میں حالات کے زیر اثر ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات اپنے انہی حرکات وسکنات کی وجہ سے انسان کو بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں ۔اور نقصانات بھی برداشت کرنے ہوتے ہیں اور یہی لاشعوری حرکات وسکنات باعثِ اقبال مندی ہوتے ہیں۔ یہ بھی اسی کی دین ہے کہ وہ انسان کی زبان سے ایسے کلمات نکالتا ہے جو اپنے وقت پر حق بجق صادق آتے ہیں۔

حضرت قبلہ کا ہسپتال جاتے ہوئے اور ہسپتال میں جو بھی آپ نے کہا بالکل ایک ایک بات اسی طرح درست ثابت ہوئی جب آپ کے انتقال کی خبر آپ کے محبان دوست احباب کو ہوئی تو بعض حضرات نے شدید حیرت کا اظہار کیا ان کو اس بات کا یقین ہی نہیں آتا تھا لیکن آخر یقین تو کرنا ہی تھا۔ اب تک آپ کے ملنے والوں کو اس بات کا غم ہے کہ ان کا ایک بہترین دوست اور رہبران سے جدا ہو گیا۔ یہ سب اس لیے کہ آپ بڑے با کردار اور مخلص انسانوں میں سے تھے۔ کبھی کبھی کسی دینی کام کا نذرانہ یا اجرت نہیں لیتے تھے گو کہ اس وقت ظاہراً ہمارے سامنے یا ہمارے درمیان آپ نہیں ہیں لیکن آپ کا ایک

منفرد اور بہترین کردار ہمارے سامنے ہے۔

حق تعالیٰ تمام اہل سلسلہ کو اپنے اپنے شیخ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

طریقت میں نسبت کی بڑی اہمیت ہے نسبت جتنی پختہ ہوگی فیضان کی بارش اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

خاندان ابوالعلائی اشرفی آئینہ جمالِ مظہری

زاہد اولیائے خلدِ مکین متقی و بقیع صوفی میاں محمد علی

آپ کا مزار مبارک کالونی گیٹ، قبرستان کراچی میں مرجع خلائق ہے آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۱۰ تاریخ ۱۱ویں شب ربیع الثانی آستانہ عالیہ پر ہوتا ہے۔

سن وصال 27 فروری 1980ء بمطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ بروز بدھ۔

باب نہم
فکر و عمل

مجلس نمبر 1

یُؤمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

ترجمہ: ''جو بے دیکھے ایمان لائے''

غیب کے معنی ہیں ظاہری طور پر چھپا ہوا اور ہر وہ چیز جس کا ہم ظاہری آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کر سکتے غیب کے زمرے میں آتی ہے۔ بظاہر اللہ تبارک و تعالیٰ نظر نہیں آتے لیکن باطنی طور پر وہ ہر وقت اپنی ذات و صفات کے ساتھ ہمارے ہمراہ ہے جب خداوند کریم نے ارشاد فرمایا:

''ایمان لاؤ غیب پر'' تو جو ایمان لایا بغیر دیکھے، غیب پر وہ مومن کامل ہے۔ یہاں ایک نکتہ وضاحت طلب ہے کہ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی تمام قدرتوں اور اوصاف کے ساتھ موجود ہونے کے باوجود ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اور نظر نہیں آتے مگر اس کے ہونے کے بے شمار آثار یا حقائق ہیں اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کی نوری مخلوق یعنی فرشتے بھی ہمیں ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتے مگر وہ اپنا وجود کامل رکھتے ہیں۔ اس ہی طرح جنات یا اللہ تبارک و تعالیٰ کی پیدا ہوئی اور دوسری روحانی مخلوق ہیں جو کہ نظر نہ آنے کے باوجود اپنے اپنے وجود میں قائم ہیں۔ لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کہ ''ہدایت والے وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔'' مکمل اہلِ ایمان وہی لوگ ہیں کہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ پر اُس کی ذات و صفات کے ساتھ اور تمام قدرتوں کے ساتھ یقین رکھیں اور اس کی بنائی ہوئی تمام مخلوق کہ جو بہ ظاہر نظر نہیں آتیں اُن پر بھی ایمان

لائیں اور درِ حقیقت یہی ایمان کامل ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے اٹھارہ (18) ہزار عالم تخلیق فرمائے ہیں اور ان سب میں ان کے ماحول کے مطابق مخلوقات رکھی گئی ہیں اب اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر اور قدرتوں پر ایمان لائے مگر وہ دیگر مخلوق کے صبر وشکر پر یقین نہیں رکھتا تو وہ یقیناً ناقصِ ایمان ہے۔''

ہم مسلمانانِ امتِ محمدیہ ﷺ پر لازم ہے کہ وہ بغیر کسی شک وشبہ کے اللہ تعالیٰ پر اس کی صفات کے ساتھ اور جتنی مخلوقات اُس نے پیدا کی ہیں ان پر یقینِ کامل رکھیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات کے علاوہ اور دیگر مخلوق کے بارے میں جو کہ ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتیں اس کا علم دیا ہے ہمیں اس پر یقینِ کامل رکھنا چاہیے اور اس کے ساتھ اس بات کا بھی یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ جل شانہ کے بعد اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہد وناظر ہیں اور بغیر کسی شک وشبہ کے آپ ﷺ کو شاہد وناظر مانتے ہوئے یقین کامل رکھنا چاہیے کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مقدسہ بہ ظاہر آنکھوں سے اوجھل ہے مگر حقیقتاً اُس کا وجود دائمی اور قطعی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام صفات وکمالات کے ساتھ بے عین ہیں اپنی ذات میں یکتا ہیں اور اپنی ذاتِ والاصفات کے ساتھ جلوہ فرما ہیں۔

اس لیے ایمان بالغیب لانا ضروری ہے کہ جب اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے عالم میں ہوں تو بھی ان کی تعظیم وتکریم اور ان کے ارشادات پر عمل بغیر کسی قیل وقال اور حجت کے کرنا واجب ہے۔ جاننا چاہیے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر کسی کو بشارت عالمِ خواب میں یا نیم بے ہوشی کی حالت میں یا حالت مراقبہ میں دے رہے ہیں یا کوئی بشارت دیتے ہیں تو جس کو جو حکم دیا جائے اس پر عمل کرنا عین واجب ہے اور اگر کوئی

ایسا نہیں کرتا تو وہ بلاشک وشبہ آیاتِ قرآنی سے انکار کا مرتکب ہو رہا ہے یعنی کہ وہ مرتد کے زُمرے میں داخل ہو رہا ہے کیونکہ ہر وہ شئے جو بہ ظاہر آنکھوں سے اوجھل ہے وہ ایمان بالغیب کے زمرے میں آتی ہے اس لیے قرآن کریم میں ایمان بالغیب کا واضح حکم دیا گیا ہے اور اس میں جو راز پنہاں ہیں، وہ یہ کہ جب نبوت کا خاتمہ ہو جائے یعنی وحی الٰہی کا سلسلہ موقوف ہو جائے اور ظاہراً نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا سلسلہ ظاہری طور پر موقوف ہو جائے تو اس وقت بھی ایمان بالغیب کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب اور آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر وقت تصور میں رکھیں اور حاضر وناظر اور شاہد جانیں۔ قرآن مبارکہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"ہم نے ان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد بنا کر بھیجا ہے۔"

شاہد کے لفظی معنی گواہ کے ہیں اور گواہ وہی ہوتا ہے جو کسی بھی واردات کے موقعہ پر موجود ہو اور اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو اور اپنے کانوں سے سن رہا ہو۔ لہٰذا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں پر بالکل واضح اور عیاں فرما دیا ہے کہ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر وناظر اور شاہد ہے تو اس وجہ سے ہمارے تمام اعمال اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح خداوند کریم کے پیشِ نظر ہر حالات وسکنات کامل طور پر عیاں ہیں، اپنی تمام قدرتوں اور اختیارات کے ساتھ، اور اس نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی صفات کے کمال سے ظاہرِ مختار فرمایا ہے قیامت تک وہ اصلاحِ امت اور خلقِ خدا کی بہتری کے لیے اپنے تصرفات کے ذریعے دوستانِ حق کو ہدایات اور انوارات سے مستفیض فرماتے رہتے ہیں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اللہ حاضر ہے، اللہ ظاہر ہے اور باطن بھی، اسی طرح اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر بھی ہیں اور باطن بھی، اب ظاہری عالم میں

حجابات ہیں اور باطن میں بھی، مگران حجابات کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دوستوں اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سچے عاشقوں کی نگاہوں سے ہٹا دیتا ہے اور طالبانِ ہدایت ومعرفت کو اپنے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے روحانی فیضان سے مالا مال فرماتا رہتا ہے۔ یہی اصلِ طریقت ہے کہ جس پر غور وفکر کیا جائے اور سمجھا جائے تاکہ عقیدے کی درستگی اور ایمان کی سلامتی قائم رہے۔

مجلس نمبر 2

طریقت

طریقت، معرفت اور حقیقت کی آسان زبان میں یوں تشریح ہے کہ:

طریقت سے مراد مکمل طور پر اپنے شیخ کی اتباع کرنا یعنی اس طریقے کو اپنانا جو طریقہ شیخ چاہے، چاہے وہ عبادات میں ہو یا مخلوق کے معاملات میں یا فی ذات نفسی ہو۔ شیخ کے طریقے کے مطابق مرید اپنے آپ کو مکمل طور پر اس اسلوب میں ڈھال لے اس کو ہی عام فہم میں طریقت کہا جاتا ہے۔

معرفت کے دو معنی ہیں ایک رفعتوں کا حصول اور دوسرے معنی علم کا اور آگہی کا حصول یعنی کہ جو بھی علوم شیخ کے پاس ہیں ان پر دست رست حاصل کرنا۔

اس کے بعد جب انتباہ ہو جائے اور علوم میں دسترس ہو جائے تو ''حقیقت'' عیاں ہوتی ہے، حقیقت وحدانیت ہے یعنی ماسوائے اُس ذات عالی کے باقی سب فنا ہے۔ یہی حقیقت ہے اور یہی معرفت کی معراج ہے یا اور آسان زبان میں خوئے تو، روح تو، بوئے تو .... یہ سب ہی طریقت، معرفت و حقیقت کی معراج ہے۔ یعنی کہ جلوۂ وحدانیت میں گم ہونا اپنی ہستی کو اپنی ذات کی قید سے نکال کر اُس ذات والاصفات یعنی کہ ذاتِ حیّ القیوم میں گم کر دینا ہی اصل عین وجود معرفت ہے۔ مشائخین کے اقوال میں منقول ہے کہ سالک درجہ بدرجہ سلوک کی راہیں طے کرتے ہوئے حقیقت کو پا لیتا ہے اور جب وہ حقیقت آشنا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا کے تخت و تاج اور عقبٰی و جنت کے درجات سب اس کی نگاہ

میں بے معنی ہو جاتے ہیں کیونکہ اس کا مقصود تو صرف رب العزت کا نورِ جمال اور رضا حاصل کرنا ہوتا ہے اور جب درویش اللہ کی رضا کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنے نفس کی نفی کرتا ہے اس دوران اس کو ذلت و رسوائی اور.......... کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہی فقیر کی ابتدائی آزمائش ہوتی ہے ایک طرف تو دنیا کا مال ومتاع تو دوسری طرف فاقے اور لعن طعن ہوتی ہے، جو صدقِ دل کے ساتھ اپنے مقصد پر یعنی رب عزّ وجل کی رضا کے حصول پر قائم رہا ہے تو بالآخر وہ اپنی منزل کو پالیتا ہے اور جب وہ اپنی منزل کو پالیتا ہے تو کوئی سلطان، کوئی مخدوم، کوئی اوتار، کوئی نقیب، کوئی ولی، کوئی اولیاء، کوئی خواجہ، کوئی قطب، کوئی غوث اور کوئی مست قلندر کے اعزازت سے سرفراز کیا جاتا ہے اور یہ سب ''وحدت الوجود'' کے عین مطابق ہے یعنی سمندر میں داخل ہو کر قطرہ خود بھی سمندر ہو گیا۔ سمندر کی یہ خاصیت ہے کہ وہ کہیں پر ٹھنڈا کہیں گرم، کہیں پر ٹھاٹھیں مارتا ہوا کہیں پر سست روی کے ساتھ، کہیں پر مٹھاس سے بھرا اور کہیں پر کڑواہٹ کے ساتھ جاری رہتا ہے، اس ہی طرح رب العالمین کی ذات بھی سمندر کے مانند ہے اور اس کے بھی مختلف اوصاف ہیں جو قطرہ جس وصف کی سمت میں ضم ہو تو اس کو اسی ہی صفت کا مظہر بنا دیا جاتا ہے یعنی کہ صفاتِ خداوندی کے لامحدود پہلو ہیں، اوصاف ہیں اسی طرح دوستانِ حق کے اوصاف و کیفیات اور مقامات مختلف ہوتے ہیں یہاں پر کوئی چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا۔ الاّ اس کے کہ جس پر خاص اوصاف کریمانہ یعنی فضلِ رب کریم ہو اور اس کو وہ اپنی قدرتِ کاملہ کے اظہار کے لیے منتخب کرے۔ ولایت کا معاملہ کسی سے زیادہ واہبی ہوتا ہے واہبی بمعنی وہاب کے ہیں جو کہ سراسر فضل پر موقوف ہوتی ہے جب کہ کسب ضائع ہوسکتا ہے اور وہبیت ہمیشہ قائم و دائم رہتی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عبادت و ریاضت سے کنارہ کشی کر لی جائے، عبادات و ریاضات بھی بنیادی ارکان ہیں جن کے بناء تزکیۂ نفس نہیں ہوسکتا اور جب کہ تزکیۂ نفس

ناں ہوتو تمام عبادت وریاضت ضائع ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ عزازیل (ابلیس) نے عبادت و ریاضت کی بدولت اعلیٰ مقام حاصل کیا مگر پیچھے کوئی اوتار نہیں تھا تو اس میں تکبر پیدا ہوا اور وہ تکبرؔ اس کو ہمیشہ کے لیے لے ڈوبا۔ اگر تزکیۂ نفس ہوا ہوتا اپنی ذات سے باہر نکلا ہوتا تو اطاعت کرتے ہوئے حکم ربیؔ پر لبیک کہتا اور دائمی طور پر اس کے فضل وکرم کو حاصل کر پاتا۔ اسی طرح اگر کوئی سالک سلوک کے دوران اپنے استاد کی تعلیمات یا ارشادات سے منحرف ہوکر اپنے علم یا عبادت وریاضت کی بناء پر راہِ سلوک طے کرنا چاہتا ہے تو وہ کبھی بھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ پاتا بلکہ درمیان میں ہی ردوئی کا شکار ہوکر ہلاکت میں مبتلا ہوجاتا ہے یہ بنیادی اصولِ طریقت ہے کہ پہلے بندہ بندے کی اتباع میں فنا ہوجائے کیونکہ بندہ کو بندے کی اطاعت کرتے ہوئے نفس کو بہت ٹھیس پہنچتی ہے۔ نفس مجروح ہوتا ہے مگر جو اس کڑوی گولی کو ہضم کر لیتا ہے۔ وہ عرفانیت کے سمندر میں تیرنا شروع کر دیتا ہے ان الفاظ پر غور و فکر کر کے اپنے نظریات کو درست کرنا سالک ومرید کے لیے نہایت ضروری ہے۔
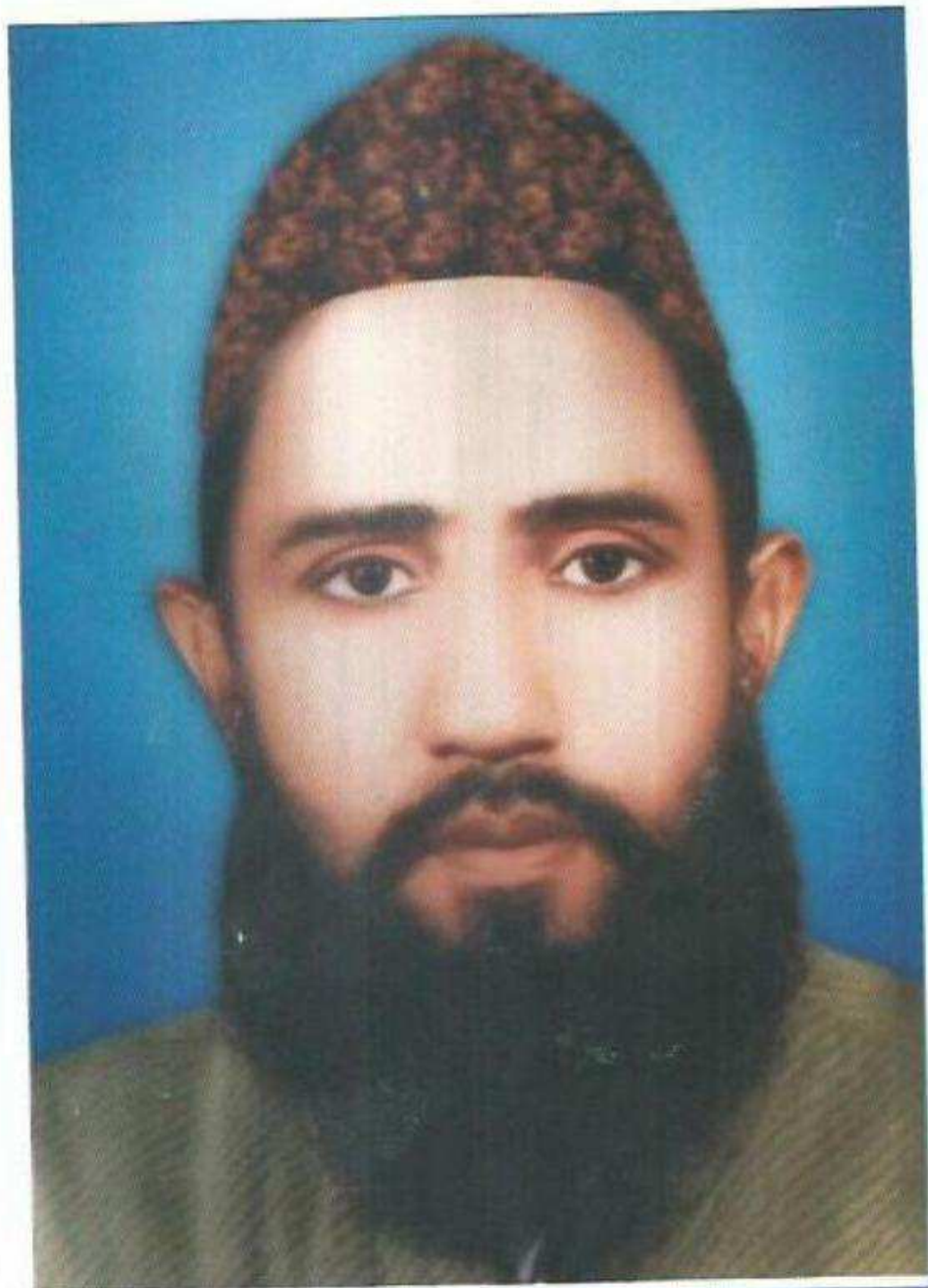
حضرت امیر سید محمد علی شاہ بہ معروف صوفی میاںؒ
اولادِ نرینہ حضرت سیدنا الرحمۃ

حضرت سیدنا اظہار اشرف شاہ صاحب اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
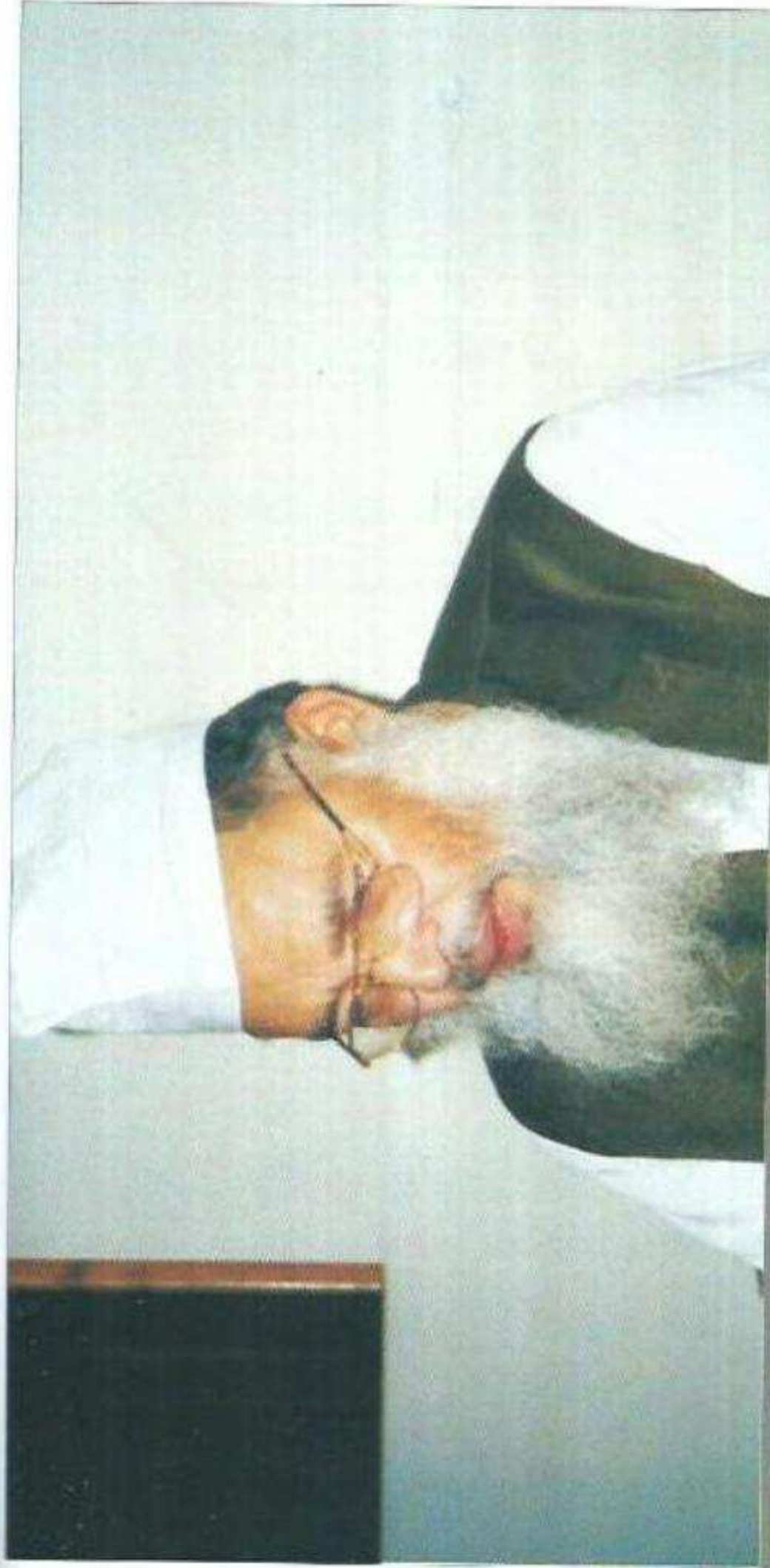
پیرومرشد حضرت امیر سید اسد علی ابوالعالی

صاحبِ تصنیف

صورتِ مرشد، ہے وہ آئینہ اسدی
نورِ خدا بھی جس میں، روشن نظر آتا ہے

حضرت سید امیر اسد علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
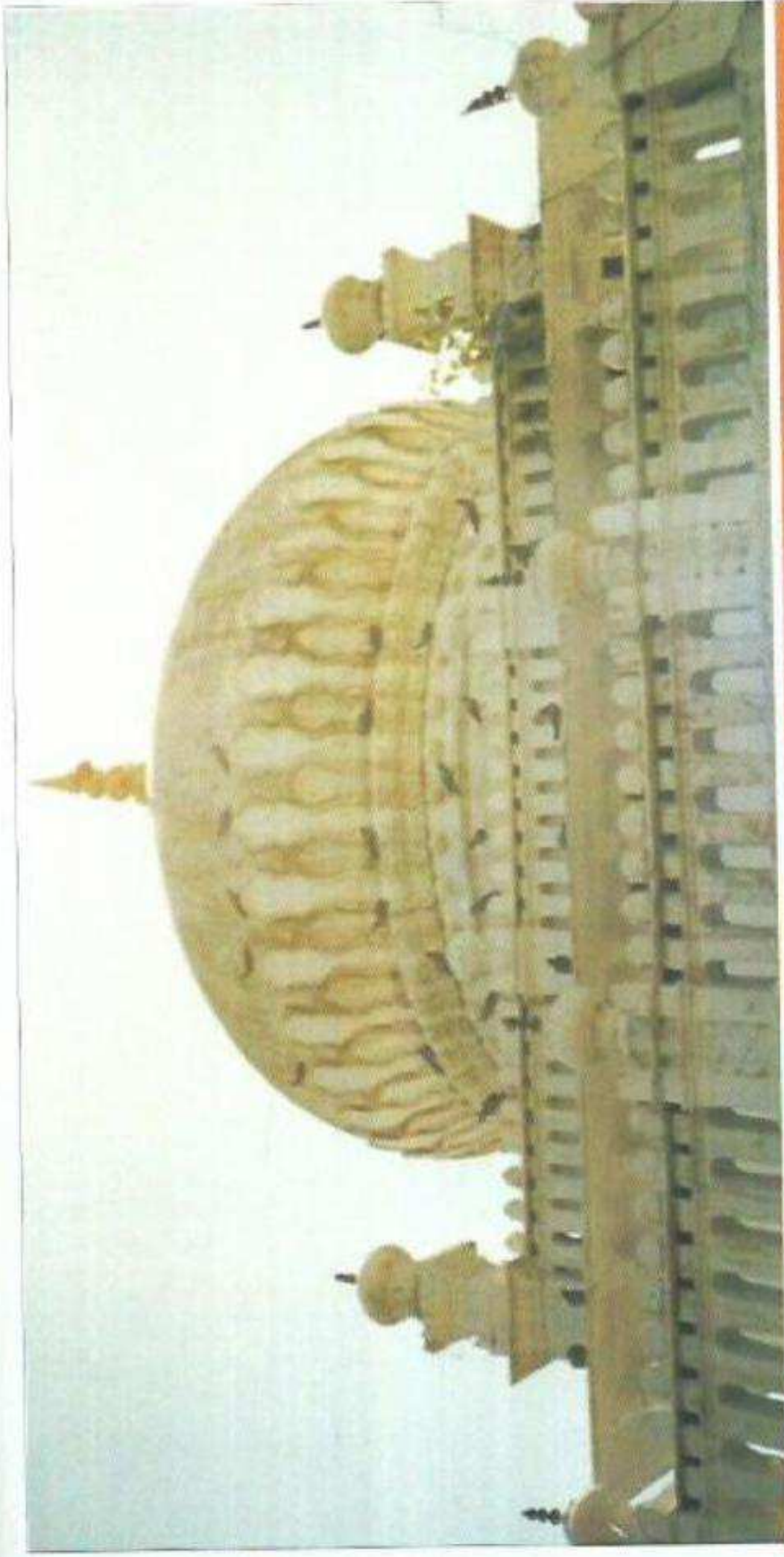
حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؒ کے مزار مبارک کا بیرونی منظر

حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کے مزار مبارک کا ایک بیرونی منظر (آگرہ)

دربارِ عالیہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ   آپ کی اولادِ نرینہ وسجادہ نشین دوازدھم
حضرت سید امیر اسد علی شاہ صاحب مدظلہ العالی دربارِ عالیہ کے اندر کھڑے ہیں (1985ء)

دربارِ عالیہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کا ایک اور پُرنور بیرونی منظر
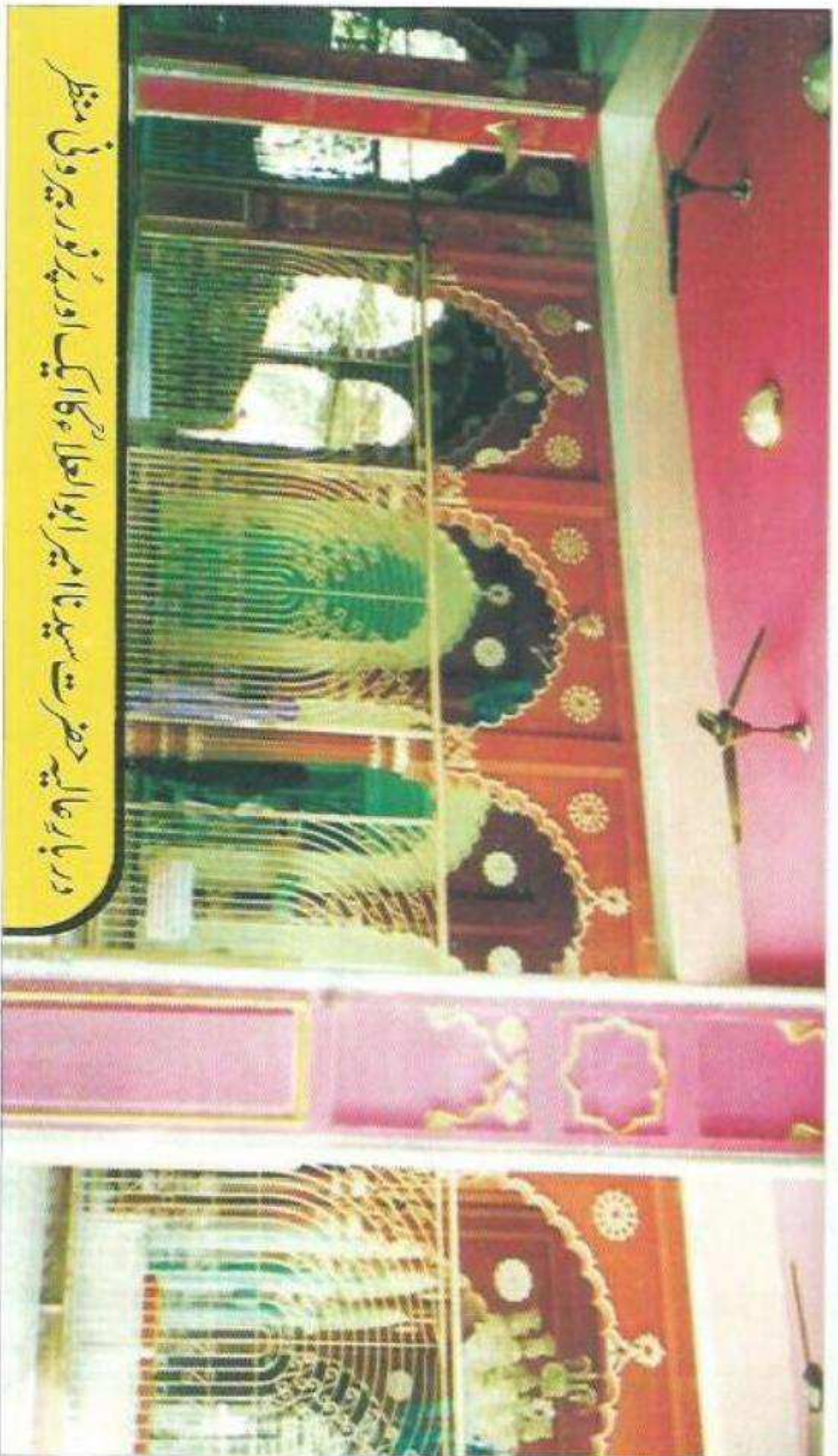
حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کے مزار مبارک
کا ایک پُرنور اندرونی منظر (آگرہ)

مجلس نمبر 3

عابد و معبود

معبود اور عابد کے درمیان عبادت کا فرق ہے۔ ساجد اور مسجود کے درمیان سجدہ کا فرق ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان تکبر اور خنجر کا فرق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نظامِ کائنات کو اپنی قدرت سے ایک دائرے میں محیط کر رکھا ہے اور اسی نظام کے تحت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے اظہار کے لیے مخلوقات کسیر کو پیدا کیا یا تخلیق کیا۔ اس کا مقصد صرف یہی ہے کہ اس کی معبودیت ہر ایک مسئلے پر عیاں ہو، کیونکہ کیونکہ وہ رب عزوجل ہے اور رب کے معنی ایسے کاریگر کے ہیں کہ جو کسی چیز کو بنا کر اس کو سنوارے۔ ربّ العالمین نے اس کائنات کو سنوارنے کے لیے جہاں مختلف اقسام کے موسم اور آب و ہوا کے تغیرات اور مدوجزر کے ارتکاز کا نظام رکھا ہوا ہے۔ وہیں پر سب سے بہتر مخلوق یا سب سے بہترین شاہکار بنی نوع انسان ہیں۔ اس کی تربیت اور سنوارنے کے لیے مختلف ادوار میں مختلف انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا اور یہ سلسلہ بالآخر ہم سب کے آقا و مولیٰ وسیّد المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہوا۔ محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے جن جن نفوس میں قدسیہ نے فیوض و برکات اور اصل حقائق وحدانیت حاصل کیے وہ سب کے سب آسمان دنیا کے چمکتے ہوئے ستارے ہیں اور ان ہی مقدس ہستیوں کی روشنی سے بعد کے ادوار اور تا آنکہ قیامت کا ظہور زمام ہو۔ اُس وقت تک فیضان .... کا

سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ طریقت کی روح سے شیخ کا مقام بمقام رسول ہی ہے اور اس مسند کے فیوض وبرکات یا اس کا جو تقدس ہے اس کے مطابق شیخ کا حکم حکمِ رسول ہی ہوتا ہے اور حکمِ رسول حکمِ خدا ہے۔ اسی طرح محبتِ شیخ، اطاعتِ شیخ بالکل محبت رسول اور اطاعتِ رسول کریم ہی ہے اور محبتِ رسول اور اطاعتِ رسول کریم اصل میں محبتِ خدا اور اطاعتِ خدا ہی ہے۔ یہ فلسفہ بالکل سیدھا سا کہ:

''جس نے اپنے نفس کو جانا اس نے مجھے (اللہ عز وجل) پہچانا۔''

یعنی کہ مرید اور شیخ کا رشتہ محبت اور اطاعت پر موقوف ہے اور اس رشتے میں کہیں قیل وقال کی گنجائش نہیں ہے۔ سمجھنے اور غور کرنے کے لیے یہی جملہ کافی ہے کہ جو اللہ عز وجل کے دوستوں کی محبت میں مبتلا ہوا۔ اُس نے حقیقت میں اللہ عز وجل کی محبت کو پالیا۔ جس طرح قرآن میں ایمان بالغیب پر زور دیا گیا ہے۔ اس............بھی طریقت میں بھی عیاں پر ایمان لانا ہوتا ہے جو کچھ شیخ مرید کو کہے وہ مرید کے لیے امرِ ربی ہے، حکمِ رسول ہے۔ اگر کوئی شیخ کی نافرمانی کرتا ہے تو بھی شیخ کی نہیں اللہ عزّ وجل کے محبوب کی کر رہا ہے اور اللہ عز وجل کے محبوب کی جناب میں گستاخی ناں قابلِ معافی جرم ہے۔ ایسا مرید، مرید نہیں رہتا وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اگر از روئے شریعت مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جو اپنے مشائخین کی اتباع کرتے ہیں ان کی خدمت کرتے ہیں وہ خادم سے مخدوم اور پھر مخدوم سے سلطان ہو جاتے ہیں۔

ان سب تعلیمات کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان یعنی مسلمان اپنے عقیدے کو درست رکھے کیونکہ عقائد پر اعمال کا دارومدار ہے۔ عقیدہ درست ہونا بڑا ضروری ہے اور طریقت، عبادت وریاضت اور رضائے خداوندی سے زیادہ مستفیض وہ لوگ ہوتے ہیں جو حسنِ عقیدت رکھتے ہیں کچھ وقت ان پر ضرور سخت گزرتا ہے لیکن بعد میں یہی مریدان

''مراد'' ہوا کرتے ہیں اور یہی دنیا و آخرت میں عزتیں اور سربلندیاں پاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ جو بھی طالبِ نسبت و طالبِ حق کسی بھی سلسلہ میں داخل ہوں وہ اپنے مشائخ کی محبت میں فنا ہو کر اطاعت وتابعداری کے ساتھ ظاہری و باطنی نصیحتیں حاصل کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے تمام اہل ''سلسلہ'' کو اپنی بیعت پر اپنے قول پر استقامت عطا فرمائے اور اپنے مشائخین کا نورِ باطن حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجلس نمبر 4
تخلیق نور ازلی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نور سے نورِ محمدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو تخلیق فرمایا اور نورِ محمدی ﷺ سے باقی عالموں اور ان میں موجود مخلوق جمادات ونباتات، شجر وحجر، چرندو پرند، ہوا وخوشبو اور ماہ وآفتاب، الغرض کل قدرت کے شاہکار کی اصل نور محمد ﷺ ہے۔ اور خداوندِ لم یزل کے بعد اگر کوئی دوسرا وجود قائم ودائم ہے تو وہ محبوب خدا احمد مجتبیٰ محمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذات مقدسہ ہے اور عرفانیت کا کمال اس ہی میں مضمر ہے کہ ذات محمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ادراکِ کمال حاصل ہو جائے جس نے حقیقت محمدی ﷺ کو پالیا اس نے بلا شک وشبہ ذاتِ واحد احد صمد الکریم رب ذوالجلال کو پالیا لیکن اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ حقیقت محمدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تک رسائی حاصل کرنا کسی شعور اور ادراک کے بس میں نہیں بڑے بڑے اولوالعزم انبیاء ومرسلین علیہ السلام بھی آپ کی ذاتِ والا صفات کی حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ الاّ کہ جن پر خاص فضلِ ربی ہوا وہی آپ کی ذاتِ مقدس کو پاسکے۔ اگر ہم عبادت وریاضت کے ذریعے حقِ بندگی ادا کرنے کے بعد حقیقتِ محمدی ﷺ کا کروڑواں صد پا جائیں تو بھی یہ ہماری خوش بختی کی معراج ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم کو اپنے پیارے حبیب دونوں جہاں کے سردا شفیع المذنبین کے دولھا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت میں از خود رفتہ کر دے اور آپ کے فضل وعنایت ورحمت سے بھرے دامنِ رحمت میں جگہ عطا فرما دے تاکہ ہماری دین ودنیا دونوں سنور جائے۔ آمین

مجلس نمبر 5
تزکیۂ نفس

خداوند قدوس لم یزل جو مالک کل عالم ہے اس کی ذات وصفات میں کسی کو بھی شریک دارنی روا نہیں۔ افضل الانبیاء والمرسلین ،لولاک لما نور کمالِ سرمدی اور خداذ والجلال والاکرام کے فضل اور رحمتوں کا گنجینہ ہیں اور آپ کی ذات بابرکات کے صدقے سے ہی تمام اوصافِ کمال ولایت عرفانی کے چشمے جاری وساری ہیں جو اپنی عرفانی صفات سے امتِ محمّدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے باعث خیر ورحمت ہیں۔ راہِ سلوک میں سالک کے لیے پہلا سبق تزکیۂ نفس ہے۔ تزکیۂ نفس حاصل کرنے کے لیے از خود بہت جتن کرنے پڑتے ہیں۔ اکثر اوقات مشائخین مرایدان کے تزکیۂ نفس کے لیے ایسے ایسے طریقے اختیار فرماتے ہیں کہ جن سے نفس کو بہت ٹھیس پہنچتی ہے۔ یہاں تک کہ سالک بسا اوقات اس راہ کو ترک بھی کر دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے نفس کی قید میں اتنے زیادہ جکڑے ہوتے ہیں کہ جس سے باہر نکلنا ان کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن جو اس منزل میں استقامت سے قائم ہو گیا وہ ہی بحرِ عرفان کا تیراک ہو گا یہ سب اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ مشائخ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے مرید کی اصلاحِ نفس اور تزکیۂ نفس کروائے تا کہ کثافتِ دل وروح دور ہو اور لطافت حاصل ہو سکے۔ تاریخ گواہ ہے کہ حالات وزمانے کے مطابق تزکیۂ نفس کے لیے مختلف طریقۂ کار کو استعمال کیا گیا ہے اور شیخ کامل اپنی بساط اور مرید کی صلاحیت کے مطابق اس عمل کو کرواتے ہیں۔ جو لوگ داخلِ سلسلہ ہوں ان کے لیے حکمِ شیخ ہی اوّل وآخر

ہے۔ خواہ ظاہری طور پر اس کا پورا کرنا ناممکن بھی ہو تو حکم شیخ کو ہر حالت میں بغیر کسی قیل و قال کے قبول کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہی وہ دروازہ ہے جہاں سے داخل ہو کر مرید تقربِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور مقرب الی اللہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے مشائخین اور اپنے شیخ کی تابعداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مقام شیخ کو سمجھنے، جاننے اور ماننے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس راہ میں قدم رکھا اور حاضر خدمت ہوا حضرت قبلۂ وکعبہ شیخ المشائخ ''شفیق بلخی'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں انہوں نے مجھے دیکھا اور ایک سخت ترین کام پر مامور کیا ساتھ ہی ساتھ ہی تزکیۂ نفس کو جاننے کے لیے آزمائش بھی کروائی گئی، جب کہ وہ کمال کی انتہا پر تھے مگر پھر بھی نفس کو مجروح کرنے کے لیے آزمائشوں سے گزروایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طریقت میں اصلاحِ حال کے لیے اگر شیخ سخت ترین انداز میں کوئی حکم دے تو وہ بھی اس کا حق ہے اور اس تلخ بات کو خوشی سے برداشت کرنا مرید کا فرض ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ ہمیں حقِ پیر اور حقِ مرید اور فرضِ پیر اور فرضِ مرید سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین

مجلس نمبر 6

بندگی

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اور صفات کی کوئی حد نہیں ہے نہ کوئی ذی شعور ادراک کی انتہا پر پہنچ کر اس کی قدرتوں اور قوتوں کا شعور حاصل کر سکتا ہے۔

لامحدود قدرتوں اور انتہائی قوتوں اور کمال کا وہ واحد مالک ومختار ہے، اسی طرح اُس نے منتخب پیارے نفوس کو اپنے کمال کے کروڑویں حصے میں سے کچھ حصہ عطا فرمایا ہے جس کو عام انسانی شعور اور ادراک سمجھنے سے قاصر ہے اور اس دلیل میں قرآن مجید فرقان حمید میں بے شمار جگہ اشارہ کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ''اصحاب کہف کا واقعہ''، اس واقعہ میں اہم ترین اشارہ انسان کے ساتھ ایک حیوان کا ذکر ہے، ایک حیوان جو کہ شعور اور ادراک کی حیثیت سے انسان سے لاکھوں درجہ کم تر ہے۔ اس حیوان سے مراد اصحاب کہف کا ''کتا'' ہے۔ اس کتے کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ کل قیامت کے دن وہ انسانی شکل میں جنت میں داخل کیا جائے گا اور اس واقعہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کمالِ عرفانیت کا ایک اشارہ عطا فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ''اچھے کی محبت انسانوں کو ہی نہیں حیوانوں کو بھی ان کا ہم نوا بنا دیتی ہے یعنی کہ یہاں نسبت کا کمال ظاہر کیا گیا ہے۔'' دوسری طرف یہ بھی دکھایا، بتایا اور سمجھایا گیا ہے کہ اگر انسان، انسان ہوتے ہوئے اپنے عقل وشعور کو احکامات خداوندی سے الگ کر کے کچھ بننا چاہے تو وہ صرف جہنم کا ایندھن ہی بنتا ہے۔ یہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ

نے تنبیہ کے ساتھ تاکید کی ہے کہ اے لوگو! تم میرے بندے ہو تو صرف میرے ہی بندے بن کر رہو، نفسانی خواہشات اور طمع کی زندگی سے بچو، کیونکہ وہ تمہیں غفلت کا شکار کر کے جہنم تک لے جائیں گی۔

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے چیدہ منتخب نفوس کو اپنے امارات کا اعتراف فرما کر بلندیوں اور نعمتوں سے سرفراز کر کے یہ دکھایا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو اپنی شان کے مطابق شایانِ شان عزت و مرتبہ اس دنیا اور اس دوسری دنیا یعنی آخرت میں بھی عطا فرماتا ہے۔ اس میں اہلِ سلوک کے لیے تعلیم ہے کہ وہ غور و فکر کریں اپنی ذات میں، قول و فعل میں کردار میں، اپنے اندر باہر یعنی ظاہر و باطن میں کہیں دوئی کا شکار تو نہیں ہو رہے۔ یعنی بامثل ''بغل میں چھری منہ پر رام رام'' یعنی بظاہر اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی محبت کا دعویٰ اور باطنی طور پر اپنے نفس کا اسیر ہو کر مبتلائے حرص و طمع اور خودسری کا شکار تو نہیں، کہیں غفلت میں تو نہیں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی امت میں پیدا فرمایا ہے ہمیں اللہ کریم کا ہزار ہا شکر بجالانا چاہیے کیونکہ یہ وہ نعمت ہے کہ جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے احسان جتلایا ہے اس کے علاوہ کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔ الا اس کے کہ ہمیں اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے امتی ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے امتی ہیں، اگر ہم اپنی پوری زندگی اپنے سر کو سجدے میں رکھ کر صرف اس بات کا شکر ادا کرتے رہیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے پیارے حبیب اور رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے امتی ہونے کا شرف دیا ہے تو بھی پوری زندگی اس شکر کو ادا نہیں کر سکتے اور یہ ہماری بڑی بدنصیبی اور بدقسمتی ہوگی کہ اگر ہم اس نعمت عظمیٰ کے پانے کے بعد شیطان و

نفس کی طرف اور دنیا کی ظاہری چمک دمک کی طرف متوجہ ہو کر اپنے نفس کے خود ساختہ نظریات کی بناء اور بنیاد پر احکامات خداوندی کو نظر انداز کر دیں، اس سے بڑی بدبختی کوئی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو راسخ ایمان فرمائے قرآن کریم کی تعلیمات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی، بغیر کسی قیل وقال کے اس پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہماری دنیا وآخرت سنور جائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 7

توکل کا ادنیٰ مقام

توکل کے ایک معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ اپنا سب کچھ سپردِ خدا کر دیا جائے۔

اور توکل کا مقصود یہ ہے کہ جس کو خداوند کریم نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ میرے بندو! مجھ پر توکل رکھو یہاں توکل کے معنی بھروسے اور اعتماد کے ہیں۔ یعنی کہ اپنی زندگی کے تمام معاملات پر اس طرح کار بند رہو کہ از خود تمہارے اندر یہ قوت ایمانی یا قوت اعتمادی اتنی کامل نوعیت کی پیدا ہو گئی ہو کہ زندگی کے نشیب و فراز میں اسباب و آرام میں کسی بھی طرح میرے ساتھ تمہارے تعلق میں کوئی رخنہ نہ پڑ سکے یعنی اسبابِ دنیا میں کمی بیشی محبت و حال میں رنج والم ان سب پر تم صابر اور شاکر رہو اور میری طرف رجوع رہو۔ یہی توکل ہے جب کوئی بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر مکمل توکل اختیار کر لیتا ہے تو ہر قسم کی آزمائش، رنج والم سہنے کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اپنی وابستگی قائم رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ توکل کرنے والے کو اپنی رحمتوں میں محیط کر لیتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو متوکلین ہیں میں اُن کے ساتھ ہوں۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ بندوں سے بندے ہونے کے ناطے آزمائش اور ابتلاؤ مصائب میں تنہا چھوڑ کر اس کی قوتِ ایمانی اور توکل کے دعوے کی آزمائش ضرور لیتا ہے اور جو لوگ اس معیار پر پورے اتر جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی تمام رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ آزمائش لینے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان لعین کو جو قول دیا ہے وہ اس کی پاسداری کرتا ہے،

شیطان لعین نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ اذن حاصل کیا تھا کہ اے مالک! میں دنیا میں تیرے ان بندوں کو جو تیری طرف رخ کریں گے اور تیری طرف رجوع ہوں گے۔ طرح طرح کے مصائب و آلام میں اور دنیا کی حرص وطمع میں گرفتار کروں گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو چھوٹ دے کر کہا کہ میں نے تجھے اختیار دیا ہے کہ تو جس پر چاہے آزمائے مگر جو بندے خالصتاً میرے ہوں گے وہ کسی بھی طور پر تیرے دامنِ فریب میں ناں آسکیں گے وہ تمام مصائب برداشت کرنے کے باوجود میرے ہی رہیں گے اور پھر میں ان کو اس کا صلہ دنیا وآخرت دونوں جگہ عطا کروں گا یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے شیطان لعین کو لعنت بھیجی اور رانگاہِ درگاہ قرار دیا۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ٥

ترجمہ: ''بے شک! لعنت اللہ کی جھوٹوں پر۔''

لعنتیں کتنی قسم کی ہوتی ہیں۔ جھوٹ کی کتنی اقسام ہیں یہ بہت بڑا باب ہے لیکن یہاں پر مختصر جھوٹ کے چند اقسام بتائے جارہے ہیں۔

سب سے بڑا جھوٹ بندے کا اپنی ذات کے ساتھ خود ہے یعنی بندہ اپنے آپ کو کمتر اور ناچیز ہونے کے باوجود بہت برتر اور بڑا سمجھتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی عالمِ دین کامل نہیں ہے چند مسائل یا چند معاملات اُس کے علم میں ہیں وہ ان ہی کے زعم میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو علامہ سمجھتا ہے۔ یہ خود فریبی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے، اس طرح ایک انسان نیکیاں کرتا ہے بہ ظاہر وہ نیکیاں دنیا کو دکھانے کے لیے کرتا ہے مگر اندر سے سمجھتا ہے کہ خدا کے لیے کر رہا ہے یہ بھی خود فریبی کا جھوٹ ہے یہ بھی جھوٹ بندہ خدا کے ساتھ کر رہا ہے۔ اور جیسا کہ فی زمانہ یہ رواج ہے کہ جھوٹ بول جاؤ اس کا کوئی مضائقہ نہیں یہ خام خیالی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ رگِ جاں سے بھی قریب ہے وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور اس

وقت اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں اور اس وقت جو بڑا نقصان اٹھایا جاتا ہے۔ وہ رزق میں بے برکتی اور بہت زیادہ مال و دولت ہونے کے باوجود بے سکونی و بے قراری ہے۔ یہ بھی بہت بڑی نشانی ہے یا یہ کہہ دینا چاہیے کہ جھوٹ کی بھرنی ہے۔ لیکن کیونکہ انسان اس دور میں مبتلائے حرص وطمع اور مبتلائے خودی اور مادیت پرستی کی چمک دمک میں بالکل غرق ہو چکا ہے تو اس کے دل و دماغ پر حجابات کے پردے حائل ہو گئے ہیں۔ اس کو اس لعنت سے بچنے کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کیونکہ شیطان کو لعنت کا طوق ڈالا گیا ہے۔ لہٰذا جو لوگ بھی مکر وفریب اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ شیطان ان کا ہم خواہ بن جاتا ہے اور ان کی دنیا کو ان کے گمان کے مطابق حسین وجمیل کر کے ان کے آگے پیش کر دیتا ہے یعنی دنیا کی مال و دولت سب ان کے قدموں تلے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب ہم نے اپنی محنت اور عقل وشعور سے حاصل کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے یہ صرف اور صرف شیطان کی ہم نوائی کا صلہ ہے۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ سے گڑگڑا کے ایک بندۂ عاجز کی طرح اس کے فضل وکرم کی بھیک مانگنی چاہیے کہ اے اللہ! تو ہمیں شیطان کے مکر وفریب سے بچا کر اپنی رحمتوں میں لے کر ہماری دنیا اور دین کو سنوار دے۔ اے مولا! تو تو قادر مطلق اور تمام خزانوں کا مالک ہے۔ جس کو چاہے تو بے حساب رزق کے خزانے سے بھر دے آمین۔ یہاں یہ بات بالیقین ہے کہ شیطان کی دی ہوئی دولت اِس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی رسوائی کا سبب بنتی ہے اور اس کے فضل سے دی ہوئی نعمتیں اس دنیا میں بھی باعث رحمت ہوں گی اور آخرت میں بھی باعثِ رحمت ہوں گی۔ اگر کوئی شخص رزقِ حلال کے لیے کوشاں ہے اور اس کو ضرورت کے مطابق رزق میسر نہیں آ رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنا رزق تلاش کرے۔ ربِ کائنات کا فضل حاصل کرے۔

سورۃ الجمعہ کی آخری آیات میں تفصیل سے فرمایا گیا ہے کہ رزق کے لیے پھیل

جاؤ اگر کسی ایک مقام سے رزق نہیں ملتا تو دوسرے مقام کی طرف چلے جاؤ وہاں نہیں ملتا تو تیسرے مقام کی طرف چلے جاؤ کیونکہ آپ کو نہیں پتہ کہ کس مقام پر آپ کو اس سے بھی زیادہ رزق مل سکتا ہے۔ اس لیے جب قرآن کریم میں کسی بھی مسئلے کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان غور وفکر کرے اور قیل وقال میں مت پڑے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرے۔ اسی میں فلاح وکامرانی ہے۔ قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ جو بارہا سنا گیا ہے کہ سیّدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جو کہ وصی مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کو سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ آنا مدینة العلم و علی بابها یعنی "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔"

"علم حاصل کرنے کے لیے دروازہ ہی راہِ اصل ہے جب انسان خصوصی طور پر ایک مسلمان پر واجب ہے کہ طریق کی اصل صراطِ مستقیم کی طرف رجوع ہو۔ اس بڑی تمثیل کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ لم یزل کی ذات پر توکل کا ادنیٰ ترین مقام صرف یہ ہے کہ بندہ کسی بھی مصیبت یا پریشانی کو جب بارگاہِ اقدس میں عرض کردے تو پھر اس سانحہ یا واقعہ کا ذکر دوبارہ اپنی زبان پر نہیں لائے کسی کو بتانے اور رونے پیٹنے سے بالکل اپنے کو الگ کرے حق تعالیٰ کریم ہمیں توکل کو سمجھنے اور عملاً عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

مجلس نمبر 8

قربِ حق

کہ اگر اچانک کسی شب کو مجھے یہ اطلاع ملے کہ میں دیکھوں کہ وہ حسن کے سلطان آ رہے ہیں تو میں اپنا سر ان کی سواری کے قدموں کے نیچے رکھ کر اپنی جان و دل سب کچھ اس سواری کے قدموں کے نشانوں پر قربان کر دوں۔

معرفت کی راہ میں مست الست فقیروں کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ انہوں نے اس کو تلاش کیا جس کی کوئی شکل نہیں اور سب شکلیں ہی اس کی ہیں اپنے من میں ان شکلوں میں سے ایک شکل کو اس کی شکل جانا اور اسی شکل کے جلوے میں گم ہو گئے۔ دوئی کو نکال کر یکسوئی میں گم ہو گئے اور یہی اصل طریقت ہے۔ اس میں بھی اس کا کوئی رنگ نہیں ہے کوئی شکل نہیں ہے مگر سب رنگ اور سب شکلیں اسی کی ہیں اور سالک کا من جس شکل میں حسن میں رنگ گیا وہی خالقِ کائنات کا رنگ اور وہی خالقِ کائنات کی شکل ہے اور پہلا سبق اس راہ کا یہی ہے کہ اپنے من کو آباد کر لو کسی بھی شکل میں، پھر اس کو یاد کرتے رہو کسی بھی انداز میں، کیونکہ میں بسا کر یاد کرنے سے ہمیشہ آباد رہتی ہے اور جو من کی مورت کو بھلاتا ہے نتیجتاً وہ بھولا ہے، برباد ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے ایک اشارہ ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ دو عالم ﷺ حجرۂ مبارکہ میں تشریف فرما تھے۔ دروازہ بند کیا ہوا تھا اور بستر استراحت پر آرام فرما تھے، اچانک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے آئیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے آواز دی یارسول اللہ ﷺ اس طرح کئی مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دی جواب نہ پایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پریشان ہو گئیں اور حجرے کے باہر بیٹھ گئیں جب کچھ وقت گزرا تو اندر تشریف لے گئیں تو سرورِ عالم ﷺ بستر راحت پر بیٹھے ہوئے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا صدقہ یارسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر پہلے میں آئی تھی میں نے آپ کو بہت پکارا آپ ﷺ نے بالکل توجہ ناں دی، کیا آقا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم، عائشہ، ایسی کوئی بات نہیں مجھے نہیں پتہ کہ تم کب آئیں کب مجھے پکارا، یاد رکھو عائشہ پھر کبھی ایسی کیفیت ہو تو خاموشی اختیار کر لینا کیونکہ اس وقت رسول کریم ﷺ نہیں ہوتے ربِ کائنات خود ہوتا ہے کیونکہ اس کی کوئی بھی شکل نہیں مگر ساری شکلیں اسی کی ہیں کیونکہ مجھے اس نے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور میرے نور سے باقی تمام مخلوق کو تخلیق کیا ہے۔ یہاں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بظاہر کوئی شکل نہیں ہے مگر تمام شکلیں اسی کی ہیں۔ جو شکل جتنی قرب والی ہے دنیا میں اس کا فیضان اور الطاف اتنا ہی زیادہ ہے اور یہ گمان یقین کے قریب تر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شکل اپنی پیا ہو سکتی ہے تو وہ شکل حضور ﷺ ہی کی ہو سکتی ہے تو ہم مست جائے است یعنی کے جام میں مست ہوئے وے بندے کسی بھی رنگ اور شکل کو اپنا مقصود بنا کر منزلِ مقصود تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ بسا اوقات ہمارے طریقے کو بہت لعنت ملامت اور دنیا کی رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر ہمارے مست جائے است یقین کی کامل بلندیوں پر ہوتے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ہم واحد پرست یا واحدانیت پرست ہوتے ہیں ہمارے ہاں دوئی نہیں ہوتی صرف یکسوئی ہوتی ہے۔ لہٰذا جو بھی راہِ طریقت کو اپنائے تو اس کے لیے عین واجب ہے کہ وہ اپنے عقیدے کو واحدنیت کی بنیاد پر قائم رکھے اور یکسوئی کے ساتھ اپنے من کے مسیحا کو اپنا خالق و مالک جانے یہی اصلوبِ

طریقت میں کمال حاصل کرنے کا طریقہ ہے کیونکہ جب تک یکسوئی نہیں ہوگی اس وقت تک یقین کامل نہیں ہوگا اور منزل کا حصول مشکل ہو جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ علم طریقت اور طریقت کی حقیقت سے آشنا فرمائے اور اس پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ جاننا چاہیے کہ طریقت، حقیقت اور معرفت میں ایک ہی چیز منبع محور ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ جس سے وابستہ ہیں اس کی ذات، اس کے قول، اس کے فعل، اس کی خو، اس کی خوشبو ان سب کو اپنانا بھی طریقت کی اصلاح میں معرفت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جو بھی راہِ سلوک میں قدم رکھے۔ اس کو اپنے فضل سے منزل مقصود تک پہنچائے کیونکہ یہ راہ بڑی کٹھن ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ اک آگ کا دریا ہے اور اس سے تیر کر جانا ہے۔ یہ آگ کا دریا کیا ہے، یہ اپنے زعم، اپنی صحبت، اپنے دماغ کی قیل وقال، اپنے دماغ کا فتور اور شرِ شیطانی، ان سب چیزوں کا مقابلہ ہی دراصل آگ کا دریا ہے جسے تیر کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کے صدقے میں اس راہ کے مسافروں کو صبر ورضا کے ساتھ، استقامت کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچائے، آمین۔

مجلس نمبر 9

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ: ''بے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے۔''

ہم نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسوۂ حسنہ میں عینِ فطرتِ انسانی کا مجموعہ کر کے قولاً فعلاً مکمل ذات حیات کے ساتھ ایک نمونہ بنایا ہے اور جس نے اس حسن کی پیروی کی بلاشک وشبہ وہ اپنی مراد کو پا گیا۔ پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں وہ حکمت ودانائی پنہاں ہے کہ جس نے اس کو سمجھ لیا اس نے بالیقیں خالق کو پالیا۔ ایک مرتبہ آقائے نامدار ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے تمام حاضرینِ مجلس سے پوچھا کہ ''اخلاص'' کیا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام آئیں گے، وہ بتائیں گے کہ اخلاص کیا ہے؟ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ سرورانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اخی علیہ السلام اخلاص کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ صدقے یا رسول اللہ ﷺ جو مجھے علم ہے اس کے مطابق اخلاص اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اب یہاں پر غور وفکر کا مقام ہے کہ جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اخلاص اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے تو گویا اگر کسی نے اخلاص کو پالیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے راز کو حاصل کر لیا۔ راز کے معنی چھپی ہوئی چیز کے ہوتے ہیں جو چھپی ہوئی چیز صرف قادرِ مطلق کی ہو اور کوئی بندہ بشر اس کے راز

کو پالے تو اس نے گویا اس کو پالیا۔ اخلاص زندگی کے تمام معاملات پر محیط ہے یعنی کہ اگر ہم کوئی عمل اختیار کرتے ہیں اگر اس میں اخلاص نہیں ہو تو وہ ہمارا ذکر بن جاتا ہے۔ عملی میں اخلاص کے معنی پر خلوص ہو کر یکسوئی، دل جمعی اور یقین کامل کی حد تک اس کی .... ذات میں محو ہو کر اس کی ذات کی طرف رجوع کرنا اخلاص ہے۔ اسی طرح اگر ہم عبادات، حج، خیرات اور روزے کرتے ہیں اور اپنے نفس کی خوشی کی خاطر ہمیں خوشی ہوتی ہے تو یہ خامیِ اخلاص ہے۔ اس میں اخلاص شامل نہیں ہے اور اگر ہم تمام عبادات ظاہری، باطنی، عملی، قولی، فعلی اور جسمانی کرتے ہیں اس چیز سے بے نیاز ہو کر کہ اس کا صلہ کیا ہے، اس کا صلہ ملے گا یا نہیں اس سے بھی ماورا ہو جائیں تو یہ یقیناً اخلاص ہے اور اس اخلاص کو تمام اخلاص پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ جب آپ عمل کرنے کے بعد اس کے نتیجے سے بے نیاز ہو جائیں تو یہی بات مقصود ٹھہرے گی کہ آپ کے پیشِ نظر صرف اللہ کی خوشنودی ہے اور یہی اخلاصِ کامل میں شامل ہے اور اس اخلاص کو تمام اخلاص پر فوقیت حاصل ہے۔ ایک جنگ کے دوران آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجاہدین کے لشکرِ جرار کے لیے سامان تیار کیا جائے تو تمام حضرات اپنے اپنے گھروں سے اجناس، لباس اور جانور لے کر حاضر ہوئے ان ہی میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو بہت صاحب حیثیت تھے۔ بہت سامان لے کر حاضر ہوئے۔ اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑ کر آئے ہو تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا جو بھی سامان تھا اس کا نصف لے آیا ہوں اور نصف گھر چھوڑ آیا۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اسی دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بمعہ سامان کے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے بھی یہی سوال دہرایا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو تو قربان جایئے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفیق پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

کہ جو بھی گھر میں سامان تھا اونٹ سے لے کر سوئی تک سب لے آیا ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا صدیق گھر والوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان گھر والوں کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑ آیا ہوں تو آقائے دو عالم ﷺ نے نہایت تبسم فرمایا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ٹاٹ کے لباس میں تھے۔ اتنے میں سیّدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ آپ علیہ السلام بھی ٹاٹ کے لباس میں تھے۔ اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اخی آج آپ کیسے لباس میں ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ میں ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ سب ٹاٹ کا لباس پہنیں گے کیونکہ مجھے صدیق اکبر کا اخلاص بہت پسند آیا ہے۔ اخلاص کا یہ عملی نمونہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے دکھایا کہ اخلاص کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی طلب کریں تو بغیر قیل وقال کے سب کچھ ان کے قدموں میں رکھ دیں یہی اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ زندگی کے تمام معاملات میں پیروی اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ہمیں چاہیے کہ اسوۂ رسول اکرم ﷺ پر جس قدر بھی ہو سکے عمل کرنے کی کوشش کریں۔ مثال کے طور پر سیدھے ہاتھ سے بیٹھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر تین گھونٹ میں پانی پینا چاہیے۔ اس طرح دس نیکیاں ملتی ہیں اور کپڑے بدلتے وقت آستین پہلے سیدھے ہاتھ پھر گلے میں اور آخر میں الٹے ہاتھ ڈالیں دس نیکیاں ملتی ہیں۔ کسی کا کنگھا استعمال ناں کریں اس سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ سوتے وقت دائیں کروٹ پر سونا چاہیے کہ یہ سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اس سے دس نیکیاں اور قلب کو نور بصیرت حاصل ہوتا ہے۔

جتنا ہو سکے باوضو رہیں کیونکہ صفائی نصف ایمان ہے اس سے بھی دس نیکیاں ملتی ہیں۔ مغرب کے بعد گھر میں جھاڑو نہیں دلوانی چاہیے کہ اس سے خیر و برکت دور ہوتی ہے اور جو ایسا کرتا ہے اس کے گھر سے رزق کی برکت اٹھالی جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان چھوٹی، سادہ اور پیاری پیاری سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 10

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ o
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ o

ترجمہ: ''تو جوایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔ اور جوایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔''

یعنی رائی کے برابر نیکی ہوگی تو اس کی جزا ملے گی اور رائی کے برابر بھی شر کا حساب ہوگا۔ خیر وشر کے اس فرق کو بیان فرما کر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ عمل دیا ہے کہ مسلمان خبردار و ہوشیار رہیں کہ ان کا ذرہ برابر بھی شر ہے تو اس کی سزا ہے اور ذرہ برابر بھی نیکی ہے تو اس کی جزا مؤثر ہے۔ اس آیت کریمہ میں خداوند قدوس نے ذرہ یعنی رائی کے برابر خیر وشر کے عمل کی حقیقت کو عیاں فرمایا ہے شر کی لامحدود اقسام ہیں اور اسی طرح جس نوعیت کا شر ہے اسی نوعیت کی سزا ہے، جس نوعیت کا خیر ہے تو اس کی بھی اس کے مطابق جزا موجود ہے۔ جاننا چاہیے کہ شر کیا ہے اور خیر کیا ہے ہر وہ عمل چاہے وہ قولاً ہو یا فعلاً جس کے ذریعے مخلوقِ خدا کو ایذا پہنچے وہ شر ہے اسی طرح ہر وہ عمل چاہے وہ قولاً ہو یا فعلاً اور چاہے کتنا ہی چھوٹا کیوں ناں ہو جس کے ذریعے سے مخلوقِ خدا کو اس سے ملے وہ خیر ہے۔ خیر کی ایک ادنیٰ مثال یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لیے مسکراہٹ صدقہ ہے۔ اسی طرح شر کے لیے ایک نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی زبان سے چھوٹے سے الفاظ کسی کے دل کو ٹھیس پہنچائیں تو وہ بڑا شر ہے کیونکہ تمام شروں میں بڑا شر یہی ہے کہ

کسی کا کسی بھی طرح دل مجروح کیا جائے یا اس کی دل شکنی کی جائے۔ اس کو بڑا شر اس لیے کہا گیا ہے کہ دل کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا گھر قرار دیا ہے۔ خیر کی بنیاد بے نیازی، رضائے خداوندی اور حسن خلق پر رکھی گئی ہے اور شر کی بنیاد بغض وعناد ہیں اور اس میں حسد جو ہے اس کو ایک بہت بڑی بیماری قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ حسد کی آگ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک لکڑی میں گھن لگ جائے اور اندر ہی اندر اسے ختم کر دے۔ بے عین یہی حسد ہے جو آپ کے تمام اعمالِ صالحہ یا عملِ خیر کو خاک کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ زندگی بھر کی کمائی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ حسد اگر روا رکھا گیا ہے تو تقویٰ میں یعنی اگر کوئی متقی ہے اور اسے دیکھ کر ہم یہ سوچیں کہ ہم اس سے زیادہ تقویٰ اختیار کریں گے اور اسی فکر میں لگ جائیں تو یہ حسد ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی ضمن میں قرآن میں ایک مثال اپنے برگزیدہ نبی سیدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بھائیوں کے مابین بیان کی ہے کہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سب بچوں میں حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو زیادہ چاہتے تھے یہ بات آپ کے بھائیوں کو ناگوار گزرتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کے بھائیوں نے دھوکے سے آپ کو ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا تھا جس کا بعد میں ان کے بھائیوں کو بہت افسوس ہوا تھا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی حکمرانی ملی تو آپ کے بھائی تائب ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔ حسد سے توبہ کریں کیونکہ تائب وہ ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمتوں سے نوازا ہے جو تائب نہیں ہوتے وہ ہمیشہ اپنی ہی آگ میں جل کر تباہ ہو جاتے ہیں اور ان کے پاس تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ ناں ہو گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے دلوں کو حسد سے دور فرمائے اور ہمیں اس بیماری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں خیر والوں میں شامل فرمائے کیونکہ اس حقیقت سے کسی بھی طور پر انکار ناممکن ہے اور حکم قرآن واضح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر خیر کے لیے جزا اور ہر شر کے لیے سزا رکھ دی ہے

اور ہم نے اپنے ہر شر کی سزا اور ہر خیر کی جزا پائی ہے۔ الّا اس کے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شانِ کریمی سے جسے چاہے معاف فرما دے۔ ایک چھوٹا سا خیر آپ کی زندگی کو رحمت خداوندی کے نزدیک کر دیتا ہے بشرطیکہ خلوص کے ساتھ کیا گیا ہو۔ اسی حوالے سے کہا گیا ہے کہ ایک مسلمان یا مومن دوسرے مسلمان یا مومن سے اپنا گمان احسن رکھے یعنی کہ اچھا گمان رکھنا بھی ایک خیر ہے۔ جس کی جزا خداوند کریم عطا فرمائے گا۔ کیونکہ شیطان کا حربہ انسان کے دماغ پر ہی ہوتا ہے کہ وہ دوسرے انسان کے لیے بدگمانیاں ڈالتا رہتا ہے۔ جب بدگمانیاں آئیں تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طرف رجوع ہونا چاہیے یہ بھی خیر ہے۔ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صدقے ہماری بدگمانیاں اور فساد کو دور فرمائے اور ہمارے دلوں اور دماغوں کو اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے نور اور محبت سے معمور فرما دے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 11

اتباعِ رسالت

اسلامی تعلیمات اور عبادات کا ایک بڑا منفرد مقام اور طریقہ کار ہے۔ عبادت عبد سے نکلتا ہے یعنی خداوند کریم کے ہر حکم اور ارشادات نبوی ﷺ کی مکمل اتباع کرنا ہی عبادت ہے اور عبادت کا ایک طریقہ نماز، تلاوتِ قرآن کریم اور کلماتِ قرآنی کا وِرد کرنا ہے۔ ہر عمل کی کوئی اساس ہوتی ہے، اصل ہوتی ہے۔ عبادت کی اصل یعنی مغزِ عبادت ''دعا'' کو کہا گیا ہے۔ دعا کے معنی التجا کرنا اور فریاد کرنا ہیں۔ جب کوئی بندہ عبادت کے بعد دعا مانگتا ہے تو اس کا مطلب ہوا کہ وہ اپنی انکساری، عاجزی اور محتاجی کا اظہار کر رہا ہے اور اپنے رب عزوجل کی عظمتوں اور قدرتوں کی بڑائی کر رہا ہے اور تمام عبادات کا اصل مقصد ہی یہی ہے کہ بندہ اپنی حقیقت سے آشنا ہو جائے اور صدقِ دل سے یہ تسلیم کرے کہ وہ عاجز و انکسار بندہ ہے اگر کوئی بندہ عبادت کے بعد دعا نہیں مانگتا تو یقیناً وہ خودسری اور خود فریبی میں مبتلا ہے اور اس کے اندر عبادت کا زعم ہے جو کہ مغرور ہونے کی نشانی ہے اور مغرور کسی بھی نوعیت کا ہو وہ رب العالمین کو پسند نہیں ہے اور اس کو اگر کچھ پسند ہے تو وہ صرف اخلاص اور عاجزی و انکساری ہے۔ بنائے کائنات سرورِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ جب معراج پہ تشریف فرما ہوئے۔ بارگاہِ لم یزل میں حاضری ہوئی پوچھا گیا کہ اے محمد ﷺ! دنیا سے ہمارے لیے کیا لائے ہو۔ آقا ﷺ نے عرض کیا کہ اے باری الہٰ! میں وہ لایا ہوں جو تیرے پاس

نہیں ہے حکم ہوتا ہے بھلا ہمارے پاس کیا نہیں ہے، عرض کرتے ہیں، اے ربِ کریم! میں اپنی اور اپنی تمام امت کی طرف سے تیری حضور عاجزی وانکساری لے کر آیا ہوں جو تیرے پاس نہیں۔ فرمایا گیا بے شک عاجزی وانکساری ہمارے پاس نہیں ہمیں سب سے زیادہ اپنے بندے کی عاجزی وانکساری پسند ہے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رب العالمین کو جو بندہ کی ادا پسند ہے وہ عاجزی وانکساری ہے۔ خداوندِ کریم ہمیں عجز کی دولت عطا فرمائے کیونکہ اس میں بندگی کی معراج ہے اور ہمیں ہر قسم کے غرور تکبر سے محفوظ فرمائے کہ اس میں ہمارے لیے خوف اور سزا ہے اور یاد رکھنا چاہیے کہ دعا مانگتے وقت جتنی خلوص اور عاجزی اور انکساری ہو گی وہ انشاء اللہ تعالیٰ اتنی جلدی فضلِ ربی حاصل کر کے مقبول ہو گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں مغز عبادت یعنی دعا کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں ایک افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ دور میں ہم اپنے دنیاوی کاموں کے واسطے اپنے افسران یا جن کے ہم اختیار میں کام کرتے ہیں یا جن کے اختیار میں وہ کام ہوتا ہے۔ ان کے آگے تو بہت منت سماجت کرتے ہیں۔ ان کی خوشامد کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ان کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں لیکن جب سارے جہانوں کے رب عزوجل کے حضور سر جھکاتے ہیں تو ہمیں بڑی بے زاری ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ اگر ہم مالک ومختارِ کُل کے حضور تمام تر عاجزی کے ساتھ اپنا سر جھکا دیں تو یقیناً ہمیں دین ودنیا کی سربلندی حاصل ہو جائے۔ خدوانِدیم ہمیں حق سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

مجلس نمبر 12

فیضانِ ولایت

خداوند ذوالجلال والاکرام نے اپنے خاص فضل و کرم سے امت محمدی ﷺ کو بے انتہا نعمتوں سے سرفراز کیا ہے ان ہی نعمتوں میں فیضانِ ولایت ایک نعمت ہے۔ فیضانِ ولایت یعنی اپنے مقرب بندوں کے ذریعے مخلوق کی اصلاح احوال اور راہِ حق کی راہنمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کے استعمال کا طریقہ سمجھنے کے لیے یہ نفوسِ قدسیہ بغیر کسی طمع کے صرف خوشنودیٔ خداوند کریم کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیتے ہیں اور خدمتِ خلق کرتے ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ ''ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو مسکرا کر دیکھنا بھی کارِ ثواب ہے۔'' ان ہستیوں نے ذات پات سے بے نیاز ہو کر ہر کسی کی دلجوئی اور ان کے غموں کو اپنا غم ان کی خوشیوں کو اپنی خوشی جان کر ہر قسم کی تکالیف ذلت و رسوائی کو برداشت کیا اور مخلوقِ خدا کو رحمت خداوندی سے اطمینان دلایا۔ زندگی کے ہر موڑ پر ہر سائل کو اپنی استطاعت سے بڑھ کر عطا کیا۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے اور حسنِ سلوک کو ہمیشہ روا رکھا۔ دیکھا جائے تو یہی اصل خدمتِ دین ہے کہ مخلوقِ خدا کی احسن طریقہ سے اصلاح اور ان کو رحمتِ خداوندی کے قریب کر دینا۔ یہی منشاء ایزدی ہے جو فقراء امت کیا کرتے ہیں اور حقیقی معنوں میں علماء باطنی یعنی اولیائے کاملین ہی سچے اور حق پرست ہوتے ہوئے وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق ہیں۔ بغیر کسی قیل وقال کے اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ صحبت اولیاء اللہ ہی اس دور میں سب سے بڑی نعمت ہے وہ لوگ خوش نصیب ہیں

جنہوں نے اپنی نسبتیں اولیاء اللہ کے سلاسل سے قائم کی ہوئی ہیں اور اپنی زندگی کو ان کے ارشادات کے مطابق بسر کرتے ہیں۔ جو اخلاص کے ساتھ کسی کے دامن سے وابستہ ہو جائے تو یقیناً اُس نے دنیا میں ہی دین کما لیا اور وہ سخت بدنصیب ہیں جو بے ادب اور گستاخ ہیں جو اولیاء اللہ یا سلاسل طریقت سے بغض رکھتے ہیں اور ان سے زیادہ وہ نا ہنجار ہیں۔ جو دعویٰ تو محبت اولیاء اللہ کا کرتے ہیں مگر اپنے نفس کی غلامی میں اکثیر ہوتے ہیں۔ خداوند کریم ہمیں اپنے قول اور فعل پر اخلاص عطا فرمائے۔ اولیاء اللہ اور سلاسل طریقت کی مکمل تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی اخلاص سے بھرا عقیدہ ہمیں اللہ اور اُس کے رسول کے قریب کرتا ہے۔ اس جہانِ فانی اور دوسرے جہاں میں بھی یہی نسبتِ کامل ہونیکی نشانی ہے کہ آپ کا نفس آپ کی تابعداری کرے آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی سچی محبت پیدا کردے اور آپ کو لگن لگ جائے، اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت کی، اور دنیا کے مادی خواص سے آپ کا دل و دماغ دور ہو جائے۔ خداوند کریم اپنے مقربین میں ہمیں شامل فرمائے اور صدق و اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 13

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا

ترجمہ: ''اور اللہ عز و جل کی رسی کو مضبوطی سے تھامو یعنی پکڑو۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رسی ذات محمد مصطفےٰ ﷺ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی ہے یعنی کہ دامنِ سرکارِ دو جہاں ﷺ کو تھام کر ارشاداتِ مصطفیٰ ﷺ اور احکاماتِ الٰہی پر کاملِ اطاعت اختیار کرنا ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔ اگر ہم صرف اور صرف اسی ایک نکتہ کو سمجھیں اور اس پر اخلاص سے عمل شروع کر دیں تو یقیناً ہماری زندگی کا محور بدل جائے ہم مکروفریب اور دامِ اسیر ظلماتِ نفس سے نکل کر حق بندگی ادا کرنے کے قابل ہو جائیں۔ فقراء امت کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ خود بھی اور جوان کے ساتھ ہو گیا اس بندۂ نفس کو بھی بندۂ خدا بنا دیتے ہیں۔ جب بندہ اپنے مالک حقیقی کا ہو جاتا ہے تو مالک بھی اُس کا ہو جاتا ہے۔ بندہ کا مالک کی طرف ہونا کمال نہیں بلکہ کمالِ رحمت یہ ہے کہ مالک بندہ کا ہو جائے۔ وہ بندہ بندہ ہوتے ہوئے بھی صرف بندہ نہیں رہتا بلکہ قربِ خداوندی سے اُن صفات وکمالات کا مجموعہ بن جاتا ہے جو صفاتِ لم یزل ہیں اور یہی ایک بندہ کی معراج ہے کہ اس نے اپنے مالک کو پالیا یا مالک نے اس کو اپنا بنا لیا۔ خداوندِ کریم اپنے فضل سے ہمیں عبدیت اور معبودیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں حقیقی معنوں میں عبدیت کے کمالات عطا فرمائے۔ بندے اور مولا کے رشتہ کا فرق اور امتیاز مکمل طور پر عیاں ہے بات صرف فکر اور غور کرنے کی ہے۔ جب بندہ اپنی حقیقت کو سمجھ لے گا تو وہ از خود خالق کو پالے گا۔ خداوند کریم حق سمجھنے کی اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 14

اَلا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب ؕ

وَاذْکُرُ اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ؕ

ترجمہ: ”خبردار اللہ کا ذکر ہی دلوں کا اطمینان ہے۔ اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اے عقل والو۔“

”اور خبردار اللہ عزوجل کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم متقی، پرہیزگار اہلِ تقویٰ ہو جاؤ۔“

ہر شے کی صفائی کے لیے کوئی شے رکھی گئی ہے۔ اگر ظاہری جسم میلا ہے تو اس کی صفائی پانی سے ہے۔ اسی طرح باطنی صفائی یعنی دل کی صفائی بہت ضروری ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ:

”اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے دلوں کا میل صاف ہو جاتا ہے۔“

جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ”صفائی نصف ایمان ہے“ تو یقیناً اس میں باطنی صفائی بھی ضروری ہے۔ ایک اور نکتہ ہے کہ ہر شے کو زندہ رہنے کے لیے اور زندگی کے دوسرے کاموں کے لیے غذا اور توانائی ضروری ہے۔ جس طرح ظاہری جسم کے لیے ظاہری خوراک بعینہٖ اسی طرح باطنی وجود یعنی روح اس کی بھی غذا ہے اور وہ غذا ہے نورِ خدا، نورِ خدا، ذکرِ خدا سے ملتا ہے۔ دل اور روح کو جتنا ذکر کے ذریعے قوی کیا جائے گا اتنا ہی نفسِ انسانی کمزور ہوتا جاتا ہے جب نفس کمزور ہوتا ہے تو روح قوی ہوتی ہے۔ انسان کثافت سے نکل

کر لطافت کی طرف جاتا ہے۔ جب لطافت کی طرف روح اور دل ہو جاتے ہیں تو ان پر معرفت کے فیضان جاری ہوتے ہیں جب معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے تو انسان کو رفعتوں کے مقام حاصل ہوتے ہیں یہ سب صرف جب ہی ممکن ہوتا ہے جب ایک مسلمان بندہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے یا ہمہ وقت وہ زبانِ دل سے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے ذکر کے کئی ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں زبان کو تالو سے لگا کر زبانِ دل سے ذکر کیا جاتا ہے جو مختلف درجات پر مختلف طریقہ سے کیا جاتا ہے جس کے ذریعے دل کو جاری یعنی زندہ کیا جاتا ہے یا دوسرے معنوں میں دل کو انوار و تجلیات سے منور کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے قلب اطہر پہ قرآن کریم کو نازل کیا گیا ہے اور دل ہی وہ مقام ہے جس کو خدا عزوجل نے کہا ہے کہ قلب مومن میں میرا گھر ہے۔ اس لیے ہمیں ہر حال میں دل کی حفاظت کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے اس کی حفاظت اور زندگی ہے۔ اولیائے کاملین پر احکامات خداوندی یا غیبی ارشادات کا القاء دل ہی پر ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ مخلوقِ خدا کی رہنمائی فرماتے ہیں اور جس دل کی آنکھیں کھل جائیں تمام عالم کے حجابات اس سے اٹھ جاتے ہیں۔ وہ شریکِ رازِ معرفت ہو جاتا ہے خداوندِ کریم اپنے محبوبِ کریم ﷺ کے صدقہ میں ہمارے دلوں کو نور سے جلا دے نورِ بصیرت عطا فرمائے اور اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 15

اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ،

○ وَاحِدُ الاحدُ لَاشَرِیْکَ لَہٗ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃَ

ترجمہ: ''اللہ کی شان عظمت بڑی کرم والی نام نا اس کو کسی نے جنا اور نا اس نے کسی کو جنا بلکہ وہ خود واحدِ بلاشبہ واحد کل ہے تمام عالموں کے غیبوں کو جاننے والا ہر نہاں اور عیاں کا۔''

اللہ تبارک وتعالٰی کی قدرتوں اور رحمتوں کو انسانی عقل وشعور اپنے ادراک میں نہیں لا سکتے۔ الاّ جسے وہ اپنی رحمتوں سے اذن عطا فرمائے۔ بندے کی تاب نہیں کہ وہ اس کی حقیقتوں تک رسائی حاصل کر سکے۔ ہاں مگر ایک راہ اس نے اپنے فضل سے ضرور متعین کی ہے۔ وہ راہ ہے اس کے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام، آپ ﷺ کے واسطہ جلیلہ سے انسان ضرور اپنے مولا تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور آج تک آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء ومرسلین نے بالواسطہ یا بلاواسطہ محبوب کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلامؐ کے ذریعے سے خالق کی رحمتوں کو پایا ہے۔ انبیاء ومرسلین کے بعد صحابہ کرام پھر تابعین وتبع تابعین واولیائے امت جس نے بھی اگر معرفتِ خداوندی حاصل کی تو ذاتِ محمد رسول اللہ ﷺ کے توسّل سے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خداوندِ کریم کی ذات کو ماننے اور جاننے کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اس کے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیروی اور اطاعت کے بغیر اس کی معرفتوں سے فیضیاب ہونا ممکنات میں سے ہے۔ جو بھی خدا تک رسائی چاہتا

ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ پہلے اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تک رسائی حاصل کرے۔ اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تک رسائی کا آسان نسخہ خداوند کریم نے عطا فرمایا کہ میرے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر کثرت سے درود وسلام کے نذرانے بھیجو اور میرے محبوب ﷺ کے فرمان کی اطاعت کرتے ہوئے میرے احکامات کو بجالاؤ پھر مجھے کثرت سے یاد کرو یعنی میرا ذکر کثرت سے کرو۔ دنیا کے تمام روز وشب کے کام اپنی جگہ مگر یادِ خداوندی اپنی جگہ ہے یعنی ''دست بہ کار اور دِل بہ یار'' ہونا چاہیے یعنی اپنے دلوں کو رسولِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی محبت سے روشن کرلو پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کو تابندہ کرو یہی اصل معرفت ہے اس کے لیے رہبرِ کامل کی ضرورت ہوتی ہے بغیر رہبر کے مثال اس گاڑی کی سی ہے جس میں انجن نہ ہو خداوندِ کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صدقے میں ہمیں اسلوب طریقت ومعرفت سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 16

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . اَللّٰہُ مَالِکُ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ترجمہ: ''اللہ نور ہے زمین و آسمان یعنی آسمانوں اور جہان کا۔ اللہ خالق بنانے والا عام شے کا اور اللہ مالک کل ہے تمام اشیاء کا اور ساری حمد و ثنا ہے تمام جہانوں کے بنانے والے ربّ جو تمام عالمین کا رب ہے۔''

طریقت کی اصلاح میں بیعت کے لفظی معنی بیع ہے یعنی کہ بک جانا۔ جب کوئی شخص مرید ہوتا ہے، بیعت کرتا ہے تو وہ اپنے مال و جان اور عزت و آبرو سب کا سودا کر لیتا ہے یعنی اب وہ غلامی کی حالت میں ہے وہ محکوم ہے اور جس سے بیعت کی ہے وہ حاکم ہے وہ مالک ہے اور مالک کے حکم کی پیروی ہر حالت میں غلام پر واجب ہوتی ہے کیونکہ غلام کو اب اختیار نہیں کہ وہ اپنی مرضی یا اپنی زندگی کے کوئی فیصلے کر پائے۔

اجازت نہ دی گئی ہو۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ:

''اے ایمان والو! تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنا مالک و مولا جانو۔''

جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا تو ان کی جانیں اللہ عزوجل اور رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی امانت ہیں۔ بے یقینی ہی اسی طرح مرید کی جان مشائخین کے لیے امانت ہیں۔ اگر کوئی امانت میں خیانت کرتا ہے تو وہ خائن کہلاتا ہے

یعنی کہ بددیانت داری کا ثبوت دیتا ہے۔ بددیانتی ظاہر کرتی ہے قول و فعل کے تضاد کو یعنی کہ نفاق اور طریقت میں نفاق بالکل روا نہیں ہے کیونکہ جب بیعت کر لی گئی اور اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دیا گیا تو پھر اپنی ذات کی نفی کر دی جاتی ہے اسی کا نام بیعت ہے۔ یعنی کہ بک جانا کسی کے نام پر اپنے آپ کو بیچ دینا اور یہ امر سراسر عملی مظاہر کا عکاس ہوتا ہے کہ حقیقت میں طالب و مطلوب کے درمیان جو رشتہ ہے وہ کتنا مضبوط ہے اگر مضبوط اور حقائق کے مطابق ہے تو بے عین ہی وہ بامرادی کی منزل پر ہے۔ ورنہ رانگاہِ درگاہ ہے کیونکہ جب کوئی کسی کے ہاتھ پر بیعت ہوتا ہے تو بیعت کرنے والے پر بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس شخص کی اصلاح نفس کرے اور اس کے اندر جذبۂ محبت پیدا کرے اور کل قیامت کے دن اس کی شفاعت تاجدار دو جہاں اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرے تاکہ اس کو آقائے دو جہاں ﷺ کی شفاعت کاملہ میسر آ سکے کیونکہ یہ وہ واحد رشتہ ہے کہ جو اس عالم سے کٹ جانے کے باوجود روز قیامت سب سے پہلے ظاہر ہوگا اس لیے اس رشتہ اور نسبت کو دنیا کے تمام رشتوں پر فوقیت اور افضیلت ہے۔ اللہ کریم اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں ہماری اصلاح فرمائے اور ہمیں طریقت کی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 17

عبدیت

ہمیں اپنے آباؤ اجداد سے جو تعلیم ملی ہے اس کے مطابق عبادات میں اعلیٰ عبادت بندگانِ خدا سے محبت اس کے بعد اخوت و درگزر اور اس کے بعد احسان مندی، یہ سب عبادات میں شمار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جب آپس میں حسنِ سلوک اور محبت سے پیش آتے ہیں تو اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ تخلیق آدم علیہ السلام اور نسلِ آدم علیہ السلام کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور حسنِ سلوک کریں اور اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت پیش کریں کیونکہ انسان و حیوان میں جو فرق ہے وہ شعور اور آگہی کا ہے۔ ورنہ کھاتے انسان بھی ہیں اور حیوان بھی اور ضروریات زندگی جس طرح انسان کے ماحول میں ہے اسی طرح حیوانات کے ضروریات زندگی ان کے ماحول کے مطابق ہے۔ ان کی فطرت الگ ہے اور انسان کی فطرت الگ ہے۔ یہ ایک امتیاز ہے جو انسان اور حیوان کے درمیان ہے۔ اسی ناطے انسانیت کو روا رکھتے ہوئے انسان کو انسان سے پیار کرنے کی تعلیم اور غصے کی حالت میں کسی سے غلطی سرزد ہونے پر سزا دینے کے اختیار ہونے پر بھی معاف کرنا عفو و درگزر ہے یہ انسانی کمال کو ظاہر کرتا ہے۔

بندے کا دوسرے بندے پر احسان کرنا اس کے لیے فرمایا گیا ہے کہ اے لوگو! اگر تم پر کسی وقت میں کسی نے احسان کیا ہے تو تم اس کے شکر گزر بن کر رہو اگر تم اس بندے کے شکر گزر بن کر رہو گے تو یقیناً میری رحمتوں میں حصہ پاؤ گے اور تم میرے شکر گزر بندو میں

شامل کیے جاؤ گے۔" یعنی دوسرے معنوں میں اگر بندہ بندے کا شکر گزار نہیں تو وہ اپنے رب عزوجل کا نافرمان ہے وہ کبھی بھی شکر گزار نہیں ہوسکتا یہاں پر ایک اور بات کی وضاحت ہے کہ جہاں احسان کرنا اعلیٰ صفت اور احسان تعلیم کرنا اعلیٰ وصف ہے۔ وہاں پر احسان جتلانا اور احسان سے منحرف ہونا یہ تکبر اور کم ظرفی کی علامت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کریم ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کہ جب جہاں فانی سے وصال فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جو احسان تھا میں نے سب کا اللہ کے حکم سے چکا دیا ہے۔ الّا ابو بکر کا احسان وہ میں نہیں چکا پایا وہ خداوند کریم خود قیامت کے دن اس احسان کا بدلہ عطا فرمائیں گے۔ اس لطیف نکتہ سے یہ واضح اشارہ ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اگر کوئی احسان کا بدلہ ناں اتار سکے تو وہ کم از کم ممنونِ احسان تو رہے کہ فلاں نے فلاں وقت میرے ساتھ کیا ہے یعنی کہ احسان فراموش ناں کرے یہ گو کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر ان میں دین کی روح پنہاں ہے اور احسان کئی قسموں کے ہیں۔ احسان صرف یہ ہی نہیں کہ کوئی کسی کے مال سے مدد کرے احسان یہی نہیں کہ کوئی کسی کی جان بچائے بلکہ احسان یہ ہے کہ کوئی کسی کو حق اور سچی راہ کا پتہ بتائے اور اگر کوئی رو رہا ہو تو اس وقت اس کو تشفی دے اور جب کوئی مشکلات میں گھرا ہوا تو اُسے تسکین دے یہ سب احسان ہے۔ گو کہ دیکھنے میں بہت چھوٹے ہیں مگر وزن میں بہت بڑے ہیں بس اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی تعلیمات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

مجلس نمبر 18

اطاعتِ رسول ﷺ

خداوند کریم نے اہلِ اسلام کو جن اوصاف وفضائل اور کمالات سے نوازا ہے وہ دیگر کسی اور مذاہب کو نہیں۔ ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی دولت قوت ایمانی کی ہے اور ایمان کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ تقویٰ کے معنی ہوتے ہیں کسی بھی عمل پر قائم ہو جانا یعنی عمل صالح پر احکاماتِ خداوندی اور ارشاداتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونا۔ مگر اصل معنی تقویٰ کے یہ ہیں کہ جو عمل کیا جارہا ہو وہ صرف اور صرف رضا وخوشنودیٔ خالق کے لیے ہو۔ اور اس پر بغیر کسی کے عمل ہو رہا ہو۔ اس بات سے بے نیاز ہو کر کہ میری ذات کو اس کا کوئی فائدہ یا نقصان ہے یا نہیں یعنی للّٰہیت کی بنیاد پر جو بھی عمل اختیار کیا جاتا ہے وہ تقویٰ ہے اور تقویٰ ہی اصل قوتِ ایمانی یا دوسرے معنوں میں روح کی غذا یا روح کا نور ہے۔ اہلِ ایمان کو مومن کہا جاتا ہے مگر یہاں ایک لطیف اشارہ دیا جارہا ہے کہ خدا کی قسم وہ اس وقت تک مومنِ کامل نہیں ہو سکتا جو مجھے یعنی رسولِ کریم ﷺ کو اپنے ماں، باپ اپنی آل اولاد اور اپنی مال و جان سے زیادہ عزیز نا رکھے۔ یعنی کہ اصل ایمان محبت اور عشقِ رسول کریم ﷺ ہے اور جس دِل میں محبت اور عشقِ رسولِ کریم ﷺ سما جائے وہ دل مصفا نور ہو جاتا ہے جب دل پُرنور ہو جائے تو از خود للّٰہیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی متقی ہونے کی نشانی ہے۔ جس دل میں تاجدارِ دو عالم ﷺ کی محبت ہو وہ نور علی نور ہے۔ وہاں ظلمات نہیں ہوں گے یا نفس کا غلبہ نہیں ہوگا اور جہاں نفس کا غلبہ نہیں ہوگا۔ وہاں شانِ مومن ہوگی۔ آقا ﷺ کی محبت کے

لیے آ قا صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق کو اپنانا ہو گا اور حکم خداوند کی اطاعت کرتے ہوئے صدق کے ساتھ آ قا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے پر ہمیشہ قائم رہنا ہو گا۔ خداوند کریم ہمیں ایمان کامل حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو اس راہ کی رہبری کرتے ہیں ان کی توقیر اور عزت اور ان سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جاننا چاہیے کہ راہِ طریقت میں پہلا قدم ہی آخری سیڑھی تک لے جاتا ہے مگر اس وقت جب یقینِ کامل کے ساتھ اطاعتِ شیخ کی جائے۔ یہ دنیا فانی ہے یہ دارِ عمل ہے عمل کا دارو مدار نیت پر موقوف ہے یعنی ارادے میں اخلاص کامل ہونا۔ خداوند کریم ہمیں اصل ایمان کی سرمدی دولت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 19

انوار وتجلیات

تمام تعریفیں اور توصیفیں اس ذاتِ واحد کے لیے ہیں جو سبحان الملک القدوس ہے۔ سبحان کے معنی ہوتے ہیں وہ طاقت کہ جس کی پرواز کی کوئی انتہا ناں ہو۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اے ایمان والو! تم آپس میں ایک ہو جاؤ اور تفریق مت پھیلاؤ۔ کیونکہ جماعت پر حق تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ جس مقام پر رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام پیش کرنے کی محفلوں کا انعقاد ہوتا ہے وہاں رحمتوں اور برکتوں کی بارشیں ہوتی ہیں اور انوار وتجلیات کی برسات ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وسعتوں، قدرتوں اور کمال کا کوئی ذی شعور ادراک نہیں کرسکتا۔ الاّ اس کے جس کو اُس نے اپنے اذن سے فضل سے یہ منصب عطا کیا ہو، عنایت کی ہو۔ اللہ عزوجل کی عنائتیں اور فضل بے شمار ہے اس کا شمار ناممکن ہے۔ اس کا ہم پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ ہمیں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی امت میں پیدا فرمایا اور محبوب بھی وہ جو اصل بنائے کائنات ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا متبرک پانی ان کے لبوں سے بچا ہوا پانی پیا اور یہ ام المؤمنین حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طفیل سے ہوا۔ ایک روز آپ علیہ الصلوٰۃ والسّلام وہاں تشریف لائے اور پانی نوش فرمایا اور بچے ہوئے پانی کو فرمایا اسے رکھ لو، میں چھوٹا تھا میں نے وہ بچا ہوا پانی پی لیا اس پانی کے پینے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ میرے تمام حجابات ختم کر دیئے جن کی بدولت فقیر کو معرفتِ

خداوندی اور معرفتِ محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حاصل ہوئی۔ وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کو زیارت رسول اللہ ﷺ ہوتی ہے۔ اور وہ ان کے فیضان سے مستفیض ہوتے ہیں۔ ہم نے جو حقیقت میں اللہ عزوجل کا قرب حاصل کیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے ساتھ بہت محبت ہے۔ جس کا ثبوت بارہا قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی خاص حقیقت کے جلوؤں سے مستفیض فرمائے۔ ہمارے قلب ونظر، ہماری سوچ وعمل کو آپ ﷺ کے احکامات کی تکمیل کے لیے منتخب فرمائے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم دنیا کے ساتھ آخرت کی بھی بلندیاں حاصل کرسکیں کیونکہ یہ بھی امر ربی ہے کہ دنیا جو عالم کا دار السلام ہے وہ بھی ان نعمتوں سے مستفیض ہوتی ہے۔ معارفت میں اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ہر حکم کی بغیر کسی حیل وحجت کے پیروی کرنے پر موقوف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے روضۂ مبارکہ کی زیارت اور حاضری نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 20
حق اور باطل

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ اپنی تمام قدرتوں اور صفاتوں میں یکتا ہے اور اسی نے اپنی قدرتِ کمال سے تمام مخلوق کو تخلیق کیا ہے۔ تمام مخلوقات کا مالک ومختار اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اور اسی کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کسی کی بادشاہی نہیں۔ تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام شہنشاہوں کا وہ شہنشاہ ہے مگر اس کے باوجود وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ نہایت رحم و کرم فرمانے والا ہے۔ جاننا چاہیے کہ کل عالم میں دو طرح کے دوست پائے جاتے ہیں ایک دوست رحمانی اور دوسرے دوست شیطانی۔ بندے تو سب خداوندِ کریم کے ہیں لیکن جو حقِ بندگی ادا کرتے ہیں اس کی تعلیمات اور احکامات کی تعمیل کرتے ہیں بلاشک وشبہ وہ زمرۂ رحمانی میں ہیں اور جو بندے، بندے ہونے کے باوجود اپنے نفس کے بندے ہیں۔ ان کا شمار شیطانی دوستوں میں ہوتا ہے اس کے علاوہ کائنات میں اور کوئی بڑی حقیقت نہیں۔ یہی حقیقت، حقیقت اعلیٰ ہے کہ دو طاقتیں برسرِ پیکار ہیں ایک خداوند کریم کی رحمانی طاقت اور دوسری شیطان لعین کی قوت۔ گو کہ خداوند کریم کی قوتوں اور قدرتوں کا کوئی مدِ مقابل نہیں مگر اُس نے بنی نوع آدم کے امتحان کی خاطر یا حق اور باطل کی تمیز کے طور پر شیطان کو چھوٹ دے رکھی ہے۔ یا اس کی رسی کو دراز کیا ہوا ہے۔ انسان کو عقل و آگاہی یعنی اس کو دماغ عطا کر کے اور اس کو مکمل شعور عطا کر کے فیصلہ انسان پر ہی چھوڑا گیا ہے کہ اب وہ کس زمرے میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اس کو آزادی ہے کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ سب کچھ

اللہ عزوجل کی طرف سے ہوتا ہے، انسان اچھائی اور برائی اللہ عزوجل کی طرف سے کرتا ہے تو یہ سراسر غلط عقیدہ ہے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فیصلہ کرنے کی قوت عطا فرما کر ایک آزادی دی ہے کہ اب وہ اپنے عقل وشعور کے مطابق فیصلہ کر کے راہ اختیار کرے اور اسی بناء پر سزا اور جزا کو رکھا گیا ہے۔ صرف یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی حیثیت کو یوں ظاہر کیا کہ شیطان لعین کو چھوٹ دی کہ وہ جتنی گمراہی اور شر پھیلا سکتا ہے پھیلا لے اور جب اور جس وقت میں چاہوں گا اس کے شر و فساد کو منٹوں میں غارت کر دوں گا۔ شیطان کا سب سے بڑا حربہ انسانی دلوں میں فتور پیدا کرنا ہے۔ فتور کی بنیاد پر دنیا آپس میں تفرقے اور ذاتی گروہ بندیوں میں تقسیم ہوئی ہے مگر جو اپنے عقل وشعور کو حکم خداوندی کے مطابق استعمال کرتے ہیں بلاشک وشبہ وہ اللہ عزوجل کی رحمتوں کے امیدوار ہوتے ہیں۔ اسی بناء پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادات سے زیادہ حقوق العباد کو فوقیت دی ہے کیونکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق آپس میں مل جائے، مل جل کر رہے۔ محبت اور کے ساتھ رہے۔ جب کہ شیطان لعین اس کے خلاف عمل پیرا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ عزوجل کے بندوں کے ساتھ درگزر اور محبت کا برتاؤ کرنا عین اطاعت خداوندی ہے اور عبادات میں بڑا درجہ ہے۔ اسی لیے اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ کل قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کا حسنِ اخلاق بلند ہوگا۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ قیامت میں وہ میرے نزدیک ہوگا جس کی عبادات زیادہ ہوں گی۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جن کا دنیا میں حسنِ اخلاق بلند ہوگا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا عین کلید از روحِ قرآن ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر قولی ہر فعلی ہدایت آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا سب عین اللہ کے مطابق تھا یہ خود قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ حسنِ اخلاق کی کتنی بڑی فضیلت ہے کیونکہ افراد سے معاشرہ اور معاشرے سے

قومیں بنا کرتی ہیں۔ اگر ہم انفرادی طور پر اپنے اخلاق کو درست کرلیں تو سب سے پہلے جس گھر میں ہم رہتے ہیں وہی گھر دنیا میں ہمارے لیے جنت کا نمونہ ہو جائے اور اخلاق ہی ایسی نعمت ہے جس کی وجہ سے آپ دل و دماغ میں کسی کے لیے بغض وعناد اور نفرت پیدا نہیں ہوتی یا آپ اپنی ذات میں انائیت کا شکار نہیں ہوتے۔ اخلاق آپ کے دماغ کو کشادہ کر دیتا ہے۔ حسنِ خلق پر سختی سے کوشش کر کے عمل کرنا چاہیے تاکہ ہمارے اندر سے اپنی ذات کا خول جو کہ انائیت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس سے باہر آجائیں تب یقیناً ہم اچھے انسان اور ایک اچھے بندے بن سکتے ہیں جب ہم اچھے بندے بن جائیں گے تو ہمارے خاندان بھی اچھے ہو جائیں گے اور ہماری قومیں بھی اچھی ہو جائیں گی۔ ہماری زندگیوں کے لیے بہترین نمونہ حسنِ خلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں ہے۔ جس طرح روٹی کمانے اور کھانے اور کپڑے اور گھر کو سجانے کے لیے ہم کوششیں کرتے ہیں اسی طرح اگر ہم کوشش کریں تو حسنِ خلق پر عمل کیا جا سکتا ہے اس میں ہماری دنیا میں بھی عزت اور آخرت میں بھی عزت ہے۔ سرکارِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کے مطابق ہر چیز بالکل عیاں ہے کہ والدین و بچوں کے کیا فرائض ہیں۔ بہن بھائیوں کو آپس میں کیسے رہنا ہے۔ محلے داروں، قرابت داروں کو کس طرح رہنا چاہیے یعنی زندگی کے تمام رشتے یہاں ہیں۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام بچپن سے لے کر ہر آن مکمل ترین نمونہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیارے نواسہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ میرا بیٹا حسنؓ ایک ایسے وقت جب میری امت تفریق میں مبتلا ہونے لگے گی تو اس وقت یہ امت کو تفریق سے بچائے گا۔ لہٰذا حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا ور مدینے کے مسلمانوں نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر چن لیا، آپ نے چھ ماہ خلافت راشدہ کی ذمہ داریاں بحسن وخوبی سرانجام دیں۔ چھ ماہ کے دوران آپ کے علم میں یہ بات آئی کہ شام اور کوفہ کے حاکم مروان بن حکم نے لوگوں میں بغاوت پھیلائی اور

سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجبور کیا وہ مسلمانوں کی امارات کو سنبھالیں کیونکہ کاتبِ وحی اور جن کے لیے جنت کی بشارت آئی ہے اور وہ صاحب علم ہیں تو ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو امارات سنبھال لینی چاہیے۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ آپ کی محبت میں دارالسلام کے مرد جنگ وجدل کر کے اپنا خون بہانے کے تیار ہو رہے ہیں تو آپ کو اپنے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بشارت یاد آئی جو آپ ﷺ نے بچپن میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمائی تھی لہٰذا آپ نے امیر معاویہ کو طلب فرمایا کہ آپ اعلان فرما دیں لوگوں کو سمجھائیں کہ وہ جنگ وجدل نہ کریں کیونکہ حسن مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسۂ رسول اللہ ﷺ اقتدار سے سبکدوش ہوتا ہے اور آپ کی قابلیت ولیاقت اور قربت رسول ﷺ کی وجہ سے آپ کو تمام مسلمانوں کے لیے امیر منتخب کرتا ہے۔ آپ نے صرف اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے کہ خلفائے راشدین نے جو امہات المومنین اور اہلِ بیت کرام کے لیے نان و نفقہ مقرر کیے ہیں وہ اسی طرح جاری رکھے جائیں اور اہلِ بیت کرام کو کسی بھی قسم سے تنگ ناں کیا جائے یا ان کو اپنا مخالف ناں سمجھا جائے کہ وہ اقتدار پر قبضہ کر لیں گے اگر ہمیں اقتدار پر قبضہ کرنا ہو تو اس وقت لاکھوں جانثار موجود ہیں۔ اس لیے ہم یہ اقتدار آپ کو منتقل کرتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ جب آپ محسوس کریں کہ آپ کا وقت قریب ہے جس کی وجہ سے امورِ سلطنت چلانے سے مجبور ہوں تو تمام اعلان کروائیں اور مسلمانوں کے صاحبِ علم امیروں کو جمع کر کے مجلس شورہ اور اتفاق رائے کے ساتھ جو اہل ہو منصب کا اس کو اقتدار منتقل کر دیں۔ آپ نے از خود کسی کو جانشین نہیں بنانا ہے کیونکہ خلافت کا نظام مشاورت کے ذریعہ ہے۔ اسلام میں ملوکیت نہیں ہے مگر صد افسوس اس طرح نہیں ہوا اور یہ نظام اسلام کے حکمرانی کے اندازِ فکر میں اہلیت کی بجائے ملوکیت شامل ہوئی۔ حق تعالیٰ اہل علم کو اسلامی اقدار کے طریقہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 21

بیعت کی ضرورت

اللہ عزوجل شانہ نے فلاح انسانی اور ارتقاء انانیت کے لیے رشد و ہدایت کا ایک عظیم سلسلہ بشکل انبیاء المرسلین تا خاتم النبی رسول کریم تک اور آپ کے بعد بھی تا قیامت صالحین و عارفین کے وسیلہ سے یہ رشد و ہدایت فضلِ خدا کا یہ طریقہ تا قیامت انشاء اللہ جاری و ساری رہے گا مگر اس فضل کو حاصل کرنے کا جو طریقہ رسول کریم کی طرف سے جاری ہوا۔ اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے جس کی تائید قرآن کریم میں ہے:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ و جاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون

یعنی اے ایمان والوں۔ اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (جس کی بدولت تمہیں اس کا قرب حاصل ہو)

اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہاں اس آیت میں، وسیلہ سے مراد نہ تو ایمان ہے کیونکہ ایمانداروں سے تو پہلے ہی خطاب ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ وہ تقویٰ میں ہے اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں کیونکہ جہاد بھی تقویٰ میں داخل ہے۔ پس متعین ہوگیا کہ وسیلہ سیم راد۔ ارادت و بیعت مرشد ہے پھر اُس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت۔ ہے ذکر اور فکر میں، تا کہ فلاح

حاصل ہو۔(القول الجمیل)

اہلِ سلوک اس آیت کوسلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کو جانتے ہیں حقیقی معرفت کے لیے مجاہدہ سے پہلے مرشد کا ڈھونڈنا ضروری ہے اور کوئی شک نہیں۔ مرشدِ کامل اللہ تعالیٰ کے راستہ کا وسیلہ ہوتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

تو جانتا ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے جس سے تو خدا تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف پہنچنے کا راستہ سیکھے اور اس راستہ میں تو اس سے اعانت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

ان الذین یبا یعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم ط

ترجمہ: ''بے شک وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں میں اللہ کا دستِ قدرت ہے۔''

بزرگانِ طریقت نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ایک بیعت کی اصل ہے اور اس کی روشنی اور رسول کریم ﷺ کی نیابت میں صحیح شجرہ وسلسلہ کے ساتھ بزرگانِ طریقت کے ہاتھوں پر بیعت سنت ہے۔

اور عین قران وسنت کی روشنی میں بیعت ثابت ہے۔ حضور رسول کریم ﷺ حضرت صحابہ کرام علماء امت واولیاء ملت رضی اللہ عنہم سے منقول اور معمول ہے۔ مرشد کامل بارگاہِ لم یزل میں قرب کا وسیلہ ہے اور اس سے وابستگی حفاظت ایمان کی ضامن ہے۔ حق تعالیٰ ہمیں عارفین کی اطاعت اور ان سے وابستگی عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

مجلس نمبر 22

وحدانیت بتوسل رسالت

اللہ رب العالمین وحدہٗ لاشریک از خود مالک مختار ہے جب عرض وسماں کون و مکاں نہیں تھا جب بھی وہ تھا اور جب کوئی نا ہوگا تب بھی ہوگا عدم سے جب اس نے چاہا کہ جانا جاؤں تو اپنی تمام تر قدرتوں کو اوصافوں کو یکجا کر کے اختیار کن فیو کن فرما کر تشکیل کائنات فرمائی پھر اپنی حکمتیں قائم فرمانے کے لیے اپنے اوصاف خاص سے انبیاء والمرسلین کے ذریعہ اپنی قدرتوں کو روشناس کرایا، اس روشناسی اور آ گہی کے لیے تخلیق آدم علیہ السلام ہوئی اور آدم کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف دیا گیا یہ صف دو وجہ سے ایک کی عرض وسماں میں اپنا نائب اور دوسری وجہ عقل شعور ادراک ساتھ ہی یہ، اصول قائم فرما کہ وحدانیت کا اقرار بتول رسالت ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں اللہ کو مانتا ہوں مگر رسولوں کو نہیں یہ کھلی ہوئی گمراہیت ہے کیونکہ اللہ کی توحید کا قائل عزازیل یعنی ابلیس پہلے بھی تھا۔ تکمیل آدم کے وقت بھی جب لعنت کا طوق گلے میں پڑا پھر بھی تھا اور آج بھی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے لازمی کہ اچھی طرح سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کی وحدانیت رسالت کے اقرار کے ساتھ ہو ورنہ بصورتِ دیگر صرف یہ کہنا کہ ہم خدا واحد کے ماننے والے ہیں یا صرف حکم خدا کے تو یہ وحدانیت رحمانی نہیں بلکہ وحدانیت شیطانی ہے۔ خدا کو اُس طرح جانو اور مانو جس طرح ماننے کا حکم ہے یہ کوئی ماننا نہیں ہوتا۔ منشاء ایزدی کے خلاف مانا جائے اللہ

کا دین کامل دین اسلام ہے اور اسلام فطرت کے عین مطابق ہے۔ فطرت کہتی ہے کہ مثالی صورت سامنے ہوتا کہ اطاعت و تابعداری کرے۔ اللہ کی ذات ارفع اس سے ماوراء ہے اس لیے ارتقاء یعنی وحدانیت کو عام کرنے کے لیے انبیاء و مرسلین وسیلہ وحدانیت کے نمونوں کے طور پر ظہور پذیر ہوتے رہے اللہ کی ذات کا موجود ہونا دراصل نظر آنا ایک لحاظ سے وحدت الوجود اور اس کی صفات کا مختلف انداز میں ظاہر ہونا وحدت الشہود کے زمرے میں آتا ہے۔ حق تعالیٰ اپنی معرفت سے ہمارے قلوب کو آشناء فرمائے اور ذات واحد لم یزل کا مفہوم وحدانیت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس نمبر 23

کی محمد ﷺ سے وفا تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

آئینہ دیکھیں تو بہتر ہے

ہم یوں تو خداوندِ غفور الرحیم کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے ہمارے عقائد کا دارومدار حکم خداوندی اور ارشاداتِ نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے پر ہے عمل کا دارومدار ارادہ یعنی نیت پر موقوف ہے۔ اگر ارادہ نیک تو عمل بھی نیک اور اگر ارادہ بد تو عمل بھی بد اور اگر مسلسل ارادے بد ہی ہیں تو خدانخواستہ ناقص اور نیک ارادہ کامل کا مظاہرہ اور ایمان کامل کی دلیل ہے آج جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے بلکہ ہم خود ہی کر رہے ہیں ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر صرف اور صرف پستی کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ نا ہی من حیث القوم ہماری برتری باقی رہی اور نہ ہی صاحبِ ایمان شانِ مومن والی روشنی باقی رہی آخر کیوں؟ اگر تھوڑا سا غور کریں تو اس کیوں کا جواب فوری مل جاتا ہے وہ سیدھا سا جواب ہے کہ ہم مادیت پرستی میں اپنے اصول اپنی شخصیت اپنے انفرادی و اجتماعی تشخص، اپنے ضمیر ان سب کو فروخت کر چکے ہیں۔ جھوٹی شان و شوکت کے لیے جس نتیجہ میں ہماری حالت بالکل اس طرح سے ہے نہ خدا ہی ملا اور نہ وصالِ صنم، نہ اِدھر کے رہے اور نہ اُدھر کے۔ اس کے باوجود طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ہم کسی بھی

طور پر اپنی غلطی اور کوتاہی کو تسلیم کرنے سے قاصر ہی نہیں بلکہ ہٹ دھرمی کی حد تک انکاری ہیں اپنی خواہشاتوں کے پہاڑوں کے نیچے دبے ہوئے اور ہم فکر و عمل کے محور حقیقی سے بالکل بے گانہ ہو چکے ہیں اب ہمیں کسی بھی رہبر کی رہنمائی کی ضرورت نہیں کسی ناصح ، کسی روشنی کی ضرورت نہیں ۔ اس لیے کہ رہبری کے لیے اپنے نفس کو اپنا اور آقا اپنا امام بنا رکھا ہے اور روشنی کے لیے مادیت کی چمک دمک کو اپنے لیے روشنی کا مینارہ سمجھ لیا ہے اور اپنی بستی کو اپنی معراج ، فنا ہونے والی زندگی اور فنا ہونے والے سامان کو ہی اسبابِ جاودانی سمجھ لیا ہے لیکن یہ آخر سب کچھ کب تک چلے گا۔ قول اور فعل کی یہ تفریق جس نے ہمیں اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے کہ جہاں صرف تباہی و بربادی کے بھیانک سمندر ہمارے منتظر ہیں اور اگر ہم ابھی اور اسی وقت نہیں رکے ، واپس نہیں پلٹے تو اپنی ذلت آمیز عبرتناک موت اور آنے والی نسلوں کے لیے سیاہ تاریخ رسوائی اور سامانِ خودکشی ہی چھوڑیں گے اگر ہم اپنی زندگی گزارنے کے ہر انداز کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہر سمت ہر زاویہ ہر طرح ہم نے انسانیت کی تذلیل کی ہوئی ہے علویت انسانی کو پامال کر رکھا ہے وہ نعمت جس نے انسان کو حیوان سے ممتاز کیا، افضل کیا، عقلِ سلیم اور شعورِ آگہی اس کو بھی خواہشات کے کفن میں لپیٹ کر حیوانیت کو بھی شرمندہ کر دیا ہے۔ بقول شاعر:

اس کائنات میں اے جگر ایک انقلاب اٹھے گا پھر
کہ بلند ہو کر بھی آدمی ابھی خواہشوں کا غلام ہے

یاد رکھیں ! اگر ہمیں عافیت سلامتی اور معراجِ حقیقی درکار ہے تو لازمی نفس کے بھنور سے نکلنا ہوگا۔ اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا۔ اپنی خواہشوں کو قربان کرنا ہوگا اللہ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ کے ارشادات کے مطابق اپنا رہبر حب اللہ ، حُب رسول ﷺ کو بنانا ہوگا۔ ہماری کامرانی ، شادمانی ، سربلندی دین و دنیا میں اگر ہے تو صرف اسی میں ہے

کہ ہم اپنے آپ کو مکمل اللہ اور رسول ﷺ کے سپرد کر دیں اپنے وجود سے، دل و دماغ سے
بلکہ ہر موئے بدن سے، ہر خواہش نفسی کے بت کو توڑ دیں۔ خودسری، خود پسندی، خودنمائی
، خود پرستی، خودغرضی کی غلامی سے نجات حاصل کریں اور یہ نجات صرف اور صرف اللہ اور اس
کے محبوب ﷺ کی محبت اور ان کی غلامی سے ہی حاصل ہوسکتی ہے یہ غلامی زبانی نہیں بلکہ عملی
ہونی چاہیے خالی یہ کہہ دینے سے کام نہیں ہوگا کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کے ماننے والے
ہیں لیکن ماننا اسی طرح ہونا چاہیے جیسا کہ اہلِ ایمان اکرام یعنی صحابہ کرام اجمعین جن کی زندگی
کا ہر گوشہ ہمہ وقت اطاعت، تابعداری میں گزرا۔ جن کی تعریف خود رب العالمین نے قرآن
پاک میں بیان فرمائی دوسرے ماننے والے عبداللہ ابن ابی جیسے بھی تھے اللہ معاف فرمائے۔

آئیں ہم آج ہی خود اپنے آپ سے وعدہ کریں، عہد کریں۔ خداوند کریم کے
روبرو اپنی بقایا زندگی جس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہمارے علم میں پوری جدوجہد کے ساتھ
محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ اور انعام واکرام والوں کی عزت واحترام کے زیر اتباع
گزاریں اسی میں سربلندی عافیت، سلامتی راستی پنہاں ہے کثرت سے ذکر اللہ کریں توبہ
کریں کہ استغفار کا ورد اللہ کے محبوب ﷺ کا وظیفہ ہے اس میں بڑی سلامتی ہے
درود شریف کا ورد کریں کثرت سے کہ یہ وظیفہ رب العالمین کا ہے اس میں بڑی برکتیں
رحمتیں ہیں، یہ خزانے ہیں رحمتوں کے خداوند کریم اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ کے صدقہ میں
اپنے انعام یافتگان کے واسطے ہمیں اپنے قول وفعل میں اخلاص کے ساتھ ثابت قدم
فرمائے راضی بہ رضا رہنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین ثم آمین

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

باب دہم

ندائے قرآن اور احادیث

۱) سورہ عنکبوت آیت نمبر ۴۵۔ ترجمہ: ''اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔''

۲) سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۲۔ ترجمہ: ''پس تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔''

۳) سورہ مزمل آیت نمبر ۸۔ ترجمہ: ''اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیں اور سب سے قطع تعلق کر کے اسی کی طرف متوجہ رہیں۔''

۴) سورہ آل عمران آیت نمبر ۴۱۔ ترجمہ: ''اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیجئے اور صبح وشام تسبیح کریں۔''

۵) سورہ احزاب آیت نمبر ۴۱۔ ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کرو صبح وشام تسبیح کرو۔''

۶) سورہ رعد آیت نمبر ۲۷۔ ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس کو ہدایت اللہ دے دیتا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوا۔ سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔''

حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے

۱) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا.... وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ○

(پارہ نمبر ۱، آیت نمبر ۱۰۴، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

تشریح: یہود کی لغت میں ''رَاعِنَا'' بے ادبی اور گستاخی کے معنوں میں آتا تھا۔ ربّ کائنات نے یہ آیت نازل فرما کر ''رَاعِنَا'' کہنے کی ممانعت فرما دی اور دوسرا لفظ ''انظرنا'' کہنے کا حکم دیا. ''لِلْكٰفِرِيْن'' میں اشارہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔

۲) وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ○

(پارہ نمبر ۱۰، آیت نمبر ۶۱، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: ''اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

تشریح: ربّ کائنات نے قیامت تک آنے والے لوگوں پر واضح کر دیا کہ جس نے میرے حبیب رحیم ﷺ کے دلِ مقدس کو ایذاء پہنچائی وہ دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ وہ لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات علمی کا انکار کرتے ہیں اور اس برے ارادے سے قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ انہیں کوئی ایسی چیز یا بات ہاتھ آ جائے جس سے وہ اپنے ناقص اور غلط خیال کے مطابق اللہ عزوجل کے پیغمبر کی جہالت ثابت کر سکیں یا کمالاتِ مصطفوی ﷺ کا انکار کر سکیں اور رفعت و تقدس مآب کی جناب میں **بازاری الفاظ بڑی بے حیائی اور بے باکی سے اپنی تقریروں اور تحریروں میں استعمال کرتے** ہیں وہ خود سوچیں کہ ان کا حشر کیا ہوگا۔

۳) لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط

(پارہ نمبر ۱۰، آیت نمبر ۶۶، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: ''تم بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہو کر۔''

تشریح: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بظاہر مسلمان کہلاتے تھے مگر رسول کریم ﷺ کی جناب میں تمسخر کیا کرتے اور مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں۔

۴) اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

(پارہ نمبر ۲۲، آیت نمبر ۵۷، سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایذاء پہنچاتے ہیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ عزوجل کی لعنت (اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم) ہے۔

تشریح: ان لوگوں کی بدبختی اور بدنصیبی کا بیان ہے جو اللہ عزوجل اور رسولِ کریم ﷺ کو اپنی بداعمالیوں یا نازیبا اقوال سے اذیت پہنچاتے ہیں۔

۵) فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ

(پارہ نمبر ۲۳، آیت نمبر ۷۷، سورۃ صٓ)

ترجمہ: ''تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا (لعنت) کیا گیا۔''

تشریح: شیطان نے تکبر اور گھمنڈ کی وجہ سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی اور آگ ہوتے ہوئے اپنے کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جن کو اللہ عزوجل نے خاک سے تخلیق کیا تھا، سے بہتر و برتر سمجھا۔ اللہ عزوجل نے اس کو بدشکل و روسیاہ کر دیا اور ہمیشہ

کے لیے لعنتی قرار دیا اور اس کے تمام اعمال ضائع فرمادیئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب اصلِ ایمان ہے

۱) لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْ مَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ

(پارہ نمبر ۲۲، آیت نمبر ۵۷، سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: ''وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔''

تشریح: صرف توحید کا ماننا اور دوسرے معاملات کا ماننا ایمان نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو حاکم ماننا ایمان ہے۔ جب تک آپ ﷺ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے مان نہ لیں، مسلمان نہیں ہو سکتے، یہی شان ادب ہے۔

۲) وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

(پارہ نمبر ۶، آیت نمبر ۱۲، سورۃ المائدہ)

ترجمہ: ''اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔''

تشریح: یعنی ایمان لانے کے ساتھ ان کا ادب اور تعظیم کریں اور ہر طرح سے ان کی مدد کریں۔

۳) اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ج

(پارہ نمبر ۹، آیت نمبر ۲۴، سورۃ الانفال)

ترجمہ: '' اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں اس چیز کی لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

تشریح: یعنی اللہ عزوجل اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جس چیز کی دعوت دیں اور بلائیں وہ مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی اور جاں بلب روحوں کو تازگی و نشاط عطا فرمانے والی ہے خواہ

کسی حالت میں ہو، رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر جانا ضروری ہے۔ یہی اطاعت رسول ﷺ اور ادب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

۴) وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوْا

(پارہ نمبر ۹، آیت نمبر ۱۵۷، سورۃ الاعراف)

ترجمہ: ''اوران کی تعظیم کریں اور مدد کریں اور پیروی کریں۔''

تشریح: یعنی رسول کریم ﷺ کی شان میں ادب اختیار کریں اور تعظیم وتکریم کریں اوران کے ساتھ دین کی نصرت کی کوشش اور اتباع کریں۔

۵) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

(پارہ نمبر ۱۸، آیت نمبر ۶۳، سورۃ النور)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔''

تشریح: پس یہاں ثابت ہوا کہ رسول ﷺ کو پکارنا جائز ہے۔ اس کے ساتھ یہ منع فرما دیا گیا کہ بے ادبی نہ کرنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پکارنے کو عام انداز میں نہ سمجھ لینا کیونکہ جس کو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پکاریں اس پر تعمیل واجب ہو جاتی ہے اور ادب سے حاضر ہونا لازم ہوتا ہے۔ جب رسول کریم ﷺ کو ندا دی جائے تو ادب وتکریم اور انتہائی تعظیم وتوقیر کے ساتھ پست ونرم آواز کے عاجزانہ اور انکسارانہ لہجہ میں یارسول اللہ ﷺ ویا حبیب اللہ ﷺ کہہ کر ندا دی جائے۔

۶) وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط

(پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۹، سورۃ الفتح)

ترجمہ: ''اور (رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تعظیم وتوقیر کرو۔''

تشریح: علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ تشریح میں لکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی نصرت واعانت میں سردھڑ کی بازی لگادو۔ان کے دین کے لیے تمام مادی اوراد بی وسائل کو پیش کردو۔ساتھ ساتھ سرکارِرسالت ﷺ کے ادب واحترام کا خاص خیال رکھو۔ایسا نہ ہوکہ دین کی خدمت میں بارگاہِ نبوت کا ادب ملحوظِ خاطر نہ رہے۔حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب اورآپ کے دین کی اعانت یکساں اہمیت کی حامل ہیں۔

۷) **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا.....وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○**

(پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۲، سورۃ الحجرات)

ترجمہ: ''اے ایمان والو!اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔اس نبی (غیب بتانے والے) کی آواز سے اوران کے حضورزور سے بات نہ کہوجیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زور سے بات کرتے ہوکہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔''

تشریح: جب بارگاہِ رسالت ﷺ میں کچھ عرض کروتو آہستہ پست آواز میں کرو۔حاضری کے وقت ادب واحترام کا خاص خیال رکھواورایک دوسرے کوجس طرح ناموں سے اورجس انداز سے پکارتے ہو،اس طرح نہ پکارو بلکہ کلمات،ادب وتعظیم کے ساتھ عرض کرواوراگراس میں ذراسی غفلت وبے پروائی ہوئی توسارے اعمالِ حسنہ،جہاد،عبادات وغیرہ سب ضائع ہوجائیں گے۔

۸) **لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ**

(پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۱، سورۃ الحجرات)

ترجمہ: ''اللہ عزوجل اوراس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔''

تشریح: مسلمان کی خواہش، اس کی مرضہ، اس کی دین و دنیا اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے تابع ہوتی ہے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے تقدم کسی بھی معاملے میں جائز نہیں ہے۔ یہ سراسر بے ادبی اور گستاخی ہے اور رسول کریم ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے۔

۹) اِذَاقَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط

(پارہ نمبر ۲۲، آیت نمبر ۳۶، سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: جب اللہ عزوجل ورسول ﷺ کچھ حکم فرمادیں توانھیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار ہے۔

تشریح: اس آیتِ مبارکہ نے بتایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے سامنے مومن کو اپنی جان کے معاملات کا بھی اختیار نہیں۔

بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی زاد بہن تھیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے کو تیار نہ تھیں مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے راضی ہوگئیں ہر مومن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام اور ہر ہر مومنہ خادمہ ہیں۔ یہی مقامِ ادب اور حقیقت ایمان ہے۔

۱۰) لَاتَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ

(پارہ نمبر ۲۲، آیت نمبر ۵۳، سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔

تشریح: یہ آیت خاص ازواجِ رسول ﷺ کے حق میں وارد ہے۔ مگر تمام عورتوں کے لیے عام ہے۔ کمال شرم وحیاء شانِ کرم وحسن اخلاق کی وجہ سے باوجود ضرورت اور تکالیف کے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو منع نہ فرمایا مگر ربِ کائنات نے یہ آیت نازل فرما کر مومنین کو ادب تعظیم رسالت ﷺ کی تعلیم فرمائی کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ اجازت مرحمت فرمائیں تو حاضری دی جائے اور تکلیف نہ دی جائے۔

حضور نبی الکریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں

۱) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

(پارہ نمبر ۵، آیت نمبر ۶۴، سورۃ النساء)

ترجمہ: ''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوں۔''

تشریح: یعنی اے رحمتِ مجسم ﷺ اگر یہ دنیا بھر کے قصور کر کے اور اپنی جانوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے کے بعد بھی ہاتھ و تائب ہو کر آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوں اور آپ ﷺ کا ہاتھ میری بارگاہ میں اٹھے گا تو تیرے ربِ عزوجل کی رحمت ان کو مایوس نہیں کرے گی۔

حضور ﷺ کی یہ رحمت و برکت ظاہری زندگی تک محدود نہ تھی بلکہ تا ابد ہے۔ چنانچہ آیتِ مقدسہ میں بھی یہ اشارہ و حکم ہے کہ جب بھی کوئی گناہ گار بخشش و کرم چاہے، گناہوں کی معافی چاہے تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

۲) وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط

(پارہ نمبر ۲، آیت نمبر ۱۴۳، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: ''اور یہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے نگہبان و گواہ ہیں۔''

تشریح: یعنی رسول اللہ ﷺ تم پر (لوگوں پر) گواہ ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت

کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ کس کا کیا درجہ اور ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ وہ گنہگاروں کو بھی جانتے اور پہچانتے ہیں اور نیک و بد سارے اعمال کو اخلاص اور نفاق و کفر کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔

۳) وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ

(پارہ نمبر۴، آیت نمبر۱۰۱، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''اور تم میں اس (اللہ عزوجل) کے رسول ﷺ تشریف لائے۔''

تشریح: شانِ نزول اس آیت کا اوس وخزرج کے مابین یہود کی سازش سے ہونے والی چپقلش ہے تو پروردگار نے فرمایا کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تمہارے درمیان ہیں تو کفریہ حرکتیں کیوں کررہے ہو۔ لہٰذا ہمہ وقت حاضری رسالت ﷺ کا خیال کرتے ہوئے گناہوں سے بچنا چاہیے۔

۴) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا

(پارہ نمبر۴، آیت نمبر۱۰۳، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''اور اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر۔''

تشریح: قرآنِ پاک کا اصل حالت میں موجود رہنا ہی دراصل آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے کا بین ثبوت ہے۔ ہمارے پیارے آقا ﷺ کی ذاتِ مقدسہ ہمارے درمیان قرآنِ کریم کی صورت میں موجود ہے۔ اس کی تعلیمات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری حیاتِ طیبہ ہے۔ اسی لیے حکم ہے کہ دامنِ مصطفیٰ ﷺ تھام کر اندازِ رسالت ﷺ واتباعِ رسالت ﷺ پر پوری طرح کاربند ہو جاؤ۔

۵) وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ

(پارہ نمبر۹، آیت نمبر۳۳، سورۃ الانفال)

ترجمہ: ’’اور اللہ عزوجل کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جبکہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ ان میں تشریف فرما ہیں۔‘‘

تشریح: کفار سالہا سال اسلام کو مٹانے اور پیغمبر ﷺ کو اذیت پہنچانے میں اپنی ساری کوششیں کرتے رہے اور پھر چیلنج کرتے تھے کہ اگر رسول ﷺ برحق ہیں تو ہم پر آسمانی عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا مگر پروردگار صرف ان کے درمیان موجودگی رسالت ﷺ کی وجہ سے اور آپ ﷺ کے رحمت اللعالمین ﷺ ہونے کی وجہ سے عذاب نازل نہیں فرماتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے وجودِ برحق اور حاضر وناظر ہونے کی وجہ سے اقوامِ عالم پر گناہوں کی کثرت، کفر ومنافقت کے باوجود عذاب نازل نہیں ہوتا۔

۶)وَلَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

(پارہ نمبر۱۱، آیت نمبر۱۲۸، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: ’’بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول۔‘‘

تشریح: علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے رجاج سے نقل کیا ہے کہ یہ خطاب سارے جہان کو رہتی دنیا تک ہے کیونکہ رسول ﷺ سب جہانوں کے رسول بن کر تشریف لائے ہیں اور ہر دور میں ہر زمانے میں آپ کی رسالت ونبوت اسی طرح ہے جیسے آپ ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں تھی۔

۷)اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

(پارہ نمبر۲۱، آیت نمبر۶، سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: ’’یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں۔‘‘

158

تشریح: اس آیت کی رو سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مسلمانوں، ان کی اولاد و مال کے بدرجہ اولیٰ مالک ہوئے۔ اللہ رب العزت اس تعلق کی کیفیت اور نوعیت بیان فرماتے ہیں کہ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رہتی دنیا تک اپنے غلاموں اور امتیوں کے ساتھ ہے کہ وہ ہر وقت باخبر ہیں اور تمہاری خیر خواہی، اصلاحِ احوال، فلاحِ دارین اور لطف وکرم فرماتے ہیں۔ تم پر تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں اور تمہارے حال سے زیادہ باخبر ہیں۔

۸) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

(پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۸، سورۃ الفتح)

ترجمہ: "بے شک ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا حاضر و ناظر۔"

تشریح: شاہد کے معنی گواہ کے ہیں۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے نیک و بد اعمال پر گواہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے نیک و بد اعمال پر گواہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں اپنی امت کے نیک و بد اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے۔ اس کے ساتھ سابقہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ السلام کے بارے میں بھی گواہی دیں گے کہ انہوں نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔

۹) اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

(پارہ نمبر ۲۹، آیت نمبر ۱۵، سورۃ المزمل)

ترجمہ: "بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا کہ حاضر و ناظر ہیں۔"

تشریح: یعنی حضور پر نور ﷺ کو مومن کے ایمان اور کافر کے کفر کو جانتے ہیں اور ہر چیز سے

باخبر ہیں اور گواہی دینے والے ہیں۔

۱۰) وَجِئْنَابِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا○

(پارہ نمبر ۵، آیت نمبر ۴۱، سورۃ النساء)

ترجمہ: ''اور اے محبوب ﷺ آپ ﷺ کو ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔''

تشریح: قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی امتوں کے احوال واعمال پر شہادت دیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کے درست ہونے کی گواہی دیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صبح وشام حضور ﷺ کی امت پیش کی جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہر امتی کا چہرہ اور اس کے اعمال پہچانتے ہیں۔ اسی علمِ کامل کے باعث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے روز سب کے گواہ ہوں گے۔

حضور نبی الکریم ﷺ مومنوں کے گھر میں جلوہ گر ہیں

فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

(پارہ نمبر ۱۸، آیت نمبر ۶۱، سورۃ النور)

ترجمہ: ''تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ عزوجل کے پاس ہے۔''

تشریح: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہل کو سلام کرے جو لوگ مکان میں ہوں۔ اگر خالی مکان میں داخل ہو جہاں کوئی نہ ہو یا اپنے گھر میں جبکہ کوئی نہ ہو تو کہے۔ال کیونکہ مومنوں کے لیے رسول ﷺ سب سے بڑھ کر اپنے ہیں۔ مُلا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ اسلام کے گھروں میں روحِ اقدس ﷺ جلوہ فرما ہوتی ہے۔

حضور رؤف الرحیم ﷺ کو علمِ غیب دیا گیا ہے۔

۱) فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا O اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

(پارہ نمبر۲۹، آیت نمبر ۲۶، سورۃ الجن)

ترجمہ: ''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تشریح: جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائبِ مطلق ہے جیسے پروردگار کی ذات، قیامت کے آنے کا وقت وغیرہ۔ ان اقسام کو رب تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں۔ رب تعالیٰ اس غیب پر جو اس سے خاص ہے کسی کو مطلع نہیں فرماتا، سوائے برگزیدہ رسول کے اور یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔ جیسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص غیب ظاہر فرمایا۔

۲) وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ

(پارہ نمبر۴، آیت نمبر ۱۷۹، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''اللہ عزوجل کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ عزوجل چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

تشریح: اس آیتِ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا عزوجل کا خاص علمِ غیب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ظاہر ہوتا ہے اور حقیقتوں اور حالات کے غیب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے ظاہر ہوتے ہیں۔

۳) وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط

(پارہ نمبر۵، آیت نمبر۱۱۳، سورۃ النساء)

ترجمہ: ''اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھا دیا جو کچھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ جانتے تھے۔

تشریح :یعنی اللہ عزوجل نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوقرآن عطافرمادیا۔علمِ غیب اوراحکامات اور حکمت کی باتیں سکھائیں اوران کے بھیدوں اوررازوں سے آگاہ فرمایا۔ان کی حقیقتوں سے واقف فرمایااورمنافقین کے مکروفریب آپ کو بتادیئے اورآپ ﷺ کوگزشتہ اورآئندہ واقعات بتادیئے۔

۴) مَافَرَّطْنَافِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ

(پارہ نمبر۷، آیت نمبر ۳۸، سورۃ الانعام)

ترجمہ:''ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا۔''

تشریح:علماءبیان فرماتے ہیں کہ پروردگار نے کتاب میں دنیاوآخرت کے سارے حالات لکھ دیئے ہیں اورکل مخلوقات کاذکرکردیاہے۔کتاب سے مرادقرآنِ مقدسہ یالوحِ محفوظ ہیں۔قرآن بھی آپ ﷺ کے علم میں ہے اورلوحِ محفوظ بھی۔تونتیجہ یہ ہواکہ دنیاوآخرت کے تمام حالات حضور ﷺ کے علم میں ہوئے کیونکہ تمام علوم ،قرآن مقدسہ یالوحِ محفوظ میں ہیں اورلوحِ محفوظ یاقرآن مقدسہ حضور ﷺ کے علم میں ہیں۔

۵) وَنَزَّلْنَاعَلَیْكَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًالِّکُلِّ شَیْءٍ

(پارہ نمبر۱۴، آیت نمبر ۸۹، سورۃ النحل)

ترجمہ:''اورہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پرقرآن اتاراکہ ہرچیزکاروشن بیان ہے۔''

تشریح:اس آیت میں واضح طورپرفرمادیاگیاہے کہ قرآنِ کریم میں ہرادنیٰ اوراعلیٰ چیزہے۔قرآن پروردگار نے اپنے محبوب ﷺ کوسکھلادیااوریہ تمام چیزیں علمِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آگئیں۔

۶) وَتَفْصِیْلَ الْکِتٰبِ لَارَیْبَ فِیْهِ

(پارہ نمبر۱۱، آیت نمبر۳۷، سورۃ یونس)

ترجمہ: ''اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس (قرآن) میں کچھ شک نہیں ہے پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔

تشریح: یعنی یہ قرآن شرعی اور حقیقت کی چیزوں کی تفصیل ہے اس میں وہ احکام اور ان کے سوا دوسرے چیزیں بیان کی گئی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیں۔ یعنی ثابت ہوا کہ قرآن میں تمام لوحِ محفوظ کی بھی تفصیل ہے اور قرآن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے۔

۷) اَلرَّحْمٰنُ ٥ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ٥

(پارہ نمبر۲۷، آیت نمبر۱۔۲، سورۃ الرحمٰن)

ترجمہ: ''رحمٰن نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھایا۔''

تشریح: ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب تعالیٰ نے قرآن اور اپنی ربوبیت کے بھید سکھا دیئے جیسا کہ خود پروردگار نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دیں وہ باتیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ جانتے تھے قرآن میں سب کچھ ہے اور اس کا سارا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمٰن تعالیٰ نے دے دیا۔

۸) وَّلَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ٥

(پارہ نمبر۷، آیت نمبر۵۹، سورۃ الانعام)

ترجمہ: ''اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔''

تشریح: اس آیت سے واضح ہو گیا کہ لوحِ محفوظ میں ہر خشک اور تر اور ادنیٰ و اعلیٰ چیز کا بیان ہے اور لوحِ محفوظ کو فرشتے اور اللہ عزوجل کے خاص بندے اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں اور علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر محیط اور حاوی ہے لہٰذا یہ تمام علم، علمِ مصطفیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بحرِ سمندر کے قطرے ہیں۔

۹) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝

(پارہ نمبر ۳۰، آیت نمبر ۲۴، سورۃ التکویر)

ترجمہ: ''اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب بتانے میں بخیل نہیں۔''

تشریح: یعنی رسول کریم ﷺ نے ہر وہ علم اور وہ بات جو نوعِ انسانی سے چھپی ہوئی تھی آشکارا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے ربِ کائنات کے واحد لاشریک ہونے کا بتایا۔ کتاب وحکمت کی تعلیم فرمائی اور بنی نوع انسان کو گمراہیوں سے نکال کر پاک فرمادیا۔ آپ ﷺ نے فرشتوں کے بارے میں بتایا۔ جنت ودوزخ سے آگاہ فرمایا اور سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کا معجزہ قرآن کریم ہے۔ یہ وہ کتابِ مقدس ہے جس میں ہر خیر وشر اور اگلی پچھلی باتیں موجود ہیں اور اس کتاب کو ربِ کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو عطا فرما کر ہر غیب سے مطلع فرمادیا اور نبی کریم ﷺ نے یہ پاک کلام اپنی امت کو عطا فرما کر اس کی حکمتیں سکھادیں۔

حضور پُرنور نبی الکریم ﷺ نور ہیں

۱) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

(پارہ نمبر ۶، آیت نمبر ۱۵، سورۃ المائدہ)

ترجمہ: ''بے شک تمہارے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔''

تشریح: امام المفسرین ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں نور سے مراد یہاں ذاتِ پاک محمد ﷺ ہے۔ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کردیا۔ کتابِ مبین سے مراد قرآنِ مقدس ہے۔

۲) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ

(پارہ نمبر ۱۰، آیت نمبر ۲۳، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں۔''

تشریح: خداوند عالم کا یہ وعدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نبوتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب جہاں تاب کو گرہن نہیں لگا سکتی۔ یہودیت، عیسائیت اور شرک و کفر و منافعت نے سر جوڑ کر اعلانیہ مقابلے کیے مگر نورِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور درخشاں ہی رہا اور رہے گا۔

۳) مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ

(پارہ نمبر ۱۸، آیت نمبر ۳۵، سورۃ النور)

ترجمہ: ''اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق۔''

تشریح: مفسرین نے نور سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لی ہے۔ مشکوٰۃ سے مراد ساری کائنات ہے۔ یعنی ساری کائنات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے اور آپ کے نور سے ظلمتوں کا اندھیرا روشنی میں بدل گیا۔

۴) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

(پارہ نمبر ۲۲، آیت نمبر ۴۶ـ۴۵، سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: ''بے شک ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ عزوجل کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔''

تشریح: شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ہے اور شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود ہو اور دیکھے خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا بصیرت کے نور سے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے شاہد ہونے کا فرمایا مگر کس

پر یہ نہیں فرمایا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی ایک چیز ذکر کر دی جاتی تو شہادت نبوت وہاں محصور ہو کر رہ جاتی ۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت تک ہونے والی ساری خلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال وافعال واحوال،تصدق،تکذیب،ہدایت،ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں ۔علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بندوں کے اعمال پر آگاہ فرمادیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دیکھا ہے اسی لیے حضور ﷺ کو شاہد کیا گیا ہے ۔عالم غیب کی وہ حقیقتیں جو عقل وخرد کی رسائی سے ماوراء ہیں ۔ان سب کی سچائی کے آپ ﷺ گواہ ہیں ۔جو رسول کریم ﷺ کے دین پر ایمان لائے گا اور آپ ﷺ کے ارشادات پر عمل کرے گا وہ دونوں جہان میں کامیاب وکامران ہوگا۔آپ ﷺ اہلِ ایمان اور اہلِ اطاعت کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اہل محبت کو دیدار محبوب کی آپ ﷺ کو اللہ عزوجل نے عوام الناس کو نافرمانی کے نتائج سے بروقت آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا تا کہ لوگ معصیت کو ترک کرکے اطاعت گزار ہو جائیں ۔اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان گونا گوں خوبیوں اور دلفریبیوں سے ممتاز فرمادیا تھا کہ دل خود بخود اس طلعت زیبا ﷺ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے ۔اور شمع پر پروانہ وار نثار ہوتے تھے ۔حضرت عارف باللہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان فیض ترجمان سے تو داعی ہیں اور اپنے قلب مبارک اور قالب منور کی وجہ سے سراج منیر ہیں ۔اہل ایمان اس آفتاب کے رنگوں میں رنگے جاتے ہیں اور اس کے انوار سے درخشاں وتاباں ہوتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس نورِ مجسم ﷺ کے انوار سے درخشاں راہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

۵) يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ

(پارہ نمبر ۲۸، آیت نمبر ۸، سورۃ الصف)

ترجمہ: ''چاہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں۔''

تشریح: یہاں پروردگار نے اپنے حبیب ﷺ اور دینِ مصطفی ﷺ کو نور سے تشبیہ دے کر فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ میرا نور ہیں جنھیں میں نے روشن کیا ہے اور کوئی اسے بجھا نہیں سکتا۔

حضور نبی الکریم ﷺ اللہ عزوجل کا ذکر ہیں۔

۱) اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

(پارہ نمبر ۱۳، آیت نمبر ۲۸، سورۃ الرعد)

ترجمہ: ''سن لو اللہ عزوجل کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔''

تشریح: کلمہ، نماز، حج، درود، اذان وخطبہ ساری عبادات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے تو جو بھی ذکرِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا وہ اللہ عزوجل کا ہی ذکر ہوا اور اللہ عزوجل کے ذکر سے دلوں کو سکون اور راحت ملتی ہے۔

۲) قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا ۝ رَّسُوْلًا

(پارہ نمبر ۲۸، آیت نمبر ۱۰، سورۃ الطلاق)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عزت اتاری ہے وہ رسول ﷺ۔''

تشریح یعنی نبی کریم ﷺ اللہ رب العزت کی وہ عزت ہیں جو پروردگار نے مومنین و مومنات کے لیے اتاری ہے۔

۳) اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ۝

(پارہ نمبر ۳۰، آیت نمبر ۲۱، سورۃ الغاشیہ)

ترجمہ: ''آپ ﷺ تو یہی نصیحت سنانے والے ہیں۔''

تشریح: نبی پاک ﷺ جو قول و فعل فرماتے ہیں وہ اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ محبوب پاک ﷺ بندوں کے درمیان رب پاک کی حرمت و عزت ہیں اور پروردگار کا ہر حکم، منجانب اللہ بندوں تک پہنچانے والے ہیں۔

۴) وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ؀

(پارہ نمبر ۲۹، آیت نمبر ۵۲، سورۃ القلم)

ترجمہ ''اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہانوں کے لیے۔''

تشریح: یعنی رسول اللہ ﷺ سارے جہان، انسان، جنات سب کے لیے شرف ہیں اور آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ سب کے لیے بہترین نمونہ ہے اور سب آپ ﷺ ہی سے رہنمائی اور عزت پاتے ہیں۔

رب کریم حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے

۱) فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۔

(پارہ نمبر ۲، آیت نمبر ۱۴۴، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''ہم ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ ﷺ کی خوشی ہے۔''

تشریح: رسول اللہ ﷺ کو کعبہ شریف کو قبلہ بنایا جانا پسند تھا۔ پروردگار نے یہ آیت نازل فرما کر آپ کی رضا کی خاطر کعبہ شریف کو رہتی دنیا تک قبلہ گاہ بنا دیا۔ یہاں یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ رب کائنات اپنے محبوب ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔

۲) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؀

(پارہ نمبر ۳۰، آیت نمبر ۵، سورۃ الضحیٰ)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ آپ کا رب آپ ﷺ کو اتنا دے گا آپ ﷺ راضی

ہو جائیں گے۔

تشریح: اللہ رب العزت کا یہ وعدہ دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کے حوالے سے ہے۔ کمال نفس، علوم اولین و آخرین اور فتوحات وغیرہ اور اسلام کا مشرقین و مغربین میں پھیل جانا۔ آپ کی امت کا بہترین امم ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کمالات و معجزات جن کا اللہ تعالیٰ ہی وعالم ہے اور آخرت کی عزت و تعظیم و تکریم بھی شامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی امت کے لیے دعا فرمائی تو پروردگار نے فرمایا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کریں گے اور گراں خاطر نہ ہونے دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا میں راضی نہ ہوں گا۔ یہ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوگا۔

جس کو حضور نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے وہ عظمت والا ہے۔

۱) لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ

(پارہ نمبر ۱۴، آیت نمبر ۷۲، سورۃ الحجر)

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں۔''

تشریح: مخلوقِ الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہِ الٰہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پاک کی طرح عزت و حرمت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مقدسہ کے سوا کسی کی عمر و حیات کی قسم نہیں فرمائی۔ یہ مقام و مرتبہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔

۲) لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ○

(پارہ نمبر ۳۰، آیت نمبر ۱، سورۃ البلد)

ترجمہ: ''مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شہر میں تشریف

فرمایئیں۔"

تشریح: ربِ کائنات نے مکہ مکرمہ کی قسم کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کھائی کہ اس شہر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں تشریف فرما ہیں۔
اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔

۳) وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ٥

(پارہ نمبر ۳۰، آیت نمبر ۳، سورۃ التین)

ترجمہ: "اور اس امان دینے والے شہر کی (قسم)"
تشریح: مکہ مکرمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آبائی شہر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خاص انسیت ومحبت ہے۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شہر سے نسبت کی بناء پر اس شہر کی قسم کھا کر اس شہر کی عظمت وحرمت میں اضافہ فرما دیا۔

۴) وَالضُّحٰى ٥ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ٥

(پارہ نمبر ۳۰، آیت نمبر ۱-۲، سورۃ الضحیٰ)

ترجمہ: "چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔"
تشریح: بعض مفسرین کے مطابق چاشت سے مراد نورِ جمال مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شب کنایہ ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیسوءِ عنبرین ہیں۔ ان آیات میں وقت چاشت اور رات دونوں کی قسم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کی وجہ سے پروردگار نے کھائی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے ان کو یہ مقام عطا ہوا۔

۵) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

(پارہ نمبر۴، آیت نمبر۱۱۰، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''تم بہترین امت ہو۔''

تشریح: رسول اللہ ﷺ کی امت کو آپ ﷺ کی نسبت کی وجہ سے خیر الامم کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا۔

۶) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

(پارہ نمبر۲، آیت نمبر۱۴۳، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم نے بنادیا تمہیں (اے مسلمانو!) بہترین امت۔''

تشریح: رسول اللہ ﷺ سے نسبت کے فیض کی وجہ سے ''وسطِ امت'' کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا۔ رسول کریم ﷺ کی وجہ سے ان کے عقائد، شریعت، نظامِ اخلاق، سیاست اور اقتصاد میں افراط وتفریط کا گزر نہیں یہاں توازن وموزونیت ہے۔

۷) يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ

(پارہ نمبر۲۲، آیت نمبر۳۲، سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: ''اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج (مطہرات) علیہم الرضوان تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند۔''

تشریح: بارگاہِ رسالت ﷺ سے نسبت اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواجِ مطہرات علیہم الرضوان ہونے کی وجہ سے پروردگار نے انہیں مخصوص فرما کر ان کی شان وعظمت میں اضافہ فرمادیا اور واضح فرمادیا کہ میرے محبوب ﷺ سے نسبت کی وجہ سے اب تم عام عورتوں میں شامل نہیں بلکہ حرمِ نبی ﷺ میں داخل ہو کر تاجِ عزوشرف اور حرمت کا پہن چکی ہو۔

حکم اللہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ساری خدائی کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضور نبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی ﷺ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ اللہ رب العزت کی دلیل ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اللہ عزوجل کی محبت ہے حضور آقا کریم علیہ الصلوٰۃ وتسلیم کی اطاعت اللہ عزوجل کی ہی کی اطاعت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات اللہ عزوجل کی ہی بات ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عطا اللہ عزوجل کی عطا ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنے محبوب کریم ﷺ کی سچی محبت اور اتباع عطا فرمائے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے ہمارے سینوں کو منور فرمائے۔ لعینی طریقہ اور عقائد فاسدہ سے اپنی پناہ عطا فرمائے ناموس وعظمت وتوقیر نبی الکریم ﷺ پر بغیر کسی قباحت کے یقین کامل اور استقامت دائمی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اولیائے کرام

اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق کی ہدایت وراہنمائی اور ''صراطِ مستقیم'' پر گامزن کرنے کے لیے انبیاء ومرسلین مبعوث فرمائے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کرتا ہمارے پیارے آقا فخر موجودات خاتم المرسلین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔

محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امت مسلمہ کو قرآنِ مقدسہ اور اس کی عملی تفسیر یعنی اپنی صفات مقدسہ کا سہارا دے کر سرخروئی اور کامیابی کی راہ ظاہر فرما دی۔

قرآن کریم اور صاحب قرآن ﷺ کی کامل اتباع ہمارا ایمان ہے۔ سرورکونین ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد امت مسلمہ کے ظاہری حسن اور باطن کی خوبصورتی سنوارنے

اور نکھارنے کے لیے صحابہ کرام و تابعین اور صالحین امت نے دین کی شان و شوکت کو قائم رکھا اور انشاء اللہ تا ابد قائم رہے گا۔

اولیائے کاملین و بزرگانِ دین اور پیران عظام کا ایک سلسلہ حقیقی رہبری و رہنمائی کے لیے ہر دور میں سرگرم عمل رہا۔ ان نفوسِ قدسیہ نے آیات قرآنی اور ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے راہ حق کو منور کیا۔ اپنی حرارت ایمانی سے لاکھوں سینوں کو روشن کیا۔ اپنے تن من دھن سب کو راہِ حق کی آبیاری کے لیے قربان کیا۔

ان مقربین خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ اور زبان اور ان کے سوزِ دل نے لاکھوں سینوں کو اللہ عزوجل کا حقیقی معنوں میں گھر بنایا۔ عشقِ الٰہی نے انہیں معرفت رسول ﷺ اور معرفت ذاتِ الٰہی تک پہنچادیا۔ یہی تصوفِ الٰہی ہے یہ لوگ اگرچہ خدا نہیں مگر خدا سے جدا بھی نہیں کہلائے۔

اولیاء اللہ کے فضائل

۱) اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

(پارہ نمبر ۹، آیت نمبر ۳۴، سورۃ الانفال)

ترجمہ: ''اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں۔''

تشریح: یہاں پر رب کائنات اپنے اولیاء کی شان بیان فرمارہا ہے کہ میرے اولیاء (دوست / حمایتی) مجھ سے ڈرنے والے محبت کرنے والے ہوتے ہیں اور ان کے افعال و کردار نہایت اعلیٰ ہوتے ہیں اور ہر گناہ اور لذت نفسانی سے پاک و منزہ ہوتے ہیں۔ ان کی اس ہی شان اور کردار کی عظمتوں کی وجہ سے پروردگار نے نہ صرف انھیں اپنا دوست فرمایا بلکہ اپنے کلامِ پاک میں ان کی شان و عظمت کی حقیقت بیان فرما کر اس پر اپنی حمایت اور قربت ثابت فرمادی۔

۲) اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(پارہ نمبر ۱۱، آیت نمبر ۶۲، سورۃ یونس)

ترجمہ: ”سن لو بے شک اللہ عزوجل کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔“

تشریح: ولایت نام ہے قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ عزوجل کے ساتھ مشغول رہنے کا یعنی ہمہ وقت رب کائنات کے ذکر اور فکر میں مستغرق رہے۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی چیز کے گم ہونے کا غم و افسوس ہوتا ہے۔ اکابر کرام فرماتے ہیں ولی وہ ہیں جو اطاعت سے قربِ الٰہی حاصل کرتے ہیں اور اللہ رب العزت ان کی کارسازی فرماتا ہے۔ اور ان کے کام بناتا ہے اور ان کی ”بات“ رکھتا ہے۔

کراماتِ اولیاء برحق ہیں

۱) كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ لا وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ج

(پارہ نمبر ۳، آیت نمبر ۳۷، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ”جب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس (بی بی مریم) کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔“

تشریح: جب بھی حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تو ان کے پاس سردی کے پھل گرمی میں اور گرمی کے سردی میں طرح طرح کی قسموں کے پاتے۔ علماء ربانی نے اولیاء کرام کی کرامتوں کو برحق ہونا ثابت کیا ہے۔ حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا نبی نہ تھیں۔ بے موسم کے پھلوں کا آپ کے پاس پایا جانا آپ کی کرامت تھی۔

۲) وَهُزِّىٓ اِلَيْكَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ

(پارہ نمبر ۱۶، آیت نمبر ۲۵، سورۃ مریم)

ترجمہ: ''اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔''

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو چشمہ جاری ہوا اور بی بی مریم پاک رضی اللہ عنہا سے کھجور کے درخت کو ہلانے کا کہا گیا جو کہ آپ کے ہاتھ لگانے سے سرسبز ہو گیا اس میں پھل آ گئے اور فوراً ہی پختہ اور رسیدہ ہو گئے اور بی بی صاحبہ نے وہ تناول فرمائے جو کہ زچہ کی بہترین غذا ہیں۔ یہ بی بی مریم پاک رضی اللہ عنہا کی کرامات میں سے ہے۔

۳) قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ط

(پارہ نمبر ۱۹، آیت نمبر ۴۰، سورۃ النمل)

ترجمہ: ''اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے (تخت) حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔''

تشریح: حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر آصف بن برخیار رحمۃ اللہ علیہ نے بحکم حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکہ سبا کا تخت ڈیڑھ ہزار میل کی مسافت سے پلک جھپکنے سے پہلے پہنچا دیا۔ جس پر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب کائنات کا شکر ادا کیا کہ میرے رب عزوجل نے مجھے اتنی عزت اور سرفرازی بخشی کہ میرے خدام (امتی) ایسا کام کر سکتے ہیں۔ یہ آپ کے امتی کی کرامت تھی، وہ نبی نہ تھے۔

۴) تَحْسَبُھُمْ اَیْقَاظًا وَّ ھُمْ رُقُوْدٌ

(پارہ نمبر ۱۵، آیت نمبر ۱۸، سورۃ الکہف)

ترجمہ: ''تم انہیں جاگتا سمجھو اور وہ سوتے ہیں۔''

تشریح: اصحابِ کہف کم وبیش غار میں تین سو نو برس ٹھہرے ان آیات میں اصحابِ کہف کی تین کرامات بیان ہوئی ہیں کہ جاگتے کی طرح اب تک سونا، کروٹیں بدلنا اور زمین کا ان کے جسموں کو نہ کھانا اور بغیر غذا باقی رہنا۔ تیسرے ان کے کتے کا ان کے ساتھ لیٹے رہنا، یہ بھی ان کی کرامت ہے۔ اصحابِ کہف بنی اسرائیل کے ولی ہیں۔

۵) **فَانْطَلَقَا** وقفہ **حَتّٰىٓ اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ** الخ

(پارہ نمبر ۱۵، آیت نمبر ۷۱، سورۃ الکہف)

ترجمہ: ''اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے۔''

تشریح: ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ولی ہیں۔ اللہ عزوجل کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کی اور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مافوق العمل حرکات کا مشاہدہ کیا جو کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرامات تھیں۔

۶) **اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ**

(پارہ نمبر ۱۶، آیت نمبر ۸۴، سورۃ الکہف)

ترجمہ: ''بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا۔''

تشریح: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ اللہ سے محبت کرنے والے بندے تھے۔ اللہ عزوجل نے انہیں اپنا محبوب بنایا اور انھیں تمام دنیا پر حکمرانی عطا فرمائی۔ انھیں بااختیار کیا اور علم، قدرت وآلات وغیرہ عطا کیے۔ جن سے کام لے کروہ

ہر چیز تک رسائی حاصل کر سکتے تھے۔ یہ سب حضرت ذوالقرنین کی کرامات ہیں کیونکہ آپ نبی نہیں تھے۔

بزرگانِ دین کے تبرکات دافع بلا ہیں۔

۱) اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ج هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○

(پارہ نمبر ۲۳، آیت نمبر ۴۲، سورۃ ص)

ترجمہ: ''ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔''

تشریح: حضرت ایوب علیہ السلام نے بحکم الٰہی اپنا پاؤں زمین پر مارا تو قدرت الٰہی سے وہاں چشمہ جاری ہو گیا اور آپ کے قدم کی برکت سے اس میں شفا شامل ہو گئی۔ آپ نے یہ پانی خود بھی پیا جس سے جسم کے اندر سارے روگ ختم ہو گئے اور اس سے غسل کرنے سے جسم کی ساری بیماریاں دور ہو گئیں۔

۲) اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج

(پارہ نمبر ۱۳، آیت نمبر ۹۳، سورۃ یوسف)

ترجمہ: ''میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔''

تشریح: یہ قمیض حضرت یوسف علیہ السلام کی تھی اور اس قمیض کی برکت سے رب کائنات نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹا دی۔

۳) فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَيْنًا ج الخ

(پارہ نمبر ۱۶، آیت نمبر ۲۶، سورۃ مریم)

ترجمہ: ''تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔''

تشریح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے اللہ پاک نے بی بی مریم کو بے موسم پھل عطا فرمائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ مبارکہ میں ان کا دلی و روحانی سکون واطمینان عطا فرمادیا۔

۴) اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ الخ

(پارہ نمبر ۲، آیت نمبر ۲۴۸، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت۔''

تشریح: اللہ عزوجل نے یہ تابوت حضرت طالوت کی بادشاہت کی نشانی کے طور پر آسمان سے بھیجا تھا جس میں حضرت آدم علیہ السلام تا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کی تصویریں تھیں اور اس کے علاوہ دیگر تبرکات بھی تھے جسے پاکر بنی اسرائیل بہت پرسکون ہو گئے اور انھیں یقین ہو گیا کہ وہ یقیناً فتح یاب ہوں گے۔ بنی اسرائیل جنگ کے وقت اس تابوت کو آگے رکھتے اور فتح یاب ہوتے۔ مشکل میں اس کو سامنے رکھ کر دعا کرتے اور آسانی ہو جاتی۔ یعنی یہ واضح ہو گیا کہ جن اشیاء سے اللہ عزوجل کے مقبول بندوں کا تعلق یا نسبت ہوتی ہے ان کی برکت سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں اور دشمنوں پر غلبہ ہوتا ہے۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ الخ

(پارہ نمبر ۱۶، آیت نمبر ۹۶، سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ: ''تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے کے نشان سے۔''

تشریح: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سامری نے بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام گھوڑی پر سوار ہیں اور ان کی گھوڑی جہاں قدم رکھتی ہے خشک گھاس سرسبز ہو جاتی ہے۔ مجھے خیال آیا کہ گھوڑی کی خاک قدم میں حیات بخش اثر ہے۔

میں نے ایک مٹھی خاک قدم سے لے کر، بچھڑا بنایا اور اس میں یہ گھوڑی کے قدموں کی خاک ڈال دی اس میں زندگی کے آثار آ گئے اور آواز نکلنے لگی۔

اولیاء اللہ مشکل کشا صاحب عطا ہیں۔

۱) اَفَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج

(پارہ نمبر ۱۳، آیت نمبر ۹۶، سورۃ یوسف)

ترجمہ: ''پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (دیکھنے لگیں)۔''

تشریح: حضرت یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے۔ ان کی اس ظاہری پریشانی کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیض کے ذریعہ دور فرمایا اور ان کی مشکل کشائی کی۔ قمیض سے شفا دینا مافوق الاسباب مدد ہے۔

۲) وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط

(پارہ نمبر ۱۳، آیت نمبر ۲۴، سورۃ یوسف)

ترجمہ: ''اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب عز و جل کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔''

تشریح: حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے سات کوٹھڑیوں میں بند کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو آپ علیہ السلام نے سامنے دیکھا کہ یعقوب علیہ السلام منع فرما رہے ہیں۔ جس سے آپ علیہ السلام کے دل میں ادھر میلان نہ پیدا ہوا۔ یہ رب تعالیٰ کی برہان تھی جیسا کہ آیت میں ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے بیٹھے مصر کی بند کوٹھڑیوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ مدد کی کہ انھیں بڑی آفت اور ارادہ گناہ سے بچا لیا۔ یہ اللہ والوں کی مدد اور مافوق الاسباب مشکل کشائی ہے۔

۳) وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ج

(پارہ نمبر۳، آیت نمبر۴۹، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ عزوجل کے حکم سے۔''

تشریح: اندھا، کوڑھی ہونا بلا ہے۔ جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے حکم سے دفع کر دیتے ہیں اور اللہ عزوجل کے حکم سے مردے بھی زندہ کرتے ہیں یعنی اللہ عزوجل کے پیارے دافع بلا ہوتے ہیں اور ما فوق الاسباب مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

۴) فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ ط فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ط

(پارہ نمبر۱، آیت نمبر۶۰، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''تو ہم نے فرمایا (موسیٰ علیہ السلام سے) اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے۔''

تشریح: بنی اسرائیل تیہ کے میدان میں پیاس کی آفت میں پھنسے تو رب کائنات نے براہِ راست انہیں پانی نہ دیا۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ ان کے لیے دافع اور مشکل کشا بن جائیں تاکہ انہیں پانی ملے۔ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے بندے بحکم الٰہی پیاس کی بلا بھی دور فرماتے ہیں۔

۵) قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکَ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ۝

(پارہ نمبر۱۶، آیت نمبر۱۹، سورۃ مریم)

ترجمہ:"بولے (حضرت جبرائیل علیہ السلام) میں تیرے رب عزوجل کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔"

تشریح: اس آیت سے واضح ہوگیا کہ جبرائیل علیہ السلام اللہ عزوجل کے حکم سے بیٹا بخشتے ہیں۔یعنی بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔

۶) لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا٥

(پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۲۵، سورۃ الفتح)

ترجمہ:"اگر وہ جدا ہو جاتے تو ہم ضرور ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔"

تشریح: یعنی مسلمان مرد اور عورتیں کفار سے الگ کی جاسکتیں اور ان کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو پروردگار کفار کو المناک عذاب میں مبتلا کر دیتا۔مگر ان مسلمانوں کی برکت کی وجہ سے اللہ عزوجل نے کفار پر بھی عذاب نازل نہیں فرمایا۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ٥

(پارہ نمبر ۲۷، آیت نمبر ۳۵، سورۃ الذاریت)

ترجمہ:"تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لیے۔"

تشریح: ان آیات سے واضح ہوا کہ دنیا پر عذاب نہ آنے کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا ہے مکہ والوں پر بھی فتح مکہ سے پہلے اس لیے عذاب نہ آیا کہ وہاں کچھ غریب مسلمان تھے قوم لوط پر جب عذاب آیا تو مومنین کو وہاں سے پہلے ہی نکال دیا۔معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین کے طفیل سے عذاب الٰہی نہیں آتا۔یہ حضرات دافع البلاء ہیں۔آج ہمارے اس قدر گناہوں کے باوجود عذاب نہ آنے کی وجہ اس سبز گنبد والے صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے۔

۸) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

(پارہ نمبر۹، آیت نمبر۳۳، سورۃ الانفال)

ترجمہ: ''اور اللہ عزوجل کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام آپ علیہ الصلوٰۃ السلام ان میں تشریف فرما ہیں۔''

تشریح: کیا شان ہے اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ کی کہ جن کی برکت سے کافر اور نافرمان بھی عذاب سے بچتے ہیں۔ کفار مکہ سالہا سال تک اسلام کو مٹانے اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو اذیت پہنچانے میں اپنی کوششیں صرف کر رہے تھے مگر عذابِ الٰہی صرف اسی وجہ سے نہ آیا کہ رسول اکرم ﷺ کا سراپا رحمت وجود ان کے درمیان موجود تھا۔

۹) فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ

(پارہ نمبر۲، آیت نمبر ۲۴۸، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''جس میں تمہارے رب عزوجل کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں۔''

تشریح: تابوت سکینہ وہ صندوق ہے جس میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں ۔اس کے علاوہ تورات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور نعلین وغیرہ تھے ان سب چیزوں کو اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے دل کا چین اور اطمینان فرمایا ہے اور اس تابوت کی برکت سے بنی اسرائیل دشمنوں پر فتح پاتے اور جب کوئی مشکل اور پریشانی ہوتی تو اس کو سامنے رکھ کر دعا کرتے۔

محبوبانِ خدا دور سے سنتے، دیکھتے اور مدد کرتے ہیں۔

۱) فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا

(پارہ نمبر ۱۹، آیت نمبر ۱۹، سورۃ النمل)

ترجمہ: ''تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔''

تشریح: حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی کا واقعہ قرآنِ مقدسہ میں ہے۔ چیونٹی کی آواز قریب سے بھی نہیں آتی مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی آواز میلوں دور سے سنی کہ ملکہ چیونٹی کہہ رہی تھی کہ سب اپنے گھروں میں چلی جاؤ کہیں بے خبری میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے کچلی جاؤ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دور سے آواز سن کر اپنے لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دیا جب تک تمام چیونٹیاں اپنے گھروں میں نہ چلی جائیں۔ یعنی محبوبانِ خدا دور سے سنتے، دیکھتے اور مدد کرتے ہیں۔

۲) اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ

(پارہ نمبر ۱۳، آیت نمبر ۹۴، سورۃ یوسف)

ترجمہ: ''کہا بے شک میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو پاتا ہوں۔''

تشریح: حضرت یعقوب علیہ السلام کی کنعان میں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض مصر سے چلی ہے اور آپ علیہ السلام نے خوشبو یہیں کنعان میں بیٹھے بیٹھے پائی یہ نبوت کی طاقت ہے۔

۳) اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ ط

(پارہ نمبر ۱۹، آیت نمبر ۴۰، سورۃ النمل)

ترجمہ: ''کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔''

تشریح: حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف برخیا رحمتہ اللہ علیہ ملک شام میں ہیں اور ملکہ بلقیس کا تخت یمن میں۔ آصف برخیا اسے دور سے دیکھ بھی رہے ہیں اور فوراً لانے کی

خبر بھی دے رہے ہیں اور انہوں نے اسے پہنچا بھی دیا۔ یہ ہے ولی کی نظر اور ان کا تصرف وقوت روحانی ورحمانی۔

۴) وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ لا فِيْ بُيُوْتِكُمْ ط

(پارہ نمبر۳، آیت نمبر۴۹، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔''

تشریح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں جو تم کھا پی رہے ہو یا جو کچھ جمع کر کے رکھتے ہو، سب بتاتا ہوں یعنی آپ علیہ السلام کی نظر گھروں کے اندر جو ہو رہا ہے اسے دور سے دیکھ رہی ہے۔ یہ ہے نبی علیہ السلام کی قوتِ نظر۔

۵) وَاِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط

(پارہ نمبر۸، آیت نمبر۲۷، سورۃ الاعراف)

ترجمہ: ''بیشک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے۔''

تشریح: شیطان اور اس کی ذریت کو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ عالم کے ہر انسان بلکہ جاندار کو دیکھ لیتے ہیں۔ غور کی بات یہ ہے کہ شیطان اور اس کے ساتھیوں کی طاقت ہے کہ وہ دور سے دیکھ لیتے ہیں اور بہکانے اور ٹھکانے کی کوشش کرتے ہیں تو انبیاء کرام اولیاء کو جو کہ رہبر وہادی ہیں ان کی قوتِ بصارت وبصیرت کا کیا عالم ہوگا۔

بزرگوں کے قرب میں دعا مقبول ہوتی ہے۔

۱) هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ج

(پارہ نمبر۳، آیت نمبر۳۸، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''یہاں پکارا زکریا علیہ السلام اپنے رب عزوجل کو۔''

تشریح: حضرت زکریا علیہ السلام نے بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہوکر اولاد کی دعا کی تاکہ قرب ولی کی وجہ سے دعا جلد قبول ہو۔

۲) وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ"

(پارہ نمبر ۱، آیت نمبر ۵۸، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: "اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں۔"

تشریح: جب بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہونے کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا کہ بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور گناہ کی معافی چاہو۔ بیت المقدس نبیوں کی بستی ہے۔ جس کی نسبت کی وجہ سے بنی اسرائیل کے گناہ معاف ہوئے اور توبہ قبول ہوئی۔

۳) جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

(پارہ نمبر ۵، آیت نمبر ۶۴، سورۃ النساء)

ترجمہ: "تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ عزوجل سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ عزوجل کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"

تشریح: یعنی یہ واضح ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کی مدد اور قربت میں دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ حکم قیامت تک ہے یعنی ظاہری وفات کے بعد بھی ہماری توبہ حضور ﷺ کی مدد اور قربت سے ہی قبول ہوگی۔ آج بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ مدینہ منورہ میں حاضری کے وقت سلام پڑھتے وقت یہ آیت پڑھ لیا کریں تاکہ قربتِ روضہ رسول ﷺ کی وجہ سے توبہ قبول ہو۔

اللہ عزوجل کے پیارے بعد وصال مدد کرتے ہیں۔

۱) لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط

(پارہ نمبر ۳، آیت نمبر ۸۱، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔''

تشریح: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ تم محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا حالانکہ وہ پیغمبر ﷺ آپ کے زمانے میں وفات پا چکے تو پتہ لگا کہ وہ حضرات بعد وفات حضور ﷺ پر ایمان بھی لائے اور روحانی مدد بھی کی چنانچہ سب نبیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے معراج کی رات نماز پڑھی۔ حج وداع میں بیت سے پیغمبر آپ ﷺ کے ساتھ حج میں شریک ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے اسلام والوں کی مدد پچاس نمازوں کی پانچ کروا کر کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری مدد کے لیے آخر میں تشریف لائیں گے بعد از وصال امداد کا ثبوت ہوا۔

۲) وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ o

(پارہ نمبر ۱۷، آیت نمبر ۱۰۷، سورۃ الانبیاء)

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ ﷺ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔''

تشریح: حضور ﷺ تمام جہانوں کی رحمت ہیں اور حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد جہان تو رہے گا اور آپ ﷺ کی مدد باقی نہ ہو تو عالم رحمت سے خالی ہو گیا لہذا ظاہری پردہ فرمانے اور وصال کے بعد بھی آپ ﷺ ہر عالم اور ہر زمانے میں رحمت ہیں اور رحمت فرما رہے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔

۳) وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا

(پارہ نمبر ۲۲، آیت نمبر ۲۸، سورۃ السباء)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیر نے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

تشریح: حضور علیہ الصلوٰۃ السلام ہر دور، ہر زمانے اور لوگوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے اور آپ علیہ الصلوٰۃ السلام نے لوگوں کو اللہ عزوجل کے عذاب و ناراضگی سے ڈرایا اور رضا و جنت کی خوشخبری بھی دی۔ للناس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی وفات کے بعد دنیا میں آئے اور تا قیامت آتے رہیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی رحمت سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

۴) وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج

(پارہ نمبر ا، آیت نمبر ۸۹، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

تشریح: واضح ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے بھی لوگ آپ علیہ الصلوٰۃ السلام کے نام کی مدد سے دعائیں کرتے اور فتح حاصل کرتے تھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی مدد دنیا میں آنے سے پہلے شامل حال تھی تو بعد میں بھی رہے گی۔ اسی لیے آج بھی مسلمان ہونے کے لیے آپ ﷺ کے نام کا کلمہ پڑھنا ضروری ہے۔ درود و سلام سے آفات دور ہوتی ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ السلام کے تبرکات سے فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات سے بنی اسرائیل جنگوں میں فتح حاصل کرتے تھے اور یہ سب بعد وفات کی مدد ہے۔

ایمان والوں کے مددگار بہت ہیں۔

۱) وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط

(پارہ نمبر ۱، آیت نمبر ۸۷، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: اور پاک روح سے اس کی مدد کی۔

تشریح: اس سے مراد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہیں کہ اللہ عزوجل کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد واعانت کیا کرتے تھے۔

۲) مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ ط

(پارہ نمبر ۳، آیت نمبر ۵۲، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ عزوجل کی طرف۔

تشریح: یہ وہ مددگار تھے جنھوں نے اللہ عزوجل کے دین کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد فرمائی اور حواری کہلاتے تھے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد واستعانت کرتے تھے۔

۳) وَاجْعَلْ لَّنَامِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا ٥

(پارہ نمبر ۵، آیت نمبر ۷۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

تشریح: مشرکین مکہ کمزور مسلمانوں پر بے رحمانہ ظلم کرتے تھے اور طرح طرح کی ایذائیں دیتے تھے یہ مظلوم مسلمان اللہ عزوجل سے دعائیں کرتے تھے یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا ولی وناصر کیا اور انہیں مشرکین کے ہاتھوں سے چھڑایا اور مکہ مکرمہ فتح کر کے ان کی زبردست مدد فرمائی۔

۴) وَتَعَاوَنُوْاعَلَی الْبِرِّوَالتَّقْوٰی

(پارہ نمبر ۶، آیت نمبر ۲، سورۃ المائدہ)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

تشریح: یہاں زندگی کا ایک زریں اصول سمجھایا اور سکھایا جا رہا ہے کہ ہر نیکی اور بھلائی اور فلاح کے کاموں میں ایک دوسرے کے کام آؤ تعاون کرو۔اسی طرح اقوامِ عالم سے بھی تمہارے تعلقات کی اساس یہی ہونی چاہیے۔

۵) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

(پارہ نمبر ۶، آیت نمبر ۵۵، سورۃ المائدہ)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ عزوجل اور رسول اور ایمان والے۔

تشریح: مسلمانان اسلام کو بتادیا گیا کہ تمہارے خیر خواہ ہمدرد، ناصر اور مددگار صرف اللہ عزوجل، اس کا رسول ﷺ اور مومن ہیں یعنی ان کے علاوہ دوست مت بناؤ۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝

(پارہ نمبر ۱۰، آیت نمبر ۶۴، سورۃ الانفال)

۶) ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ عزوجل تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

تشریح: اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ کی مدد واستعانت کے لیے اللہ عزوجل اور آپ کے مومن غلام کافی ہیں۔آپ ﷺ کو کسی غیر کے سہارے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

۷) اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۝

(پارہ نمبر ۱۹، آیت نمبر ۸۹، سورۃ الشعراء)

ترجمہ: ”مگر وہ جو اللہ عزوجل کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔“

تشریح: قلبِ سلیم سے مراد مومن کا دل جو کہ کفر ونفاق کی بیماریوں سے محفوظ ہوتا ہے۔ایسے

مومن کا مال جو کہ راہِ حق میں خرچ ہوا ہو اور نیک اور صالح اولاد کے اعمال اور ان کی دعائیں اس کی بخشش اور درجات کی بلندی کا باعث ہوں گی اور انھیں نفع پہنچائیں گی۔

۸) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝

(پارہ نمبر ۱۹، آیت نمبر ۱۰۰، ۱۰۱، سورۃ الشعراء)

ترجمہ: ''تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں اور نہ کوئی غم خوار دوست۔''

تشریح: یہ بات کفار اس وقت کہیں گے جب دیکھیں گے کہ انبیاء و اولیاء و صالحین و ملائکہ و مومنین، ایمان والوں کی شفاعت فرما رہے ہیں اور ان کی دوستیاں کام آ رہی ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جنتی کہے گا کہ میرے فلاں دوست کا کیا حال ہے اور وہ دوست کے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے دوست کو نکالو اور جنت میں داخل کردو تو جو جہنم میں رہ جائیں گے وہ یہ کہیں گے کہ ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے نہ کوئی غم خوار دوست۔ خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں ایماندار دوست بڑھاؤ کیونکہ وہ قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔

۹) وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

(پارہ نمبر ۱۵، آیت نمبر ۸۰، سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول فرمائی اور آپ ﷺ کے دین کو غلبہ فرمایا اور ہر مخالف اور مخالفت پر فتح عطا فرمائی، دشمنوں پر غالب ہوئے اور مخالفین اور دشمنوں سے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو محفوظ فرما دیا۔

۱۰) فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ

(پارہ نمبر ۱۶، آیت نمبر ۹۵، سورۃ الکہف)

ترجمہ: تو میری مدد طاقت سے کرو۔

تشریح: مسلمان بادشاہ ذوالقرنین علیہ السلام کہ جنھیں کچھ علماء نبی بھی لکھ سکتے ہیں کو لوگوں نے داستانِ غم سنائی تو آپ نے ان سے جسمانی مدد کا فرمایا اور کہا کہ جتنا جسمانی کام تم کر سکتے ہو وہ کرو اور اپنی طاقت سے میری مدد کرو میں ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا تا کہ ظالم قوم تم تک نہ پہنچ سکے۔

۱۱) وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝

(پارہ نمبر ۲۸، آیت نمبر ۴، سورۃ التحریم)

ترجمہ: اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

تشریح: اس میں ایمان والوں کو کہا جا رہا ہے کہ اگر حق کی طرف رجوع رہیں اور اپنی اصلاح کر لیں اور ثابت قدم رہیں تو پھر اللہ عزوجل، اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جبرائیل امین علیہ السلام اور تمام صالح مومنین اور فرشتے ان کے مددگار ہیں۔

نیکوں کے طفیل بروں پر کرم

۱) وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ج

(پارہ نمبر ۱۲، آیت نمبر ۸۲، سورۃ الکہف)

ترجمہ: اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔

تشریح: علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندے کی صلاح و تقویٰ کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد حتیٰ کہ سات پشتوں اور خاندان اور اس کے پڑوسیوں کی حفاظت فرماتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں

مذکور ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے گرتی ہوئی دیوار تعمیر کردی اور موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض فرمایا تو آپ نے کہا کہ اس دیوار کے نیچے خزانہ دفن ہے اور جن کا یہ خزانہ ہے وہ بچے چھوٹے ہیں اور ان بچوں کے والد نیک آدمی تھے لہذا اللہ نے چاہا کہ دیوار تعمیر کردی جائے تا کہ خزانہ ظاہر نہ ہو اور بڑے ہو کر وہ بچے اسے حاصل کرلیں۔ یہ درحقیقت ایک نیک بندے کے طفیل اس کے بچوں پر اللہ کا کرم ہے۔

۲) وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط

(پارہ نمبر ۲۷، آیت نمبر ۲۱، سورۃ الطّور)

ترجمہ: ''اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی۔''

تشریح: ایک انتہائی اعلیٰ کرم نوازی کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر مقبول بندوں کی اولاد باایمان اس دنیا سے رخصت ہوئی تو جنت میں وہ اپنے والدین سے ملادی جائے گی۔ اگرچہ ان کے اعمال زیادہ اچھے نہ ہوں۔ مقبولانِ بارگاہ رب العزت کے والدین، ان کی بیویاں اور ان کی اولاد کو اُن کے طفیل اعلیٰ مقامات پر فائز کردیا جائے گا اور ان کے اعمال کا پورا ثواب دیا جائے گا۔

۳) فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ الخ

(پارہ نمبر ۵، آیت نمبر ۶۹، سورۃ النساء)

ترجمہ: ''تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ عزوجل نے فضل کیا۔''

تشریح: ان خوش نصیبوں کا ذکر ہو رہا ہے جنھیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

اطاعت کا شرف نصیب ہوا تو انھیں ان لوگوں کی قربت اور معیت نصیب ہو گی یعنی انبیاء ،صدیقین ،شہداء اور صلحاء کی ۔اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا یہ کتنا اعلیٰ اور شیریں ثمر ہے۔

وسیلہ اولیاء اللہ ضروری ہے

۱) يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

(پارہ نمبر ۱۵، آیت نمبر ۵۷، سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔''

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے ۔مقبولان بارگاہ ایزدی کا وسیلہ پکڑنا اور ان سے دعا کرانا جائز ہے ۔صحابہ کرام کشودِ مشکلات کے لئے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا کرتے تھے ۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دستِ مبارک جب دعا کے لیے اٹھتا تو اللہ تعالیٰ ان کی مشکلیں آسان فرمایا کرتا۔

۲) وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج

(پارہ نمبر ۱، آیت نمبر ۸۹، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔''

تشریح: سید الانبیاء ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود اپنی حاجات کے لیے حضور پاک ﷺ کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے ۔معلوم ہوا کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے ۔یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل ہی جہاں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے

خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔

۳) فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص

(پارہ نمبر ۲، آیت نمبر ۱۴۴، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''تو ضرور ہم آپ ﷺ کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی ہے۔''

تشریح: سیدِ عالم ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امید پر دورانِ نماز آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی حالت میں ہی کعبہ کی طرف پھر گئے۔ مسلمانوں نے بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اسی طرف رخ کیا یعنی پرودگارِ عالم کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا منظور ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی خاطر اور وسیلہ سے کعبہ شریف کو بنایا گیا۔

۴) فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ط

(پارہ نمبر ۱، آیت نمبر ۳۷، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''پھر سیکھ لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب عز و جل سے کچھ کلمے تو اللہ عز و جل نے ان کی توبہ قبول کی۔''

تشریح: جب آدم علیہ السلام سے بھولے سے خطا سرزد ہوئی تو فرطِ ندامت سے اتنا روئے کہ آنسوؤں کے دریا بہا دیئے۔ منقول ہے کہ آدم علیہ السلام تمام روئے زمین کے انسانوں سے رونے میں بڑھ گئے ہیں۔ سالہا سال روتے رہے مگر مغفرت کی خوشخبری نہ ملی۔ آخر رحمتِ خداوندی کو ترس آ گیا اور چشم عنایت مائل بہ کرم ہوگئی اور ایسے کلمات زبان سے نکلے کہ جن کے ادا کرنے سے آپ علیہ السلام کی توبہ قبول ہوگئی۔ علماءِ حق فرماتے ہیں کہ وہ کلمات یہ تھے۔ ''اے اللہ عز و جل! میں تجھ سے محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے

التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔'' حق تعالیٰ نے ان کی بخشش فرمادی۔حضرت آدم علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مقدسہ سرعرش لکھا دیکھا تھا۔

۵) **لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ○**

(پارہ نمبر ۹، آیت نمبر ۱۳۴، سورۃ الاعراف)

ترجمہ: ''بے شک اگر تم ہم پر عذاب اٹھادو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کردیں گے۔''

تشریح: فرعونیوں پر جب بھی کوئی عذاب نازل ہوتا اور انھیں اس سے بچنے کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی تو بے بس ہوکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتے اور عرض کرتے اے موسیٰ علیہ السلام اپنے رب عزوجل سے دعا مانگو کہ یہ عذاب ٹل جائے تو پھر ہم آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ علیہ السلام کے ساتھ روانہ کردیں گے ۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور برکت سے عذاب ٹال دیا جاتا تو وہ پھر منکر ہوجاتے ۔ہر بار وہ وعدہ کرتے اور جب مشکل آسان ہوجاتی تو پھر وعدہ توڑ دیتے۔

۴) **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا** الخ

(پارہ نمبر ۶، آیت نمبر ۳۵، سورۃ المائدہ)

ترجمہ: ''اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔''

تشریح: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام کامل فرماتے ہیں کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد مرشد کامل ہے ۔یعنی حقیقی کامیابی کے لیے مجاہدہ وریاضت سے پہلے مرشد ازبس ضروری ہے اور مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا دشوار ہے نیک اعمال

،عبادات پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا اور نظریات فاسدہ سے بچنا یہ سب مجاہدہ میں شامل ہیں۔

۷) **تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ** ط

(پارہ نمبر ۱۱، آیت نمبر ۱۰۳، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: ”آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں ستھرا اور پاکیزہ کیجیے اور ان کے حق میں دعائے خیر کیجیے۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرما رہا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنین کو گناہ کی نحوست سے پاک کیجئے اور ان کے دل کے آئینہ پر جو گناہ کا گرد وغبار بھی باقی ہے اسے صاف وشفاف فرما دیجئے اور ان کے لیے اپنے لبِ مقدسہ وا فرمایئے کہ آپ کی زبانِ مقدسہ اور الفاظ ہمارے ہاں مقبول ہیں۔

۸) **فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ**

(پارہ نمبر ۱، آیت نمبر ۶۱، سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ”تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کیجئے ہمارے لیے اپنے پروردگار سے کہ نکالے ہمارے لیے وہ جن کو زمین اگاتی ہے۔“

تشریح: بنی اسرائیل اپنی تمام تر نافرمانیوں کے باوجود یہ جانتے تھے کہ ہمیں اپنے رب عزوجل سے جو تمنا اور طلب مل سکتی ہے تو اس کا وسیلہ اور ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ مقدسہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی برکت اور دعا کی وجہ سے ہی زمین اور آسمان کی نعمتیں ملتی ہیں۔

۹) **هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ** ج

(پارہ نمبر ۳، آیت نمبر ۳۸، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''یہاں پکارا زکریا علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل کو۔''

تشریح: حضرت زکریا علیہ السلام نے بی بی مریم پاک رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہو کر اولاد کی دعا مانگی، تا کہ قربِ ولی کی وجہ سے دعا جلد قبول ہو۔

۱۰) لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيۡهِم مَّسۡجِدًا ٥

(پارہ نمبر ۱۵، آیت نمبر ۲۱، سورۃ الکہف)

ترجمہ: ''قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔''

تشریح: مسلمانوں نے اصحابِ کہف کے غار پر مسجد بنائی تا کہ ان کی برکت سے عبادت زیادہ قبول ہوا کرے۔ یعنی بزرگوں کے چلے جہاں انہوں نے عبادت کی وہاں دعا کرنا، عبادت کرنا اور اس جگہ کی تعظیم کرنا باعثِ ثواب ہے۔ اسی لیے اہلِ اللہ کے مزارات پر لوگ حصولِ برکت کے لیے جاتے ہیں اور یہ سب اہل ایمان کے قدیم طریقے ہیں۔

بیعت ہونا ضروری ہے

قیامت میں پیشوا کے ساتھ حشر ہوگا

۱) يَقۡدُمُ قَوۡمَهُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

(پارہ نمبر ۱۲، آیت نمبر ۹۸، سورۃ الھود)

ترجمہ: ''اپنی قوم کے آگے ہوگا قیامت کے دن۔''

تشریح: یعنی جس طرح دنیا میں جو بھی کسی لیڈر کے، رہنما کے یا کسی پیشوا کے پیچھے چلتا رہا قیامت کے دن اس کا حشر بھی اپنے اس پیشوا کے ساتھ ہوگا۔ ہر لیڈر اور ان کے

پیروکار میدان حشر میں حاضر کیے جائیں گے تو اگر کسی کامل ولی وصحیح النسب کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہوگا اور ان کی پیروی اختیار کی ہوگی تو وہ بھی اپنے پیشوا کے ساتھ جنت میں جائیں گے اور کسی نے گمراہ لیڈر کی پیروی اختیار کی وہ ان کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔

۲) **یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ج**

(پارہ نمبر ۱۵، آیت نمبر ۷۱، سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔''

تشریح: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد وہ امام زماں ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت کی ہو یا باطل کی یعنی ہر قوم اپنے پیشوا کے پاس جمع ہوگی۔ جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی۔ نیک لوگ جو دنیا میں اولیائے کرام کے دامن سے بندھے رہے تو روزِ حشر بھی ان ہی کے ساتھ ہوں گے۔

۳) **اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط**

(پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۱۰، سورۃ الفتح)

ترجمہ: ''وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ عزوجل ہی سے بیعت کرتے ہیں۔''

تشریح: یہ آیت بیعتِ رضوان کے موقع پر نازل ہوئی۔ اصحابہ کرام کے اشتیاق اور کامل رغبت کی وجہ سے اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا۔ یہ بیعت اگرچہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہوئی۔ لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرنا ہے۔ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا۔ لیکن درحقیقت یہ دستِ خدا تھا۔ صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ علیہم الرضوان سے بیعت لیا کرتے تھے۔ اس آیت سے بیعت کی سنت اور مشائخین سے اکتسابِ فیض ثابت ہوتا ہے۔

۴) لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۱۸، سورۃ الفتح)

ترجمہ: ''بے شک اللہ عزوجل راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔''

تشریح: یعنی اس بیعت کرنے اور ان کے دلوں کے یقین، صبر اور وفا کے پاکیزہ جذبات کی وجہ سے اللہ عزوجل نے انہیں اپنی رضامندی کی سند عطا فرمائی ہے۔ اس آیت سے بیعت رضضوان سے مشرف ہونے والوں کا خلوص اور ایمان ثابت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کی یہ ادا بہت پسند اور محبوب ہے۔

۵) اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی

(پارہ نمبر ۲۸، آیت نمبر ۱۲، سورۃ الممتحنہ)

ترجمہ: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوں مسلمان عورتیں اس پر بیعت کرنے کو۔''

تشریح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں سے بھی بیعت لی ہے یعنی ہر مسلمان چاہے مرد ہو یا عورت اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیاری سنت پر عمل کرتے بیعت کے فیضان سے مستفیض ہونا چاہیے اور کسی کامل اللہ عزوجل کے بندے کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دینا چاہیے تاکہ دنیا اور آخرت میں اس کی فضیلتیں اور برکتیں، رحمتیں عطا ہوں۔

ایصالِ ثواب حق ہے۔

۱) وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط

(پارہ نمبر ۱۱، آیت نمبر ۹۹، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: ''اور جو خرچ کریں اسے اللہ عزوجل کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔''

تشریح: ان کا ذکر ہے جو لوگ راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ کی دعا کا سبب سمجھتے ہیں یعنی جب اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اس یقین سے خرچ کرتے ہیں کہ اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا اور حضور ﷺ خوش ہوکر ہمارے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بلند مقصد اور حضور ﷺ کی دعائیں اس کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

۲) وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝

(پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۱۹، سورۃ الذاریت)

ترجمہ: ''اور ان کے مالوں میں حق تھا، منگتا اور بے نصیب کا۔''

تشریح: مانگنے والا وہ ہوتا ہے جو لوگوں سے سوال کرے اور محروم وہ جو حاجت مند ہو اور حیاء سے سوال نہ کرے یعنی صرف اللہ عزوجل کی رضا و قربت کے لیے غریبوں، بے سہاروں، یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کی مدد کہ جس سے اللہ عزوجل کی رضا حاصل ہو اور حضور ﷺ خوش ہوکر دعا فرمائیں۔ اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کے علاوہ یعنی نفلی صدقہ ہے۔

۳) وَاَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ط

(پارہ نمبر ۲۷، آیت نمبر ۲۱، سورۃ الطور)

ترجمہ: ''ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی۔''

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ نیکوں کی مومن اولاد جنت میں اپنے ماں باپ کے ساتھ رہے

گی اگر چہ اولاد کے اعمال ماں باپ سے کم درجہ کے ہوں ایسے ہی نابالغ بچے جنت میں اپنے والدین کے ساتھ ہوں گے حالانکہ کوئی نیکی نہ کہ، معلوم ہوا کہ کسی کی نیکی دوسرے کے کام آجاتی ہے۔ اسی وجہ سے ایصالِ ثواب، فاتحہ وغیرہ کرتے ہیں بلکہ حج بدل بھی دوسرے کی طرف سے کرسکتے ہیں۔

۴) **فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ**

(پارہ نمبر ۵، آیت نمبر ۷۰، سورۃ النساء)

ترجمہ: ''تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ عزوجل نے فضل کیا۔''

تشریح: اس آیت مقدسہ میں فرمانبرداروں کو یہ نوید سنائی جارہی ہے کہ باوجود فرقِ منازل واعمال کے وہ مومنین ومومنات جنہوں نے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے احکامات مانے ،ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا فضل وکرم، عنایات ورحمتیں ہوئیں۔ انہیں تسکین دی گئی کہ عالی مقامات تک رسائی نہ ہونے کے باوجود محض محبت اور اتباع کی وجہ سے انہیں محبوبین ومقربین کی باریابی اور معیت نصیب ہوگی۔

رب العالمین اپنے پیاروں کے اوصاف وفضائل ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔اولیاء اللہ کی رہنمائی پر عمل کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور جاننا چاہیے کہ فرمان اللہ کے مطابق اولیائے اللہ من دون اللہ ہیں۔ شیطان سے اولیاء اللہ کو ملانا سراسر جہالت گمراہی بلکہ کفر ہے۔ ایسے عقائد کفریہ سے رب کریم اپنی پناہ عطا فرمائے۔ اپنے عارفین، صادقین ،صالحین اور کرم والوں کو قرب اور سنگِ کامل عطا فرمائے۔ **آمین ثم آمین اللّٰھم آمین!**

بِجَاهِ النَّبِيِّ الْمُرْسَلِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ

وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآاَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱) حضرت عبداللہ بن بسرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ذکرِ الٰہی کے حکم میں اسلام کے مجھ پر بہت سے احکام ہیں آپ مجھے اپنی بات بتادیں جس پر میں تکیہ کروں تب نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

"تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمیشہ تر رہے۔" (ترمذی شریف)

۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ "جب بندہ ذکرِ الٰہی کے لیے اپنے ہونٹوں کو ہلاتا ہے اور ذکرِ الٰہی کرتا ہے تو اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔" (بخاری شریف)

۳) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ "ان اشخاص کی مثال جو اللہ رب العالمین کو یاد کرتے ہیں زندوں کی سی ہے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والوں کی مثال مردوں کی طرح ہے۔ (بخاری شریف)

۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ "شیطان ابنِ آدم کے دل سے چپکا ہوا ہے لیکن جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے اور جب ابن آدم ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔"

(بخاری شریف)

۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ "کہ ہر چیز کے لیے صفائی کی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی خدا کی یاد ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کے عذاب سے مکمل نجات دلا دے اور وہ ذکرِ الٰہی ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جہاد بھی اس کے مقابل نہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد بھی حتیٰ کہ لڑتے لڑتے تمہاری تلوار بھی ٹوٹ جائے۔ (بیہقی)

۶) حضرت ابو ہریرہ و ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''جب کوئی جماعت ذکرِ الٰہی کے لیے بیٹھتی ہے تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ سکون و اطمینان نازل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے قریبی ملائکہ سے کرتا ہے۔'' (مسلم شریف)

۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''جب تمہارا گزر جنت کے باغوں سے ہو تو اس کے میوے کھاؤ۔'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا جنت کے باغ کون سے ہیں؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ''ذکر و شغل کے حلقے۔'' (ترمذی)

۸) نبی اکرم ﷺ نے اذکار کی محفلوں کو جنت کے باغوں سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا کہ جب تم ذکر کے باغوں سے گزرو تو ان سے کھایا کرو۔ یعنی جب کوئی شخص کسی سے ذکر کی محفل سے گزرے تو اسے بھی ذکر کی محفل میں شامل ہونا چاہیے۔ اللہ کے نیک اور صالح بندے اکثر ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ لہذا ان کی صحبت میں بیٹھ کر ذکر کرنا اور بھی بہتر ہے اس کے علاوہ خود بھی حلقہ ذکر قائم کرنا کارِ ثواب ہے۔

۹) فرمایا وہ آدمی روزِ حشر اس شخص کے ساتھ ہوگا جسے وہ دنیا میں دوست رکھتا ہو۔ دوستانِ حق دنیا و عقبیٰ میں حق کے ساتھ ہوں گے۔ (حدیثِ نبوی)

۱۰) دنیا مردار ہے اس کے طالب کتے ہیں۔ کتا تو مردار کھا کر سیر ہو جاتا ہے لیکن دنیا دار کی حرص کبھی ختم نہیں ہوتی۔ (حدیثِ نبوی)

۱۱) ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا۔ آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱) اپنے نفس کو پہچاننے والے۔ ان کا شغل ریاضت و مجاہدہ ہوتا ہے۔

۲) خدا کو پہچاننے والے۔ ان کا شغل تسلیم و رضا کی طلب ہوتی ہے۔

یوم ینفخ فی الصور۔ حدیثِ مبارکہ حضور سرورِ عالم ﷺ سے ایسے لوگوں کا حال

پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن گنہگار امت کے دس فرقے ہوں گے۔

۱) ایک فرقہ بندروں کی صورت پر ہوگا۔ سو وہ جو دنیا میں آپس میں لڑتے رہتے ہیں اور فساد کرتے تھے۔

۲) دوسرا فرقہ سوروں کی صورت پر ہوگا۔ وہ حرام خوروں کا یعنی جو دنیا میں حرام کا مال کھاتے رہے۔

۳) تیسرا فرقہ وہ ہوگا جن کو فرشتے دوزخ میں منہ کے بل گرائیں گے وہ سود خور ہوں گے۔

۴) چوتھا فرقہ قیامت کے دن اندھا ہوگا۔ یہ وہ ظالم ہوں گے جو دنیا میں غریبوں پر ظلم کرتے تھے۔

۵) پانچواں فرقہ بہرا اور گونگا ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے کام کرتے ہوئے شیخی بگھارتے اور ڈینگ ہانکتے رہے اور لوگوں پر اپنی بڑائی ظاہر کرتے رہے۔

۶) چھٹا فرقہ وہ ہوگا جن کی زبانیں منہ سے نکل کر چھاتی پر لٹکتی ہوں گی اور وہ چاہیں گے کہ زبان کو منہ کے اندر لے جائیں لیکن نہ لے جاسکیں گے ان کے منہ سے پیپ بہے گی اور تمام اہلِ حشر ان کو دیکھ کر گھن کھائیں گے۔ یہ وہ لوگ اہلِ علم ہوں گے کہ دوسروں کو تو پند و نصیحت کرتے اور برے کاموں سے روکتے تھے اور خود وہی کام کرتے تھے۔

۷) ساتواں فرقہ لنجا لنگڑا ہوگا یعنی ان کے ہاتھ پیر کٹے ہوں گے۔ یہ لوگ وہ ہوں گے جو اپنے ہمسائیوں کو اذیت، تکلیف اور دکھ دیتے تھے۔

۸) آٹھواں فرقہ آگ کے ستونوں پر لٹکایا جائے گا یہ لوگ وہ ہوں گے جو چغل خوری، غیبت کر کے دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا اور برائی ڈال دیتے تھے۔

۹) نواں فرقہ وہ ہوگا جن کے جسم سے سڑے مردار کی بدبو آئے گی یہ لوگ دنیا میں زنا کاری کرتے رہتے تھے۔

۱۰) دسواں فرقہ وہ ہوگا جن کے بدن پر سیاہ چیونٹے چمٹے ہوں گے اور وہ ان کے جسم

کو کاٹ کر کھا رہے ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو تکبر و گھمنڈ، غرور تمکنت کرنے والے ہوں گے۔

ہمارے دین اسلام کے پانچ اہم بنیادی ارکان ہیں اور ان ارکان میں ایک اہم رکن نماز ہے نماز کی اپنی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔اس کی افادیت تمام دیگر ارکان سے مختلف ہے کیونکہ اس رکن کا تعلق براہِ راست بندے اور مولا کے درمیان ہے۔نماز ہی بندے اور ربِ کل کے درمیان ایک ایسا رابطہ ہے جس کی مثال دنیا کے دیگر کسی مذہب میں نہیں۔اس رکن اسلام کے اجتماعی اور انفرادی بے شمار فوائد ہیں یہی وہ عمل ہے جو روح انسانی کی حقیقی غذا اور دل کی جلا ہے۔

اسی لیے قرآن کریم میں نماز قائم کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے یہی وہ عمل ہے جو بندے کی عبدیت اور رب العالمین کی ربوبیت ظاہر کرتی ہے۔سید دو عالم تاجدارِ مدینہ آقائے نامدار نے ارشاد فرمایا۔نماز ہی بندے کو اس کے مولا سے ملاتی ہے پاک بے نیاز کے انوار و تجلیات سے بندے کو مستفیض کراتی ہے نماز کے ذریعہ سے ہی بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔اور یہی وہ مقام ہے کہ ایک بندہ اپنے معبودِ حقیقی کے قرب کے انوار و تجلیات سے مستفیض ہو جائے یہی ایک بندے کی معراج ہے۔

ایک ایسا عمل جو عبد اور معبودیت کے درمیان ایک رابطہ پیدا کرتا ہے بلکہ بندے کا بندہ ہونا جس پر منحصر ہے اس عمل کو ادا کرنے کے لیے، اس کو قائم کرنے کے لیے، مکمل اور احسن طریقے کے ساتھ اس کی اسی طرح تکمیل کرنی چاہیے جس طرح ہمارے پیارے نبی حضور سیدنا رحمت عالم اور آپ کے جانثار اور اس امت کی وہ ہستیاں جنہوں نے نظام دین کو ہم تک پہنچایا اس کی پیروی کی جانی چاہیے۔

جس شخص کو حق تعالیٰ اپنی معرفت عطا کر دے اس کے لیے مناسب نہیں کہ اپنے نفس

کو معصیت سے ذلیل کرے ایمان وتقویٰ دونوں لازم وملزوم ہیں۔

دراصل فقیر وہ ہے جس کو محبت نے وحشی بنادیا ہو اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر دنیا سے لو لگائے تو اس کی خوشی درحقیقت غم ہے۔

تن یعنی بدن کی اصلاح تین چیزوں پر منحصر ہے۔

اکتفا۔ اتقاء۔ رزقِ حلال

ان چیزوں سے الفت پانا جن سے طبیعت کو الفت ہوتی ہے۔ مومن کو حقیقت سے گرا دیتی ہے۔

تمام علم دو کاموں میں جمع کیا گیا ہے۔

۱) اللہ نے جس چیز کی آرزو تیرے دل سے نکال دی ہے اس کے لیے تکلف نہ کر۔

۲) اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا کرنا تجھ پر فرض کیا ہے اس کو ضائع نہ کر۔

محبت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ نہ جفا سے کم ہوتی ہے اور نہ ہی احسان وعطا سے بڑھتی ہے۔ (کیونکہ دونوں محبت کے سبب ہیں)

اس رکن نماز کی افادیت اور اہمیت کو سمجھنا اور ارکان نماز کو اس کی حقانیت کے ساتھ ادا کرنے سے ہی معراج کی حقیقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جاننا چاہیے کہ نماز میں تکبیر مقام ہیبت ہے۔ قیام، مقام قربت ہے، قرات مقام مکالمت ہے، رکوع مقام خوف ہے، سجود مقام مشاہدہ ہے اور قعود مقام الفت ہے۔

اوّل مقام: تکبیر یعنی مقام ہیبت

اپنے تمام حواس ظاہراً سے نیت کی کہ میں اپنے مالکِ حقیقی کے روبرو کھڑا ہوں۔ جب کوئی بندہ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے دل میں اس بادشاہ کی ہیبت طاری ہوتی ہے اور جب بندہ اس کے دربار میں حاضر ہو جو تمام

بادشاہوں، تمام حاکموں کو حکومت دینے والا ہے، جورب العالمین معبودِ حقیقی ہے اس کی ہیبت طاری نہ ہونا ممکن ہے اور اگر (معاذ اللہ) ہیبت طاری نہیں ہوتی تو اس کا مطلب یہ ہے بندہ (معاذ اللہ) کفر کر رہا ہے اس لیے بندہ جب بارگاہ قدس میں حاضر ہو تو اس پر ہیبت لم یزل کے آثار آنے چاہییں۔

دوم مقام: قیام یعنی مقامِ قربت

دوسرا مقام حالتِ نماز میں قربت الٰہی ہے ۔جو حالت قیام کی افادیت ظاہر کرتا ہے یعنی جب بندہ اس کے دربار میں تکبیر کہہ کر حاضر ہوا اور اپنے آپ کو مالکِ حقیقی کے سامنے پایا۔اب یہاں بندے پر یہ کیفیت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے رب کے سامنے حاضر ہے اور اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے۔یہ مقام قربت ہے اور قربت الٰہی کی اس کیفیت کی حالت میں بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں مناجات کرے۔

سوئم: قرأت یعنی مقامِ مکالمت

یہ مقام مکالمت ہے اپنے معبود کی حمد و ثنا کرے اور اپنی عاجزی بیان کرے اور جب اپنی عاجزی بیان کرے تو رکوع میں جھک جائے۔

چہارم: رکوع یعنی مقامِ خوف

یہ مقام خوف ہے یعنی بندہ اپنی کوتاہیوں اور ناشکری کے اقرار کا کرتا ہے اور اس کی نعمتوں کے شکر کا ادا کرتا ہے۔

پنجم: سجود یعنی مقامِ مشاہدہ

جب بندہ اس حد تک اس کی حمد و ثنا کرتا ہے اور اس کی رحمتوں اور نعمتوں کا، اس کی کبریائی کا اور عظمت کا اور اپنی تمام عاجزی وانکساری کے ساتھ اس کے انکساری کے آخری مقام پر پہنچ کر اپنا سر اس کے سامنے رکھ دیتا ہے۔یہ وہ مقام ہے جہاں بندہ اپنے

مولا کو بہت غفور الرحیم پاتا ہے یعنی وہ مالکِ حقیقی جو بے نیاز ہے اپنے بندے کو اپنے انوارِ تجلیات سے مالا مال کر دیتا ہے اور یہ ہی مقام مشاہدہ ہے اور یہی ایک مومن بندے کی معراج ہے کہ خداوندِ کریم اپنے بندے کو اپنی رحمتوں سے مستفیض کرتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ سجدہ تن خضوع اور دل خشوع ہے۔

ششم: قعود یعنی مقامِ الفت

خداوند کریم اپنے بندہ سے راضی ہو جاتا ہے جب اس کے انوارِ تجلیات سے فیض یاب ہو جاتا ہے تو اس کا دل اس کی روح محبت خداوند کریم سے سرشار ہو جاتی ہے اور یہی مقام قعود ہے جو مقام اُلفت ہے۔

نماز بے خضوع و خشوع مثل قالب بے روح کے ہے۔ مومنوں کی رستگاری اسی میں ہے کہ نماز با خشوع ادا کریں۔ نماز میں خشوع ماسوائے اللہ کے پرہیز کرنا ہے۔

خضوع و خشوع سے مراد ہے کہ اللہ کے روبرو عاجزی کرنا اور گڑگڑانا۔ اس کے احکام کی تکمیل میں گردن رکھ دینا جو شخص خاشع ہوتا ہے شیطان اس کے نزدیک نہیں آتا ہے۔ خضوع اپنے آپ کو اس کی نیازمندی میں نیست کر دینا ہے اور جو انسان کامل پر غالب ہوتی ہے۔

☆----☆----☆

باب یازدہم

اورادووظائف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاالہ الااللہ محمدالرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہرنماز کے بعددس (۱۰) مرتبہ کلمہ شریف پڑھنے سے ۲۰ سیکنڈ میں ۲۰ ہزار نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

بہارِ درودوسلام

صلوا علی الحبیب وسلم

''بیشک! اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی (غیب بتانے والے) پر ،تو اے ایمان والوتم بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درودوسلام بھیجو۔''

مندرجہ بالا قرآنی آیت اس بات کی روشن دلیل ہے کہ مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے اور سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر یعنی درود شریف کی کیا عظمت واہمیت ہے کہ خود خالقِ کائنات فرماتا ہے کہ آگاہ ہو جاؤ، کسی قسم کے شک وشبہ میں نہ پڑو، میں خود (اللہ) اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں ،میری جو سب سے تابعدار نوری مخلوق یعنی فرشتے ہیں وہ بھی اس (غیب بتانے والے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور ساتھ ہی خصوصیت کے ساتھ اپنے مومن بندوں (یعنی کہ جو مقام محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں اورادب اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کی فضیلت سے واقف ہو کر خالصتاً محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال ہیں) سے بھی فرمار ہا ہے کہ میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درودوسلام کے نذرانے بھیجو، لہٰذا جو بھی صاحبِ دل ،مخلص، اہل ایمان ہوگا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پُرنور پر زیادہ
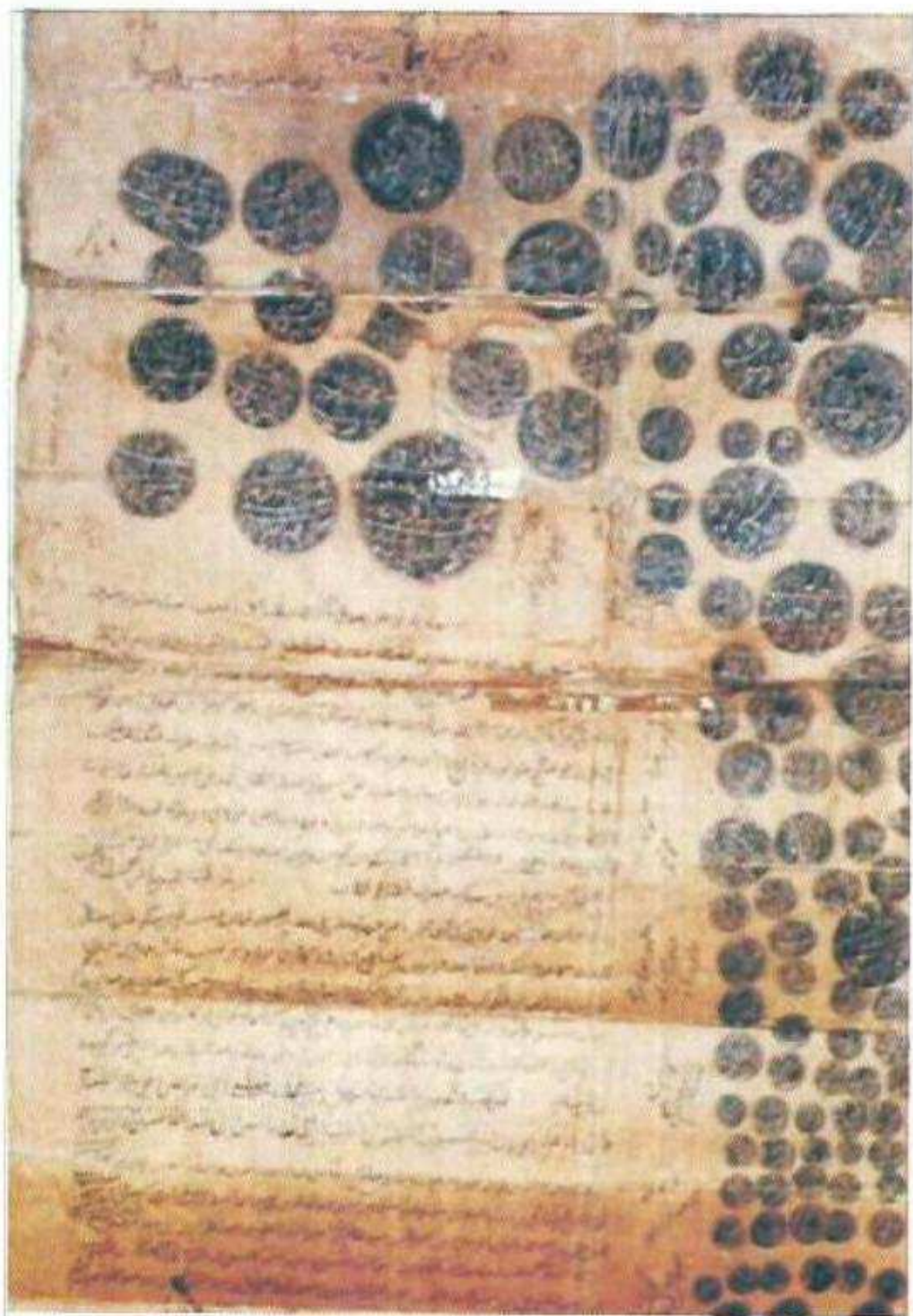
یہ شاہی فرمان مبارک کا عکس ہے

مزار مبارک حضرت سیدنا امیر مظہر علی شاہ صاحب
اشرفی ابوالعلائی کا ایک پُر نور اندرونی منظر
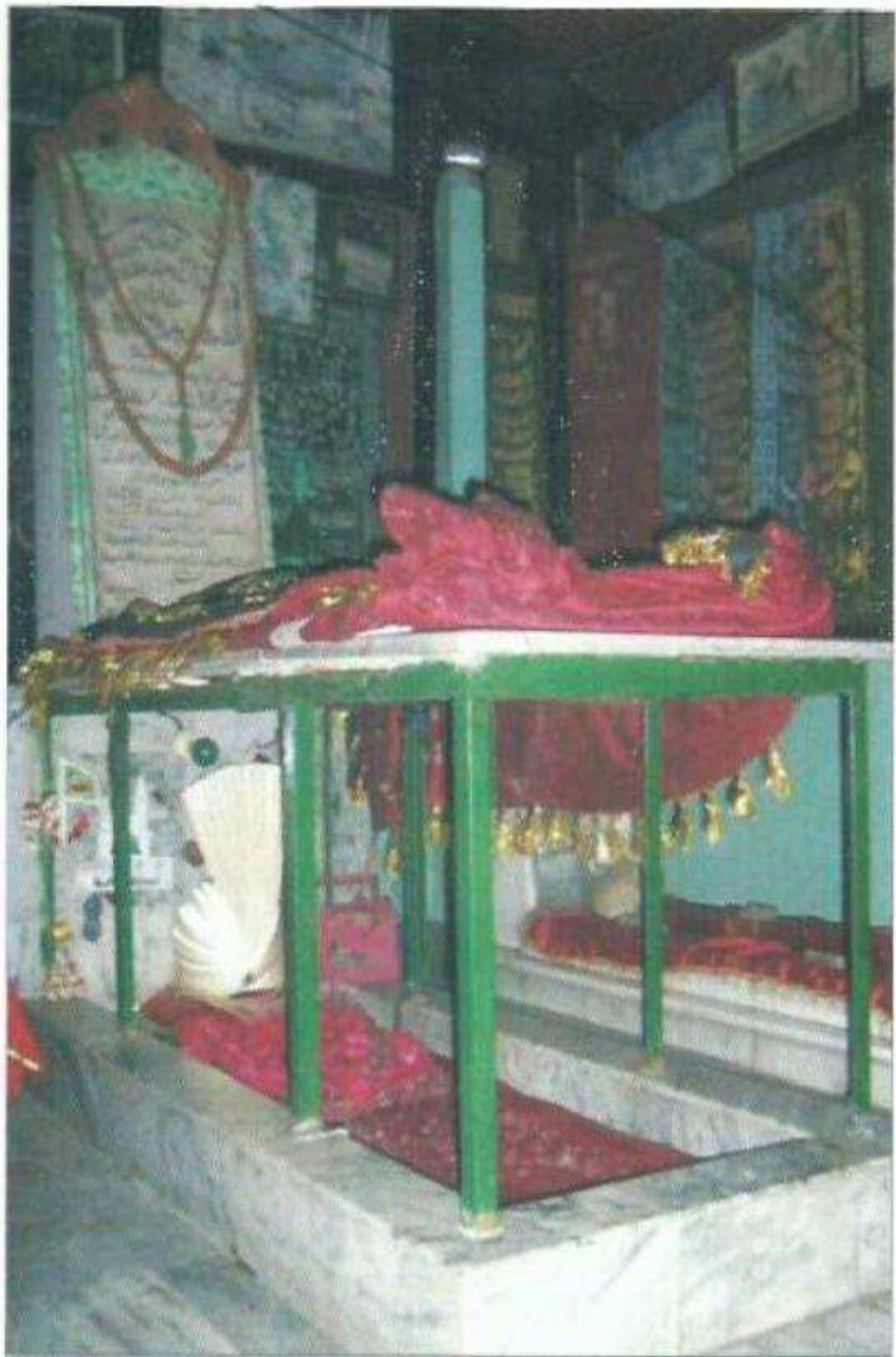
مزار مبارک حضرت سیدنا امیر محمد علی شاہ صاحب اشرفی ابوالعلائیؒ (صوفی میاں)

تاج مبارک

سید ھارخ سے مرشدی سلسلے سے

الحاج حاجی الحرمین شریفین حضرت قبلہ

سید علی حسین شاہ الجیلانی

سرکارِ کلاں مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی الرحمۃ

تاج مبارک دوسرے رخ سے مرشدی عطیے سے اولاد حاجی الحرمین الشریفین حضرت قبلہ سید علی حسین شاہ اشرفی جیلانی سرکار کلاں مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی الرحمۃ
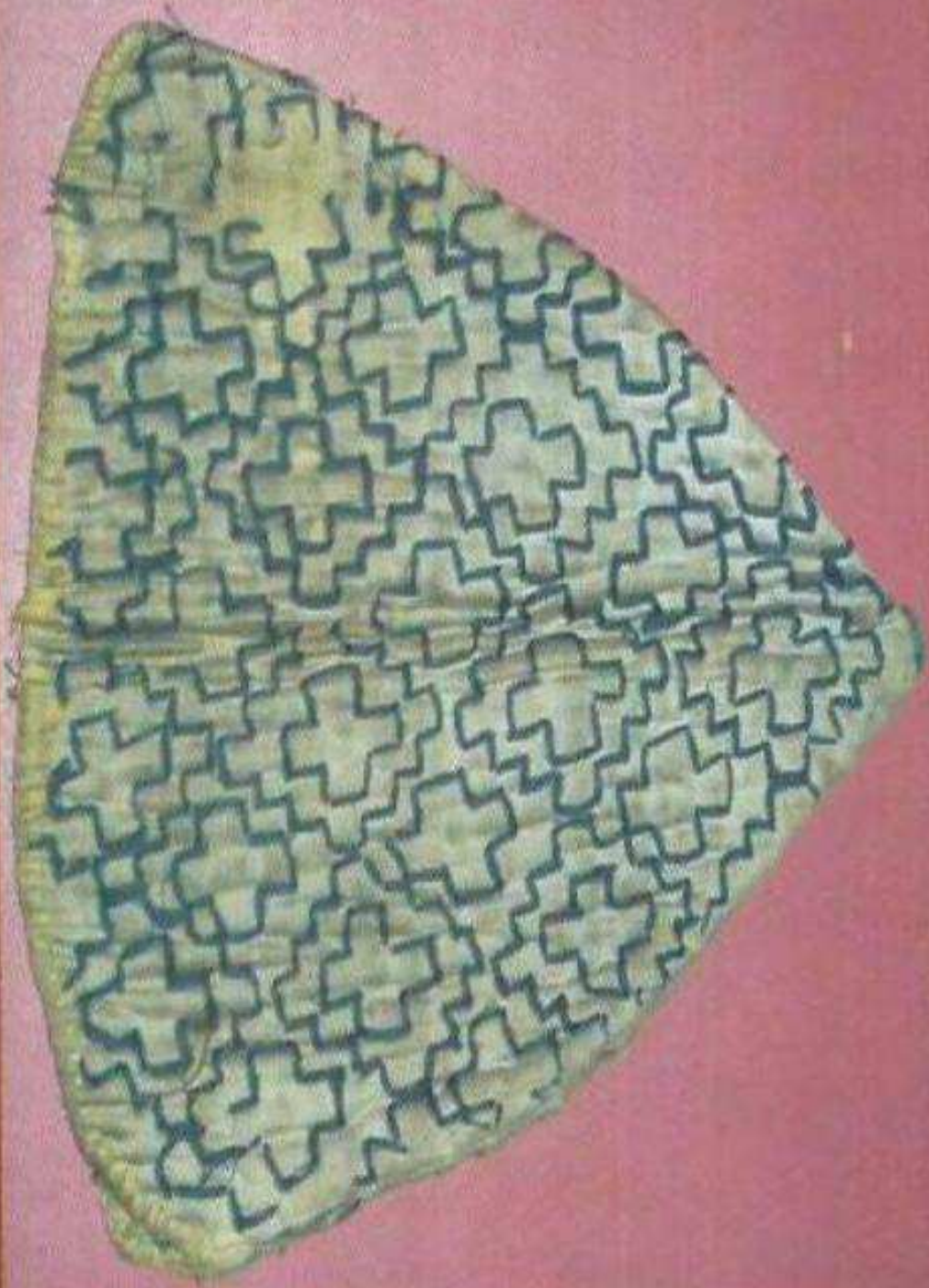
عمامہ شریف الحاج امیر سید مظہر علی شاہ صاحب دادا حضرت امیر سید اسد علی شاہ صاحب ابوالعلائی

جبۂ مبارکہ مرشدی ومولائی الحاج امیر سید مظہر علی شاہ ابوالعلائی الرحمۃ

تاج مبارکہ آقائی قبلہ والدِ بزرگوار حضرتِ امیر سید محمد علیؒ المعروف صوفی میاں الرحمۃ

سے زیادہ درود و سلام کے نذرانے بھیجنے کی کوشش کرے گا۔

درود و سلام کے نذرانے بھیجنا دراصل ہمارے ایمان کی نشانی بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ

''اے ایمان والو! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجو، اس بات کی صریح دلیل ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ آنحضور ﷺ پر درود و سلام نہ بھیجے۔''

حدیثِ مبارکہ بھی ہے کہ

''جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کی راہ بھول گیا۔''

لہٰذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان سے یہاں یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دین و دنیا اور آخرت کی سلامتی و عافیت درود و سلام میں پنہاں ہے۔

آنحضور ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ

''تمہارا مجھ پر درود شریف پڑھنا مجھے پہنچا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے فرشتے مقرر فرمائے ہوئے ہیں کہ جو تمہارا مجھ پر درود شریف پڑھنا مجھ تک پہنچا دیتے ہیں اور شب جمعہ اور جمعہ کے پورے دن میں خود اپنے امتی کا درود و سلام پڑھنا، سنتا اور ملاحظہ کرتا ہوں۔''

سرکارِ دو عالم ﷺ کا فرمان عالیشان یہ بھی ہے کہ

''تمہاری دعائیں اس وقت تک بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت کا درجہ نہیں پا سکتیں جب تک ان کے شروع اور آخر میں درود و سلام نہ شامل ہو اور دعائیں زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتی ہیں۔''

لہٰذا سرکارِ دو عالم ﷺ پر درود و سلام دعاؤں کی مقبولیت کے لیے لازم و ملزوم اور قبولیت کا ذریعہ ہیں۔

سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ درود و سلام کے نذرانے بھیجنا رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے بھی ظاہر ہے اور اس کی برکت سے ہی قربِ محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتا ہے جو کہ ہر مومن کا مدعا آرزو، دل کی صدا، روح کی تسکین اور ایمان کی تکمیل ہے۔ بڑی بڑی بزرگ ہستیوں کو جو بلند اور اعلیٰ مقامات عطا ہوئے ہیں وہ صرف اور صرف اتباعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور درود و سلام کی کثرت کی وجہ سے عطا ہوئے ہیں۔

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے بزرگوں اور مشائخین کی اتباع میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور سنتوں پر عمل کے ساتھ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام کے نذرانے پیش کر کے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا عملی ثبوت پیش کریں۔

جہاں روشن از جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دلم زندہ شد از وصالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جاننا چاہیے کہ اوراد و وظائف میں سب سے بہترین اور مجرب عمل صالحہ کثیر فیضان و کرم کا خزانہ ہے تو صرف درود شریف آقائے نامدار فخرِ کون و مکاں سید دو عالم رحمتِ مجسم، مونس جان و ایمان، ہادی کل فخر رسل سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر بھیجنا افضل ترین اکمل و کامل وظیفہ ہے۔

ہر مسلمان مومن کو چاہیے کہ وہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس واطہر پر درود شریف کا نذرانہ حسنِ عقیدت کے ساتھ اپنے معمولاتِ زندگی میں شامل کرے۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے جو کوئی اس درود شریف کو ایک بار پڑھے گناہ اس کے بخشے جائیں اور اگر کسی کے ماں باپ بیٹے سے ناراضگی کی حالت میں مر گئے ہوں تو وہ ذیل اس درود شریف کو ۲۰ بار پڑھ کر اپنے والدین کو بخشے والدین کی خوشنودی ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) مَا دَامَتِ الصَّلٰوتُ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) مَا دَامَتِ الْبَرَکَاتِ وَصَلِّ عَلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي الْاَسْمَآءِ وَصَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی نَفْسِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي الْاَنْفَاسِ وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي الْقُبُوْرِ وَصَلِّ عَلٰی تُرْبَتِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي التُّرَابِ وَصَلِّ عَلٰی رَوْضَةِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي الرِّیَاضِ وَصَلِّ عَلٰی نُوْرِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي الْاَنْوَارِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِي الْاَجْسَادِ وَصَلِّ اللّٰہ تعالٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ٥

۲) دین ودنیا کی حاجتیں برآری کے لیے:

ایک شخص دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا طریقہ تعلیم فرمادیں کہ میری دنیاوی حاجتیں پوری ہوتی رہیں اور آخرت بھی ایمان پر ہو۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بعد نماز مغرب دو رکعت نفل پڑھ لیا کرو اور اس میں بعد الحمد کے ۱۵ مرتبہ **اذازلزلت الارض زلزالها** دوسری رکعت میں بھی اسی طرح یہ سورتیں پڑھ لیا کرو تمہاری حاجتیں پوری ہوں گی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو سرکارِ دوجہاں نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اپنی مراد کو پہنچا۔ یہ نفل مداومت اور عقیدت سے پڑھنے چاہیں انشاء اللہ حق تعالٰی دین اور دنیا کی حاجات پوری کرے گا۔

۳) حضرت معاذ رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا سرکارِ دو جہاں نے کہ میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں تم اس کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔ دین و دنیا کے تمام مصائب حل ہو جائیں گے۔

اول آخر درود شریف ۵،۵ مرتبہ اور درمیان میں ایک سو ایک بار

اللهم انی وعلی ذکرك وشكرك وحسن عبادتك

۴) ہر قسم کی آفات اور پریشانیوں سے نجات کے لیے

اول آخر درود شریف طاق عدد درمیان میں کم از کم ایک سو ایک بار اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو بار **حسبنا الله نعم الو کیل**

قرض سے نجات کے لیے بعد نماز فجر یا مغرب۔ اول آخر درود شریف طاق عدد درمیان میں (۴۱) اکتالیس مرتبہ **اذاجانصر الله و الفتح** سورہ نصر پوری پڑھیں۔

۵) کسی ناگہانی پریشانی کو دور کرنے کے لیے اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں بکثرت پڑھیں جتنا زیادہ پڑھا جائے گا۔ انشاء اللہ اسی قدر جلد فائدہ ہوگا۔

آیت: **والآ خرۃ خیر لک من الاولیٰ**

☆☆☆

دُرودِ خاص

صَلَّی اللّٰہ عَلَیکَ یَامُحَمَّدُ نُورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰہِ

20 سیکنڈ میں 20 ہزار نیکیاں

ہر نماز کے بعد 10 مرتبہ

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

تمام مخلوق کے اعمال کے برابر ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ عَدَدَمَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ مِنْ خَلْقِکَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ کَمَا یَنْبَغِی لَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ ط

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز صبح کو دس مرتبہ یہ درود شریف پڑھتا ہے تو اس کی وجہ سے تمام مخلوق کے اعمال کے مثل ثواب حاصل کر لیتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ط

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ درودِ پاک بکثرت پڑھتے تھے اور اس کی برکت سے حساب و کتاب سے محفوظ رہے۔ (ملخص از سعادۃ الدارین ۲۹)

دیدارِ مصطفی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحَابِہٖ وَسَلِّمْ ط

بزرگوں نے فرمایا کہ جو شخص ہر جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات اس درود شریف کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا موت کے وقت سرکارِ مدینہ ﷺ کی زیارت کرے گا اور قبر میں داخل ہوتے وقت بھی یہاں تک کہ وہ دیکھے کہ سرکار دو عالم ﷺ اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اتار رہے ہیں۔ (افضل الصلوٰۃ علی سید السادات)

80 سال کے گناہ معاف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ ط

سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے روز عصر کے بعد 80 بار یہ درود پڑھے اللہ عزوجل اس کے 80 برس کے گناہ معاف فرمائے گا۔

دن بھر درود پڑھنے کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِیْ اَوَّلِ کَلَامِنَا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِیْ اَوْسَطِ کَلَامِنَا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِیْ اٰخِرِ کَلَامِنَا ط

بزرگوں نے فرمایا جو شخص درود شریف کو تین بار دن اور تین بار رات میں پڑھ

لے تو گویا دن اور رات بھر درود پڑھتا رہا۔

درودِ فقری

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَفْضَلِ الْحَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْعَظِیْمِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحَابِہٖ وَسَلِّمْ ط

زیارت نبی کریم ﷺ دینی و نیوی فیوض و برکات، رنج و غم سے نجات سکون قلب کے لیے اس درودِ پاک کو روزانہ 100 مرتبہ پڑھنا انتہائی مفید ہے۔

ایک لاکھ درودِ پاک کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ الْاٰثَارِ وَالْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ط

اس درودِ پاک کو ایک مرتبہ پڑھا جائے تو ایک لاکھ مرتبہ درودِ پاک پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ نیز اگر کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو یہ درودِ پاک پانچ سو مرتبہ پڑھے انشاء اللہ عزوجل اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (احسن الکلام فی فضائل الصلوٰۃ والسلام)

آبِ کوثر سے بھرا پیالا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمُحِبِّیْہٖ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حوضِ کوثر سے بھرا پیالہ پینا چاہے وہ اس درودِ پاک کو پڑھے۔

مال میں خیر و برکت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ط

صاحبِ روح البیان فرماتے ہیں جو شخص اس درودِ پاک کو پڑھے گا اس کا مال دولت دن رات بڑھے گا۔

ایمان کے ساتھ خاتمہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مُّنْطَلِقِ عِنَانِ جَوَادِ الْاِسْمَانِ فِیْ مَیْدَانِ الْاِحْسَانِ مُرْسِلًا مُّرْشِدًا اِلٰی رِیَاحِ الْکَرَمِ فِیْ رَوْضِ الْجِنَانِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ ط

شیخ سعد الدین حموی سے منقول ہے کہ اس کے ورد سے آدمی ایمان کی حالت سے اس دنیا سے جائے گا۔

دین و دنیا کی نعمتیں حاصل کیجیے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ اِنْعَامِ اللّٰہِ وَاَفْضَالِہٖ

اس درودِ پاک کو پڑھنے سے دین و دنیا کی بے شمار نعمتیں حاصل ہوں گی۔

چھ لاکھ درودِ پاک کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ

شیخ الدلائل سید علی بن یوسف مدنی نے حضرت جلال الدین سیوطی سے روایت کہ کہ اس درودِ پاک کو ایک بار پڑھنے سے چھ لاکھ درودِ شریف کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ جو اس درودِ پاک کو ہر روز ہزار بار پڑھے گا وہ دونوں جہاں میں سعادت مند ہوگا اس درود شریف کو الصلوت السعادت کہتے ہیں۔ (نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات ۱۰۱)

گیارہ ہزار درود کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ صَلٰوۃً اَنْتَ لَھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا اَھْلٌ ط

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اس درودِ پاک کا ایک مرتبہ پڑھنا گیارہ ہزار مرتبہ پڑھنے کے برابر ہے۔

چودہ ہزار درودِ پاک کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ کَمَالِ اللّٰہِ وَ کَمَا یَلِیْقُ بِکَمَالِہٖ ط

اس درودِ پاک کو صرف ایک مرتبہ پڑھنے سے چودہ ہزار درودِ پاک پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (افضل الصلوۃ ۱۸۶)

قربِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ ط

ایک دن ایک شخص آیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھالیا اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا یہ کون

ذی مرتبہ ہے۔ جب وہ چلا گیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا وہ امتی ہے جب مجھ پر درود پاک پڑھتا تو یوں پڑھتا۔ (سعادت الدارین ۱۸۳ القول البدیع ۴۸)

درودِ خضری

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

یہ ایسا درودِ پاک ہے کہ نہ فقط روضہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہوتی ہے بلکہ مرادیں پائی جاتی ہیں اور محبت میں یقیناً اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ فی الحقیقت درودِ خضری ایک بڑی نعمت ہے۔

درودِ ابراهیمی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۞ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۞

حدیثِ مبارکہ : جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کی راہ بھول گیا۔

لاعلاج مرض کا علاج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى قَلْبِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْقُلُوْبِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْقُبُوْرِ ط

حضرت شیخ شہاب الدین ارسلان کو بعض صلحاء نے خواب میں دیکھ کر اپنے مرض کی شکایت کی تو انھوں نے فرمایا۔ تریاق مجرب سے کیوں غافل ہو یہ درودِ پاک پڑھا کرو۔

درودِ شفاعت

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یوں درودِ پاک پڑھے اس کے لیے میری شفاعت ہو جاتی ہے۔

درودِ نور

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ وَ سَيِّدِ الْاِبْرَارِ ط

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حدیث شریف نقل ہے کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کی حفاظت کرنے والا ہے اور تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے۔

ہر قسم کی پریشانی سے نجات کے لیے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِيْلَتِيْ اَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

سید ابن عابد بن نے کہا کہ میں نے اسے ایک فتنہء عظیم میں پڑھا جو دمشق میں واقع ہوا اسے ابھی دو سو مرتبہ بھی نہیں پڑھا تھا کہ مجھے ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ فتنہ ختم ہو گیا ہے۔ (فضائل درود ۱۸۱)

درودِ ہزارہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ ط

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے درود شریف کو کثرت سے پڑھنے والا ایک آدمی دیکھا وہ سپین کا لوہار تھا جب میں نے ان سے ملاقات کی اور دعا کے لیے درخواست کی تو مجھ کو عجیب وغریب فائدہ حاصل ہوا۔

ایک ہزار دن کی نیکیاں

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاھُوَ اَھْلَہٗ ط

یہ درودِ پاک پڑھنے والے کے لیے ستر ہزار فرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔ (طبرا)

بارش کے وقت یہ درود پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ ط

گناہوں کی بیماری سے شفا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ اَنْبِیَائِکَ وَاَکْرَمِ اَصْفِیَائِکَ مَنْ نُّوْرِہٖ جَمِیْعُ الْاَنْوَارِ وَصَاحِبِ الْمُعْجِزَاتِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ

اگر کوئی اس درود پاک کو کثرت سے پڑھے تو انشاء اللہ عزوجل ہر برائی اس سے چھوٹ جائے گی۔ عبادت میں لطف آئے گا اور آدمی عابد اور پرہیز گار بن جائے گا۔

درودِ شفا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَآئِھَا وَعَافِیَۃِ الْاَبْدَانِ وَشِفَآئِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَآئِھَا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ط

کسی بھی مرض سے شفاء کے لیے اس درودِ پاک کا ورد مجرب ہے۔

زیارت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب گار کے لیے تحفہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ ط

حدیثِ مبارکہ: جو شخص یہ درودِ پاک پڑھے اس کو خواب میں میری زیارت ہوگی اور جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ مجھے قیامت کے دن بھی دیکھے گا اور جو مجھے قیامت کے دن دیکھے گا میں اس کی شفاعت کروں گا وہ حوضِ کوثر سے پانی پیے گا اور اس کے جسم کو اللہ عزوجل دوزخ پر حرام کر دے گا۔ (کشف الغمہ القول البدیع ۴۳)

دنیا و آخرت کی سرخروئی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ مَا فِیْ جَمِیْعِ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا حَرْفًا وَّبِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا ط

قرآنِ کریم کی تلاوت کے بعد جو شخص اس درودِ پاک کو پڑھے گا وہ دنیا و آخرت میں

سرخرو رہے گا۔ (روح البیان سورۃ الاحزاب)

درودِ اعلیٰ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِیْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ ط

صلوۃ ناصری میں لکھا ہے کہ یہ درود شریف پڑھنے والا ابد امنی ،دابزنی ،خوف ،حادثات چوری وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔

درود برائے مغفرت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمُوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ درودِ پاک پڑھے اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

☆-----☆-----☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صرف 15 منٹ میں

9 قرآن پاک اور ایک ہزار آیات پڑھنے کا ثواب مل سکتا ہے۔

سبحان اللہ

ایک تو پورے قرآن پاک پڑھنے کی جو فضیلت ہے اس کی برابری نہیں ہو سکتی ۔دوسرا اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اس امتِ محمدیہ ﷺ پر ہے کہ اس نے چھوٹی چھوٹی سورتوں کے پڑھنے پر کتنی بڑی فضیلت دے رکھی ہے جو ذات قرآن پاک کے چھوٹے سے حصے کی تلاوت کرنے پر اتنا بڑا انعام دے رہی ہے وہ پورے قرآن پاک کی تلاوت پر راضی ہو کر کتنا اجر عظیم دے گی۔

سورۃ الفاتحہ

(تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب دو قرآن کے پڑھنے کے برابر ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٣ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧

آیۃ الکرسی

(چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾

سورۃ القدر

(چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

سورۃ الزلزال

(دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝٥ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝٧ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨

سورۃ العادیات

(دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝٤ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝٥ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝٦ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝٧ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝٨ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ ۝٩ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ ۝١٠ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝١١

سورة التکاثر

(ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣
ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝٥
لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ
يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨

سورة الکفرون

(چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢ وَلَآ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦

سورة الخلاص

(تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ ۝٣
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

سونے سے پہلے تین مرتبہ پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ سمندر کے جھاگ کی مانند ہوں۔

سورة النصر

(چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ ۝١ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ
اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حصولِ روزگار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنِ

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جو شخص روزی روزگار یا کاروبار میں برکت کا خواہشمند ہو وہ اس کا روزانہ سو (100) مرتبہ ورد کرے انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ بہت برکت فرمائے گا۔

(حدیث شریف)

دعاء الکرب

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ 0 لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط (مستطرف ج ۲ ص)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَا لِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اَعْطَانِیْہِ رَبِّیْ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ

اَکْبَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ اللّٰہَ رَبِّیْ لَآ
اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَآؤُکَ
وَتَقَدَّسَتْ اَسْمَآءُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ اَعُوْذُبِکَ
مِنْ شَرِّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ وَّمِنْ شَرِّ
قَضَآءِ السُّوْءِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ
بِنَاصِیَتِہَآ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

(مستطرف ج ۲ ص ۲۵۵)

مندرجہ بالا دونوں دعاؤں کی فضیلت:

برائے حفاظت مال وجان وایمان دیگر جن وانس ڈر خوف دور کرنے کے لیے روزانہ صبح وشام ایک ایک مرتبہ پڑھیں۔

☆-----☆-----☆

خاندانِ قادریہ کا ایک مجرب نسخہ

(حل مشکلات)

پہلے شیرینی پر فاتحہ سرکار دو جہاں وخواجگان کی دیں۔ پھر اول آخر درود شریف بمعہ بسم اللہ شریف کے طاق عدد میں پڑھیں اور درمیان میں ستر مرتبہ یہ رباعی پڑھیں۔

یارب بہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وعلی وزھرا

یارب بہ حسن حسین وہم آلِ عبا

کن لطف برآر حاجتم ہر دو سرا

بے منتِ خلق یا علی الا علی

بحقِ شیخ ابوالخیر ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے مقصد کے لیے بارگاہِ رب العزت میں دعا کریں۔

برائے حاجت برآری دین و دنیا کے لیے

بروز جمعہ بعد نماز مغرب اول آخر درود شریف پھر یہ اسم مبارکہ پڑھیں اذانِ عشاء تک۔

یاالله هو یارحمن یارحیم یاکریم

دعا کی قبولیت کے لیے

بعد نماز مغرب ایک سو ایک بار۔

یاارحم الراحمین ارحمنا

☆☆☆

اقتباس از وظائفِ اشرفی

طریقہ ذکر و مراقبہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ابو العلائیہ

اول فاتحہ بروح بزرگانِ خاندان نقشبندیہ پڑھے طالب روح بقبلہ دوزانو روبرو مرشد کے بیٹھے شیخ پشت بقبلہ دَم روک کر بزبان قلب لا کو بائیں طرف سے دوزانوں سے گزرتے ہوئے گردن کو پستی سے داہنے منڈھے پر پہنچا کر اِلٰہ ختم کر کے الا اللہ قلب پر سختی سے پہنچادے۔ ایک حلقہ 0 مدور بن جاوے۔ اس کو ذکرِ جاروب کہتے ہیں۔ کم از کم تین بار ایک دَم میں گردش کے ساتھ کرے محمد الرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) زبانِ قلب سے اندر جس دَم کہہ کر سانس چھوڑے پھر بار دوم تھوڑا وقفہ کر کے اسی طرح ذکر کرے۔ پھر سوئم ایسا ہی کرے۔ مرشد ہر بار طالب سے اسی طرح معائنہ کریں اور طالب تصور برزخ شیخ یعنی شکل مرشد کا لحاظ رکھے۔ پہلے مرشد خود ذکر کر کے طالب سے ہر بار معائنہ کریں۔ اس قوت کو بڑھاتا جاوے۔ طاق کا لحاظ رکھے۔

اس عمل کو پانچ۔ سات۔ گیارہ۔ اکیس۔ اکتالیس تک پہنچائے تعجیل (عجلت) نہ کرے۔

مراقبہ نظری اول: مرشد اپنی دونوں آنکھیں برابر چشم ہائے طالب کر کے فیض پہنچائے اور طالب نگاہ برابر رکھے۔ اکتسابِ فیض اور انوار کو بخشوع حاصل کرتا رہے۔ یہ طریقہ بحضوری مرشد کے ہے۔ اور غیب میں شیخ کے بہ تصور برزخ یعنی صورت مرشد کے۔ یہ مراقبہ قائم رکھے اور کہے۔

دست شیخ از غائباں کوتاہ نیست

حضر اور سفر، بحر و بر میں بہ تصور برزخ مرشد ہمیشہ یہ ذکر و مراقبہ نماز پنجگانہ کے بعد معمول رکھے۔ مختصر طور پر مگر بعد نماز مغرب اور نماز تہجد اطمینانِ کامل کے ساتھ مشغول رہے۔

مراقبہ دوم: روبرو مرشد کے طالب جانب قلب شیخ متوجہ ہو کر فیض یاب ہو۔ اور شیخ مراقب ہو کر فیض رسانی میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔ یہ مراقبہ صرف موجودگیِ مرشد میں

ہوتا ہے نہ غیب میں البتہ بحضوری مزار مرشد خود خواہ مزار دیگر بزرگان دین کے پشت بقبلہ برابر سینہ صاحب مزار اوّل سلام و فاتحہ عرض کر کے مراقب ہو اور یہ خیال کرے کہ قلب صاحبِ مزار سے انوار اور فیوضات لا متناہی آ کر میرے قلب میں جمع ہوتے ہیں جیسا کہ وقت طلوع آفتاب کے کسی روزن سے سلسلہ انوارات دکھائی دیتا ہے اور نسبت ہر ایک بزرگان جداگانہ ہوتی ہے۔ کہیں خوشبو سے دماغ کا معطر ہونا، کہیں قلب پر خنکی کا اثر، کہیں جوشِ رقت، کہیں وجدانی کیفیت اس کو صاحب نسبت تمیز کر سکتے ہیں کہ یہ نسبت کس بزرگ کی ہے۔ بعض اشخاص کسی امر کے لیے مرضی یا نہ مرضی دریافت کرنے کو مراقبہ پیش مزار کسی برگزیدہ خدا کے ہوتے ہیں۔ بشرط صفائی قلب اس وقت جو خیال پیدا ہو وہ ارشاد منجانب صاحب مزار متصور ہوگا۔

مراقبہ ثالث: بہ تصور برزخ مرشد دو زانو بدستور سابق بیٹھ کر زبان تالو سے لگائے ہوئے اسم ذات کو خیال کرے کہ عرش سے مثل بارش بارانِ برنگ طلائی آ کر میرے قلب میں جمع ہوتا ہے اس کو ایک ساعت یا کم معمول رکھے اور دم کا روکنا صرف تین بار ذکر خفی میں ہے۔ مراقبہ میں نہیں ہے۔

مراقبہ چہارم: اسم یا اللہ بخط طلائی اپنے قلب صنوبری پر منقش ملاحظہ کرے یا اللہ کو بچشم قلب دیکھے اس کو مداومت کرے جب معائنہ بچشم ظاہر ہو جاوے اور لطف اٹھاوے پھر یہ اسم تمام جسم پر درون و بیرون بخط طلائی منظورِ نظر ہوگا۔

اندروں و بروں و از پس و پیش
درچپ و راست و زیر بالائی

لطیفہ روح اور سر اور خفی اور اخفی اور قلب اور عرش یعنی دماغ اور نفس جو متصل ناف ہے۔ روح اور قلب یمین و یسار زیر پستان میں حلقی (اللہ) میں اسم ذات دکھائی دے گا اور اس کے لیے خلوص اور تخلیہ درکار ہے۔ اللہ تعالی اپنے بندہ عاجز پر تصدق بزرگان دین رحم فرمائے

۔اور اس کو صدق و اخلاص مرحمت ہو۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدّنا محمد و آلہ واصحابہ و اولیاءِ امّۃ اجمعین ٥

وظائفِ مختصر:

۱۔بعد نماز فجر	**یا عزیز یااللّٰہ**	۱۰۰ مرتبہ
۲۔بعد نماز ظہر	**یا کریم یااللّٰہ**	۱۰۰ مرتبہ
۳۔بعد نماز عصر	**یاجبّار یااللّٰہ**	۱۰۰ مرتبہ
۴۔بعد نماز مغرب	**یاستّار یااللّٰہ**	۱۰۰ مرتبہ
۵۔بعد نماز عشاء	**یاغفّار یااللّٰہ**	۱۰۰ مرتبہ

کشائش رزق کے لیے: بعد نماز فجر اول و آخر گیارہ بار درود شریف ۱۰۱ مرتبہ **یا عزیز** پڑھ کر کشائشِ رزق کے لیے دعا مانگیں اور اگر سورج طلوع ہو چکا ہو تو سجدہ دیں پھر دعا مانگیں۔

دیگر: ہر نماز کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ، سورۃ اخلاص دس مرتبہ، کلمہ توحید دس مرتبہ،

سبحان اللّٰہ ۳۳ مرتبہ **الحمداللّٰہ** ۳۳ مرتبہ

اللّٰہ اکبر ۳۴ مرتبہ

ایک مرتبہ کلمہ ءِ تمجید کثرت درود شریف کرو۔ نماز پنجگانہ کی پابندی لازم ہے۔

☆☆☆

عبدالمطلب

ابوطالب — عبداللہ

حضور سیدنا محمد رسول ﷺ

(1) امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہ الکریم — بنت رسول ﷺ فاطمۃ الزہراؓ

امام حسنؓ — (2) امام حسینؓ شہید کربلا

(3) بن امام علی زین العابدینؒ ← (4) بن امیر عبداللہؒ ← (5) بن امیر سید محمد

(6) امیر سید اسمٰعیلؒ ← (7) امیر سید حسینؒ ← (8) بن امیر سیّد عبداللہ

(9) بن امیر سیّد علیؒ ← (10) بن امیر سیّد محمدؒ ← (11) بن امیر سید عبداللہ

(12) بن امیر سیّد محمود ← (13) بن امیر سیّد حسینؒ ← (14) بن امیر سیّد حسنؒ

(15) بن امیر سید بادشاہ ← (16) ابن امیر سید گیلانی ← (17) ابن امیر سیّد مجتبیٰؒ

(18) بن امیر سید شرف دینؒ ← (19) بن امیر سید اعز الدینؒ ← (20) بن امیر سید اشرفؒ

(21) بن امیر سید نظام الدینؒ ← (22) بن امیر سیّد علیؒ ←(23) بن امیر سید عماد الدین امیر جاجؒ

(24) بن سید شہاب الدینؒ ← (25) بن امیر سیّد تقی الدین کرمانی ← (26) بن امیر سید عبدالباسطؒ

(27) امیر سید عبدالمالکؒ ← (28) بن امیر سید عبدالسلامؒ ← (29) بن امیر سید ابوالوفاؒ

(30) بن امیر سیدنا ابوالعلاؒ ← (31) بن امیر سید نورالعلاؒ ← (32) بن امیر سید نوراللہؒ

(33) بن امیر سید ظہور اللہ فرخ آبادی ← (34) بن امیر سید عباداللہ ← (35) بن امیر عرفان اللہؒ

(36) بن امیر سید میرؒ ← (37) بن امیر سیّد مشرف میرؒ ← (38) بن امیر سید منیر الدینؒ ← (39) امیر سید منصور علیؒ

(40) بن امیر سید ابو محمد مظہر علی اجمیریؒ ← (41) بن امیر سید محمد علی صوفی ← (42) بن امیر سید اسد علی شاہ علی عند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حـــــق، حـــــق، حـــــق،

منظوم شجرۂ عالیہ قادریہ اشرفیہ

فضل کرے یا رب محمد مصطفےٰ ﷺ کے واسطے حضرتِ مولا علی بصری حسن کے واسطے

خواجۂ صد خواجگاں عجمی حبیب حضرتِ داؤد طائی پیشوا کے واسطے

حضرتِ معروف کرخی سرّی سقطی اور جنید شبلی و تیمی و طر طوسی ولی کے واسطے

بوالحسن ہنکاریؒ و شہ بو سعید مخزمی شاہ عبدالقادر وحداد علی کے واسطے

شیخ علی افلح ابولفیث اور فاضل عیسوی حضرت غیثی جلال الدین ولی کے واسطے

اوحد الدین عبدالرزاق اور حسین سیّد اشرف شاہ محمد پیشوا کے واسطے

حسنِ ثانی سیّدی عبدالرسول شہ نور اللہ ہدایت بادشاہ کے واسطے

شہ عنایت نذرِ اشرف اور نواز صفتِ اشرف اور قلندر بخش شاہ کے واسطے

سیّدی منصب علی اشرف حسین پیرِ پیراں شہ علی الاشرفی کے واسطے

فیض کا اظہار ہو بر طالبانِ سلسلہ سیّد مظہر علی شاہ پیشوا کے واسطے

عشق خود ہمیں عطا کر سلسلہ بسلسلہ شاہِ محمد ابنِ مظہر صوفی باصفا کے واسطے

کردے جاری فیض کا چشمہ بر طالبانِ سلسلہ سیدِ اسدؔ علی شاہ کامل پیشوا کے واسطے

ہو جائیں قلب ہم سب کے طاہر خلفِ اسدؔ پیشوا کے واسطے

خلفِ صوفی اسدؔ برتر ملتجی ہیں ہر گھڑی بخشدے سب کے گنا گل اولیاء کے واسطے

واسطے میں ان بزرگوں کے دعائیں کر قبول

گل انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حــق، حــق، حــق،

منظوم شجرۂ عالیہ چشتیہ اشرفیہ المظہریہ

فضل کر یارب محمد مصطفےٰ ﷺ کے واسطے حضرتِ مولا علی بصری حسن کے واسطے

عبد واحد ابنِ زید و شاہ فضیل ابنِ عیاض شہ بلخی خذیفہ المرعشی کے واسطے

از پئے حضرت امین الدین و معشاذ و علو خواجۂ بو اسحٰق وبو احمد ولی کے واسطے

شیخ قطبِ الدین، شیخ فرید الدین، نظام الدین ولی شہ سراج و شہ علاؤ الحق ولی کے واسطے

سیّدی اوحد الدّین عبدالرزاق اور حسین شہ جعفر لاڈ صاحب پیشوا کے واسطے

سیّدی حاجی چراغ و سیّدی محمد و شمس حضرتِ راجو و شاہ احمد ولی کے واسطے

شاہ فتح اللہ میاں و یا سیّدی حضرت مراد حضرتِ بہاؤ الدین محبوبِ خدا توکل پیشوا کے واسطے

سیّدی داوٗد علی و شہ نیاز اشرف میاں سیّدی اشرف اور علی الاشرفی کے واسطے

سیّدی مظہر و مختار و صوفی رہنما اظہار و سیّد اسد بے ریا محبوبِ اولیاء و پارسا کے واسطے

واسطے میں ان بزرگوں کے دعائیں کر قبول

کُل انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حـــــق، حـــــق، حـــــق،

منظوم شجرۂ عالیہ نقشبندیہ، احراریہ، ابوالعلائیہ، اشرفیہ، المظہریہ

یَا الٰہی رحم کر خیرالوریٰ کے واسطے حضرتِ صدیق و سلماں رہنما کے واسطے

حضرتِ قاسم و جعفر اور شہ بایزید بوالحسن اور بو یوسف کے واسطے

عبدخالق غجدوانی اور عارف ریوگری حضرت محمود علی رامیتنی کے واسطے

حضرتِ بابا سماسی اور کُلال و نقشبند شاہ بہاؤ الدین محبوبِ خدا کے واسطے

خواجۂ یعقوب چرخی اور عبید و عبدحق شاہِ یحییٰ عبداللہ بو العلاء کے واسطے

خواجۂ عبداللہ احراری و میر بو العلاء شاہ محمد سیّد احمد پیشوا کے واسطے

خواجہ فضل اللہ و حضرت برکت اللہ کے طفیل حضرتِ آلِ محمد اولیاء کے واسطے

شاہِ حمزہؒ، آلِ احمدؒ، سیّدی آلِ رسولؒ شہ علی الاشرفیؒ سلطان مَا کے واسطے

فیض کا اظہار ہو بَر طالبانِ سلسلہ سیّدی مظہر علی شاہؒ پیشوا کے واسطے

بخت ہم سب کے جگا اور غنچۂ دل کو کھلا شاہ محمد ابن مظہر پیر کامل رہنما کے واسطے

عرفاں کی منزل کر دے آساں بہ طفیل شاہ اسد ابنِ محمد حق نما کے واسطے

کر دے بارشِ انوار کی ہم پر مُدام خلفِ اسد نورِ نبی کے واسطے

واسطے میں اِن بزرگوں کے دعائیں کر قبول.

کُل انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حــــق، حــــق، حــــق،

منظوم شجرۂ عالیہ نقشبندیہ، احراریہ، ابوالعلائیہ، اَشرفیہ، منصوریہ، مظہریہ

مع بطریق آبائی و مرشدی

یَا الٰہی رحم کر خیر الوریٰ کے واسطے حضرتِ صدیق و سلماں رہنما کے واسطے

حضرتِ قاسم و جعفر اور شہ بایزید بوالحسن اور بوعلی یوسف لقا کے واسطے

عبد خالق غجدوانی اور عارف ریوگری حضرت محمود علی رامیتنی کے واسطے

حضرتِ بابا سماسی اور کُلال و نقشبند شاہ بہاؤ الدین محبوبِ خدا کے واسطے

خواجۂ یعقوب چرخی اور عبید و عبد حق

شاہِ یحییٰ عبداللہ بو العلاء کے واسطے

بطریق آبائی	بطریق مرشدی
حضرتِ نور العلا اور شاہ نور اللہ ولی	حضرتِ سیّد محمد احمد و فضل الہٰ و برکت الہٰ
شاہ ظہور اللہ، عباد اللہ عرفانِ الہٰ کے واسطے	آلِ محمد شاہِ حمزہ ذوالعطا کے واسطے
سیّدو میرو شَرف اور شاہ منیر الدین شیخ	حضرتِ آل احمد و آلِ رسول و اشرفی
حضرت منصور و مظہر باصفا کے واسطے	سیّد مظہر علی شاہ پیشوا کے واسطے

عشق خود ہمیں عطا کر سلسلہ بہ سلسلہ
شاہِ محمد ابنِ مظہر صوفی باصفا کے واسطے

عرفاں کی منزل کردے آساں بہ طفیل
حضرت سیّد اسدؔ ابنِ محمد حق نما کے واسطے

ہو جائیں قلب ہم سب کے طاہر
خلفِ اسد پارسا کے واسطے

التجا کرتے ہیں اسدؔ باریابی کے لیے
سُن بھی لے ان کی دُعا شیرِ خدا کے واسطے

واسطے میں اِن بزرگوں کے دعائیں کر قبول
کُل انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حق، حق، حق،
منظوم شجرۂ عالیہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ المظہریہ

فضل کر یارب لم یزل اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے رحمتیں کر پیہم سیّد دو عالم فخرِ دو جہاں کے واسطے
جادۂ صدق و صفا پہ رہوں میں گامزن ہر دم حضرتِ مولا علیؓ سلطانِ اولیاء جہاں کے واسطے
مستِ مئے الست رہوں ماسوائے تیرے سب سے دُور رہوں حضرتِ خواجہ حسن محسنِ اہلِ تصوف بحرِ سخا کے واسطے
یہی آرزو ہے یہی جستجو، رہوں حاضر ہر دم تیرے رُوبرو حضرتِ خواجہ حبیب پیشوائے کاملاں کے واسطے
کر معطر بوئے عرفاں سے مشامِ جاں میرا حضرتِ داؤد طائی عارفِ حق عطا کے واسطے
پاؤں اُس راہ کا پتہ جاتی ہو جانبِ اہل بقا حضرتِ معروف کرخی عارفِ حق نما کے واسطے
دل کو سرِّ معرفت سے اے خدا معمور کر حضرتِ سرِّ سقطی نجم الھدیٰ کے واسطے
نہ رہے اسیر ظلماتِ نفس میں میری جاں حضرتِ خواجہ جنید سرورِ اہلِ عطا کے واسطے
معرفت سے تیری دل میرا آباد ہو نگاہ شاد ہو حضرتِ شہ شبلی صاحبِ جود و سخا کے واسطے
طالبِ فضل و کرم ہوں خستہ جاں پہ ہو کرم حضرت شیخ ابوالفضل سلطانِ پارسا کے واسطے
دے توفیق بندگی کر سکوں شکر تیرا میں ادا حضرت شیخ طرطوسی رہنمائے اولیاء کے واسطے
دولتِ عجز نیاز سے قلب و جاں معمور کر حضرتِ شیخ بوالحسن رہبر اہلِ صفا کے واسطے
دے سعادت کو سعید اخلاق سب میرے عمل حضرتِ بوسعید پیشوائے مقتدا کے واسطے
وردِ طٰہٰ ویسٰین طوفانِ عصیاں سے میری کشتی بچا حضرتِ شاہ جیلاں غوثِ اعظم دستگیرِ ناخدا کے واسطے
صابر و شاکر رہوں میں تادمِ حیات اے خدا حضرتِ شہ حداد علی رہنماءِ اولیاء کے واسطے
لذتِ کیفِ سرمدی سے روح میری ہو آشنا حضرتِ شیخ علی افلح رہنمائے سالکاں کے واسطے
شیشۂ دل کو جلا دے زنگِ عصیاں دُور کر حضرتِ شیخ ابوالغیث باعطا باصفا کے واسطے
گوہرِ مقصود سے دامنِ دل مولا بھرے حضرت شیخ عیسوی ولی باصفا کے واسطے
نیت کا اخلاص ہو اور حُسنِ عمل کا ساتھ ہو حضرت شیخ غیثی امام پارسا کے واسطے

گنجِ وحدت سے دل آباد ہو نگاہ شاد ہو حضرت شیخ جلال الدین جلالِ حق نما کے واسطے
مقبولانِ بارگاہِ الست کی جناب میں رہوں باادب حضرتِ سلطان اشرف مخدوم جہاں کے واسطے
دامِ فریبِ حرص سے مولا ہر دم محفوظ رکھ حضرت ابوالحسن عبدالرزاق ذوالعطا کے واسطے
عملِ احسن پر رہوں ثابت قدم میں مرتے دم حضرتِ سیّد حسن نُور آلِ اطہر کے واسطے
کر شہید راہِ اُلفت میں مجھے اے ربِّ کریم حضرت شہِ محمد اشرف گُلگوں قبا کے واسطے
دیکھ لوں وہ صورتِ بے مثل میں بھی خواب میں حضرت شہ محمد مہ لقا کے واسطے
از پئے حسنین مجھ کو دے بشارت خلد کی حضرتِ شہ حسین ثانی بادشاہ کے واسطے
باریابی ہو حاصل تیرے پیاروں کی جمعیت میں مجھے حضرت عبدالرسول میرے پیشوا کے واسطے
نورِ عرفاں دل سے تاباں ہو میرے مانند شمع حضرتِ شاہ نورُ اللہ پیر حق نما کے واسطے
اتباعِ ہادیٔ دو عالم مجھے بھی ہو نصیب حضرت شاہِ ہدایت ہادیٔ رہنما کے واسطے
ہو عنایت مجھ کو بھی نُورِ ظاہری و باطنی حضرتِ شہ عنایت اقلیم ہُدیٰ کے واسطے
جنسِ عصیاں ہے فزوں کر رحم کی مجھ پر نظر حضرتِ نذرِ اشرف پیرِ ہُدیٰ کے واسطے
ہو مبدّل غم براحت اے میرے بندہ نواز حضرت شہ نواز مخزنِ صدق و صفا کے واسطے
حاسدوں ظالموں کے شر سے مجھے محفوظ رکھ حضرت شہ صفتِ اشرف فضلِ عُلا کے واسطے
سنگِ غم سے شیشۂ دل کو میرے نہ چُور کر حضرت شہ قلندر بخش باصفا کے واسطے
عمل میں گفتار میں قوتِ حق مجھے بھی کر عطا حضرت اشرف حسین امام پارسا کے واسطے
سنتِ محبوبِ کبریا پر ہو میرا خاتمہ بالخیر حضرت ابو احمد اشرفی سراجِ اولیاء کے واسطے
زیرِ سایہ حشر میں تیرے میں پیاروں کے رہوں حضرتِ بومحمد شہ مظہر امامِ صادقاں کے واسطے
اتباعِ مرشدی میں ہو عمر، مولا میری تمام حضرتِ شہ محمد صوفی باصفا وانعام حق عطا کے واسطے
زیرِ سایہ رہیں پنجتن ، ہو محبوبوں کی نظر ہر قدم پیرِ حق سیّد اسدعلی شاہ محبوب اولیاء کے واسطے
کر دے بارشِ انوار کی ہم پر مُدام خلفِ اسد نورِ نبی کے واسطے
شجرۂ عالی کا پڑھنا لکھنا سننا کر الٰہی تو قبول پنجتنِ پاک و حضراتِ آلِ عبا کے واسطے
لاج رکھ، بھرم رکھ، دو عالم میں اسد مسکین کی میرے مولا میرے مجا کل انبیاء واولیاء کے واسطے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق، حق، حق

منظوم شجرۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ نیازیہ فخریہ مسکینیہ منصوریہ المظہریہ

یا الٰہی رحم کر خیر الوریٰ کے واسطے دے قوتِ ایمان کی روشنی علی المرتضیٰ کے واسطے

چھانٹ دے تاریکیوں کو دور فرما ظلمتیں حضرتِ خواجہ حسن بصری شمع ہدیٰ کے واسطے

ہو عیاں مجھ پہ رموزِ گوہر گن فکاں حضرتِ خواجہ واحد پیشوائے زاہداں کے واسطے

روشن ہو خانۂ دل ضیا نورِ اویس سے حضرت خواجہ فضیل مقرب خدا کے واسطے

کر دین و دنیا میں سرفراز اپنی رحمتوں سے حضرت خواجہ ابراہیم بادشاہ دو جہاں کے واسطے

دے آگاہی نہ ہوں دریائے حیرت میں اسیر حضرت خواجہ صدید الدین حق نما کے واسطے

ہو بادۂ توحید کا جام مجھ کو بھی عطا حضرت خواجہ امین الدین امام اتقیاء کے واسطے

شادمانی حاصل ہو قرب کی لذت سے دلِ مضطر کو حضرت خواجہ ممشاذ حق آشنا کے واسطے

پاک ہو میرا وجود ظلمتِ کفر و شر سے حضرت خواجہ ابو اسحٰق رہنمائے کاملین کے واسطے

مٹا کے اپنی ہستی کو میں پالوں حقیقت کا پتہ حضرت خواجہ ابو احمد چشتی رہبرِ خواجگاں کے واسطے

ہو میسر ہمیں بھی دولتِ صبر و رضا کی چاشنی حضرتِ خواجہ ابو یوسف رہنمائے مقبلاں کے واسطے

نہ رہوں خلق میں محتاج میں تیرے سوا حضرت خواجہ مودود چشتی رہنمائے عارفاں کے واسطے

کر اپنے فیضانِ کرم کی بارش اے ربِّ کریم حضرت خواجہ شریف ژندنی سلطان پارسا کے واسطے

اتباع کرتا رہوں میں مقربین با عطا کی حضرتِ خواجہ عثمان ہارونی پیشوائے کاملاں کے واسطے

کر مدد میری کہ مفلس لاچار ہوں بالیقین حضرت خواجہ معین الدین حسن معینِ دو جہاں کے واسطے

دے جذبۂ جاوداں پاؤں توشہ اہلِ وفا حضرتِ خواجہ قطب الدین سرورِ عاشقاں کے واسطے

دین و دنیا میں رکھ اپنی رضاؤ عطا کے ساتھ حضرت خواجہ فرید الدین زُہد الانبیاء کے واسطے

بارگاہِ فخرِ مرسلیں میں ہو حاضری نصیب حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہ کے واسطے

ہو عیاں ہم پہ بھی علمِ معرفت کی روشنی حضرت خواجہ نصیر الدین شمع نورِ ہُدا کے واسطے

کھول دے سینہ کو میرے معرفت کے نور سے حضرت خواجہ کمال الدین امام پارسا کے واسطے

ہر گھڑی تیرا کرم رہے سر پہ سایہ فگن   حضرت مولانا سراج الدین، سراجِ اولیاء کے واسطے

دے علم وہ جس پر ہو خاتمہ میرا بخیر   حضرت خواجہ علم الدین علم الہدیٰ کے واسطے

دے توفیق بندگی عجز و نیازی کے ساتھ   حضرت خواجہ محمود پیشوائے عابداں کے واسطے

دے بھیک اپنے پیاروں کی ہم بھی بھکاری ہیں تیرے   حضرت خواجہ جمال الدین جمالِ حق نما کے واسطے

مجھ سے خستہ حال پہ کر اپنی رحمت کی نظر   حضرت خواجہ حسن محمد حق عطا کے واسطے

ہو کاروانِ اہلِ بہشت کے ہمراہ میرا سفر   حضرت خواجہ محمد چشتی رہنمائے اہلِ صفا کے واسطے

ہو عطا ہم کو صحبتِ **لا خوف علیھم** اے کریم   حضرت خواجہ یحییٰ مدنی امامِ اولیاء کے واسطے

دے شرف یابی کا شرف بارگاہِ سراج المنیر میں   حضرت خواجہ کلیم اللہ شاہ رہبرِ سالکاں کے واسطے

شامل رہوں میں تیرے ناز برداروں میں خدا   حضرت خواجہ نظام الدین سلطانِ باسخا کے واسطے

ہو دولت الفخر فخری کی چاشنی ہم کو بھی عطا   حضرت خواجہ فخر الدین فخرِ اولیاء کے واسطے

سدا رہے نیاز مندی میں سر میرا تیرے آگے جھکا   حضرت خواجہ نیاز کامل پارسا کے واسطے

پردہ رکھیو روزِ محشر پردہ دارِ جہاں ہے تو   حضرت خواجہ مسکین شاہ رہبرِ سالکاں کے واسطے

جب ہو میزان کا وقت شفیع کی ہو نظر   حضرت مولانا شیر شاہ مقبولِ خدا کے واسطے

سمیع علیم ہے تو سن لے میری بھی یہ التجا   حضرت مولانا اکبر علی بادشاہ باسخا کے واسطے

وقتِ نزع جاری ہو لب سے کلمہ طیبہ کی صدا   حضرت مولانا امیر الدین باصفا و باعطا کے واسطے

ساتھ ہو ہر مشکل منزل میں تیرا الطاف و کرم   حضرت مولانا فخر الدین بادشاہ باعطا کے واسطے

تو ہی خالقِ کُل جہاں ہے خلق پہ رکھ پیہم اپنا کرم   حضرت سیّد محمد غلام شاہ رہبرِ اہلِ صفا کے واسطے

رکھ مجھے صالحین جدِّ اعلیٰ کے اسلاف پر ثابت قدم   حضرت سیّد منصور علی شاہ رہنمائے پارسا کے واسطے

شجرہ کا لکھنا پڑھنا اور سننا کر قبول   حضرت سیّد مظہر علی شاہ پیشوا کے واسطے

فیض کا اظہار ہو بر طالبانِ سلسلہ   حضرت شاہ محمد صوفی باصفا کے واسطے

عشق خود سب کو عطا کر سلسلہ بہ سلسلہ   حضرتِ سیّد اسدؔ ابنِ محمد حق نما کے واسطے

ہو جائیں قلب ہم سب کے طاہر   خلفِ اسدؔ، پیشوا کے واسطے

ہے عاصی بدحال عاجز و مسکین اسدؔ بھی نام لیوا تیرا   رحم فرما کرم فرما اس پہ کُل انبیاء و اولیاء کے واسطے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق، حق، حق،

منظوم شجرہ عالیہ ابوالعلائیہ (بطریق آبائی)

نذرانۂ عقیدت منجانب "سید اسد علی شاہ صاحب عرف منے میاں" ابوالعلائی المظہری

یا الٰہی رحم کر خیر الوریٰ کے واسطے حضرتِ مولا علیؓ شیرِ خدا کے واسطے

صدقۂ سردارِ جنت رکھ مجھے ثابت قدم پیکر صبر و رضا شہید کربلا کے واسطے

ناتوانی دور فرما اے میرے ربّ کریم عابدِ بیمار نورِ مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

یاد سے اپنی ناں رکھ غافل مجھے زاہد و عابد شہٗ عبد الہ کے واسطے

تشدید حُبِّ دیں میں کر فنا دنیا کے جھگڑوں سے بچا از پئے سید محمد پیشوا کے واسطے

چھانٹ دے تاریکیوں کو دور فرما ظلمتیں شاہ اسمٰعیل محبوبِ خدا کے واسطے

راہِ حق میں ہر گھڑی تو رکھ ثابت قدم حضرت سیّد حسین حق آشنا کے واسطے

غنچۂ دل کو کھلا اے خلق کے حاجت روا شاہ عبداللہ میرے حاجت روا کے واسطے

قلب کو حاصل ہو میرے معرفت کی چاشنی از طفیل! سیّد علی شاہ راہنما کے واسطے

مجھ سے خستہ حال پر رحمت کی کر دے اک نظر حضرت سیّد محمد باصفا کے واسطے

جاں کنی کے وقت میں لب پر ہو کلمۂ طیبہ حامیِ بیچارگاں عبدالہٗ کے واسطے

حاصلِ مقصود تو اور حامد و محمود تو سیّدی محمود محبوبِ خدا کے واسطے

بادۂ توحید کا ہو جام مجھ کو بھی عطا از پئے سید حسین تاج الاصفیاء کے واسطے

نورِ مصطفوی سے کر معمور میرے قلب کو حضرت سیّد حسن شمعِ ہُدا کے واسطے

تنگ دستی دور فرما خلق کے حاجت روا منبعِ جود و سخا سیّد بادشاہ کے واسطے

اتباع کرتا رہوں میں تابعین پاک کی شاہِ گیلاں مقتدا و رہنما کے واسطے

اپنے محبوبوں کے صدقے میں الٰہ العالمین مشکلیں آسان فرما مجتبیٰ کے واسطے

مجتبیٰ و مصطفیٰ ﷺ کی ہو زیارت کا شرف شاہ شرف الدین حضرت حق نما کے واسطے
اپنے اعزازات کی کر بارشیں مجھ پر مدام شاہ اعزالدین فخر الاولیاء کے واسطے
بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں باریابی ہو نصیب سیّد اشرف فنا فی الاصفیاء کے واسطے
صبر و نظم و ضبط کی دے مجھ کو یا رب چاشنی شاہ نظام الدین نجم الاولیاء کے واسطے
قلب کو کر دے منور بخت کو میرے جگا حضرت سیّد علی شاہ پیشوا کے واسطے
ہر گھڑی ابرِ کرم سر پر رہے سایہ فگن شاہ عماد امر جارج پارسا کے واسطے
نور حق سے دل مرا معمور کر شاہ شہاب الدین محمود باسخا کے واسطے
اتباعِ مُرشدی پر ہو خاتمہ میرا بخیر شاہ تقی الدین امام الاتقیا کے واسطے
اپنے انعاموں کی کر بارش مدام شاہ باسط پیرِ کامل بادشاہ کے واسطے
حشر کے دن لاج رکھنا از برائے پنجتن عبدِ المالک پیشوا و رہنما کے واسطے
بارگاہِ سرورِ کونین میں ہو حاضری حضرت عبدالسلام حق آشنا کے واسطے
تیری الفت تیری چاہت میں رہوں میں ہر گھڑی حضرت ابو الوفا میرے بادشاہ کے واسطے
شجرۂ ھذا کا پڑھنا اور سننا کر قبول جدِّ امجد جدِّ اعلیٰ بو العلاءؒ کے واسطے
زاہد و عابد و پارسا حضرت پیر و آقا صوفی میاں پر ہوا کرم میرے آقا میرے مولا بو العلاء کے واسطے
حضرت نور العلاء احد شاہ نور اللہ ولی شاہ ظہور اللہ، عباد اللہ عرفانِ الہٰ کے واسطے
سیّدو میرو شرف اور شاہ منیر الدین شیخ حضرتِ منصورؒ و مظہرؒ باصفا کے واسطے
فیض کا اظہار ہو برطالبانِ سلسلہ سیّدی مظہر علی شاہ پیشوا کے واسطے
عشق خود ہمیں عطا کر سلسلہ بہ سلسلہ شاہ محمد ابنِ مظہر پیرِ کاملِ پیشوا کے واسطے
کر دے جاری فیض کا چشمہ برطالبانِ سلسلہ سیّد اسد علی شاہ کاملِ پیشوا کے واسطے
کر دے بارشِ انوار کی ہم پر مدام خلفِ اسد نورِ نبی کے واسطے
مسکیں بھی ہیں اِک نام لیوا آپ کے بخشدے سب کے گناہ کُل اولیاء کے اوسطے
واسطے میں اِن بزرگوں کے دعائیں کر قبول کُل انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے

باب سیزدہم

منقبت

منقبت

بحضور آفتابِ اکبر آباد حضور سیدنا امیر ابوالعلا علیہ رحمتہ

(از اعجاز احمد قادری، چشتی، ابوالعلائی، مظہری)

اپنے مولا کے پیارے ہو سیّدنا
مصطفیؐ کے دلارے ہو سیّدنا

میں نہیں بلکہ سارا زمانہ کہلائے
تم انوکھے نرالے ہو سیّدنا

تجھ پہ قربان یہ جاں آگرہ کے شاہ
جان و دل سے بھی پیارے ہو سیّدنا

جس سے مدھم دیئے روشنی پا گئے
ایسے روشن ستارے ہو سیّدنا

ہے جھلک تیرے جلووں میں حسنین کی
آلِ مظہر کے پالے ہو سیّدنا

دور منزل ہے راہیں بھی دشوار ہیں
ایک تم ہی تو سہارے ہو سیّدنا

عشق سرکار میں یہ ہی کہتا رہوں
میں نظر تم نظارے ہو سیّدنا

کل برو زِ جزا کس کا کہلاوں گا
کہہ دو کہہ دو ہمارے ہو سیّدنا

آرزو ہے فقط یہ ہی اعجاز کی
کہہ دو مرشد ہمارے ہو سیّدنا

☆☆☆

منقبت

بحضور محبوب جل علا حضرت سیدنا امیر ابوالعلاؒ سرتاج آگرہ

نذرانہ عقیدت حضرت پیر مولانا محمد عبدالشکور

(نظامی کمبل پوشؒ)

کیا ہو بیان رتبہ سرکار ابوالعلاؒء کا
رشتہ ہے کتنا اعلیٰ سرکار ابوالعلاؒء کا

وہ آلِ مصطفےٰؐ ہیں اولادِ مرتضےٰؓ ہیں
جلوہ خدا کا ہے جلوہ سرکار ابوالعلاؒء کا

بے مانگے دے رہیں وہ صدقہ محمدؐ
بٹتا ہے روز باڑہ سرکار ابوالعلاؒء کا

دروازہ عطاؤ بخشش کھلا ہے ہردم
ہے فیض عام کیسا مصفا سرکار ابوالعلاؒء کا

انوارِ احمدی سے اسرار سرمدی سے
سینہ ہے کیا مصفا سرکار ابوالعلاؒء کا

کعبہ ہے عاشقوں کا بارہ دری کا ہر در
کرتا ہے کون سجدہ سرکار ابوالعلاؒء کا

سچ کہہ رہا ہوں تم سے جنت کا ہے قبالہ
جس کو ملا ہے شجرہ سرکار ابوالعلاؒء کا

کیا خوف حشر کا ہے تجھ کو شکور مسکیں

سر پر ہے تیرے سایہ سرکار ابوالعلاؒء کا

منقبت

جناب قبلہ محمد صدیق شاہ صاحب مائل

جو قطب دو عالم مرا ابوالعلاءؒ ہے
حقیقت میں کنز خفا ابوالعلاءؒ ہے

زباں پر میری ابوالعلا ابوالعلاءؒ ہے
دل و جان میں میرے بسا ابوالعلاءؒ ہے

علیؓ اور احمدؐ کی صورت کا پیکر
سراپا یہ ظل خدا ابوالعلاءؒ ہے

میں عاشق ہوں جس کا میں شہید ہوں جس کا
وہ محبوب رب علا ابوالعلاءؒ ہے

خدا کا ہے وہ اور خدائی اس کی
دو عالم کا حاجت روا ابوالعلاءؒ ہے

جو کچھ چاہتے ہو اسی در سے چاہو
مجسم کرم اور عطا ابوالعلاءؒ ہے

طلب دل سے کر تاج سرتاج مائل
کہ نورِ خدا کی ضیا ابوالعلاءؒ ہے

☆☆☆

منقبت

از قبلہ نواب خادم حسن صاحب حسینی گدڑی شاہیؒ

محبوبِ کبریا کا داماں ابوالعلاءؒ ہیں
محشر کے دن اماں کا ساماں ابوالعلاءؒ ہیں

روشن ہے اس کا سینہ انوارِ ایزدی سے
قسمت سے جس کے دل میں مہماں ابوالعلاءؒ ہیں

محروم کیسے جائے اس در سے کوئی سائل
جب کشورِ عطا کے سلطاں ابوالعلاءؒ ہیں

کیسے نہ سر جھکائیں اس در پہ اہلِ عرفاں
اقلیم معرفت کے سلطاں ابوالعلاءؒ ہیں

سب حق پرست ان پر قربان ہو رہے ہیں
قبلہ ابوالعلاءؒ ہیں، ایماں ابوالعلاءؒ ہیں

کیسے اماں نہ پائے سایہ میں ان کے عالم
ہر درد و دکھ کے خادم درماں ابوالعلاءؒ ہیں

اس دل کو کیوں نہ چاہیں سب رازدار خادم
جس دل میں راز بن کر مہماں ابوالعلاءؒ ہیں

☆☆☆

منقبت

در شان مرشدی و مولائی حضرت سید مظہر علی شاہ قادری، چشتی ابوالعلائی

از جناب پیرِ طریقت صوفی مسعود احمد صاحب رہبر چشتی محبوبی مدّ ظلہ العالی

دل کی محفل میں بسی ہے الفتِ مظہر علی
آنکھوں آنکھوں میں نہاں ہے صورتِ مظہر علی

بوالعلاؒ سے خاص نسبت کا شرف حاصل رہا
قابلِ صد رشک ہے یہ نسبتِ مظہر علی

ہر قدم مشکل کشا نے اپنے دامن میں لیا
کام آئی روزِ محشر نسبتِ مظہر علی

وہ اشرفی و بوالعلائی بزم کے روشن چراغ
ہیں جہاں میں اہل بینش حضرتِ مظہر علی

صدرِ محفل بن کے پیہم زینتِ محفل رہے
خوبصورت کس قدر تھی سیرتِ مظہر علی

اب بھی آنکھوں میں پھرا کرتا ہے چہرہ آپ کا
چھپ نہیں سکتی نظر سے صورتِ مظہر علی

بے طلب بخشش تھا شیوہ اور عبادت دمبدم
تھی ولی اوصاف بیشک عادتِ مظہر علی

اس سے پوچھو کیا تھے وہ اور کیا نہیں تھے دہر میں
جس کو حاصل تھی جہاں میں قربتِ مظہر علی

اک عقیدت کیش رہبر ہی نہیں اس بزم میں
جس کو دیکھو ہے وہ محوِ مدحتِ مظہر علی

منقبت

حضرت قبلہ محمدؒ امیر سیدنا مظہر علی شاہ ابوالعلائی اشرفی قدس سرہ

(نذرانہ عقیدت اعجاز احمد)

میری لاج کو نبھایا شاہِ مظہر علی نے
میرے گھر کو جگمگایا شاہِ مظہر علی نے

میری زندگی میں آئے میرے دل میں وہ سمائے
میرا مردہ دل جلایا شاہِ مظہر علی نے

جو رہے کسی کا مٹ کر وہی اصل زندگی ہے
مجھے راز یہ بتایا شاہِ مظہر علی نے

اٹھیں لاکھ غم کے طوفان مجھے کوئی غم نہیں ہے
میرا حوصلہ بڑھایا شاہِ مظہر علی نے

ہے یقین دل میں اتنا وہ رہا کبھی نہ تشنہ
جسے جام اک پلایا شاہِ مظہر علی نے

جو کبھی شکستہ ساحل کوئی آس لے کر آیا
اسے سینے سے لگایا شاہِ مظہر علی نے

تم علیؓ کی آل میں ہو زہرہ کے لاڈلے ہو
وہ سخی گھرانہ پایا شاہِ مظہر علی نے

تو پکڑ لے ان کا دامن ہاں یہ ہی اسد میاں ہیں
سن اعجاز یہ بتایا شاہِ مظہر علی نے

حرفِ اختتام

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر فخر رسولاں تاجدارِانبیاء نورِ مجسم کی ذاتِ مقدسہ تک ایک سلسلہ قائم فرمایا سرکارِدوجہاں کے بعدامت محمدیہ کے صالحین علماء حق کو یہ انعام ملا کہ وہ اس سلسلہ رشدوہدایت کوجاری رکھیں۔

فیضانِ نبوت خاتم الرسلین سے حاصل کرنے کے بعدان نفوس قدسیہ نے اس نعمت کودرجہ بدرجہ منتقل کیااور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔حق تعالیٰ کے دربار میں دعاہے کہ وہ ہم مسلمانانِ عالم کواطاعت الٰہی اور اطاعت سرکاردوجہاں ﷺ پر خلوص دل کے ساتھ مکمل سلف صالحین واولیاء کرام کی تعلیمات پر حسنِ عمل کی توفیق عطافرمائے اوردولتِ حسنِ اخلاص ہمارے ایمان کومالامال فرمائے۔آمین

ہمارے عمل اس وقت ہی کارآمد ہوسکتے ہیں جب ان میں اخلاص ہو ہر کام صرف اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت اورخوشنودی کے لیے ہو۔اگر ہماری نیت میں کچھ فتورہوتویقیناً ہم خسارے میں ہیں ۔ہمارے دین کی تعلیمات اور بزرگانِ دین کے ارشادات کی اصل ہی اخلاص ہے ایک حکایت یادآئی۔

حکایت:

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ

رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اخلاص کی حقیقت کیا ہے؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جبرئیل سے سوال کیا تھا کہ اخلاص کیا ہے؟

جبرائیل نے کہا۔میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اخلاص سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ میرے رازوں میں سے ایک راز ہے۔میں اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہوں اس کو امانت کے طور پر رکھتا ہوں۔(مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کی طرف بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

اخلاص کا تعلق دل سے ہے اگر دل درست ہوا اور نیت میں رضائے الٰہی کا حصول ہو تو وہ اخلاص ہوگا۔یعنی جو بات دل میں ہو وہی ظاہر میں ہونی چاہیے اسی لیے اللہ تعالیٰ جو کچھ دل میں ہو اس پر اجر دیتا ہے۔**انما الاعمال بالنیات**۔عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

بے شک خلوص نیت کے ساتھ کام کرنے سے دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی حاصل ہوتی ہے بغیر حسنِ نیت اعمال اجر کے مستحق نہیں ٹھہرائے جاتے۔اہلِ اخلاص سے ہر کوئی محبت کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دوستانِ حق یعنی اولیائے کرام کی عظمت اور محبت انسانوں کے دلوں میں خود پیدا ہو جاتی ہے۔

حق تعالیٰ اپنے پیارے حبیب و محبوب ہمارے آقائے نامدار سرکارِ دو جہان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں آپ کے اصحاب والا کرام اور آل و اولاد کے طفیل اور اپنے محبوب کے محبوبین

کے صدقے میں ہمیں بھی حسنِ اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔آمین اور تمام اہلِ محبان واولیائے کرام کے وسیلے سے ہمارے دلوں میں سچی محبت کی تڑپ اور عشق حقیقی کا جذبہ پیدا فرمائے۔اس کتاب کے پڑھنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں اور سلسلہ سے تعلق رکھنے والوں کو اور اس فقیر احقر العبد بندہ ناچیز کی اس ادنیٰ کاوش کو فلاح دارین اور سعادت دنیا ودین عطا فرمائے اور خاص کر اپنے جدامجد اعلیٰ صاحب تذکرہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔خاتمہ ایمان اور حسن عمل پر فرمائے وابستگان کل سلسلہ ہائے طریقت کوروحِ طریقت سے مستفیض فرمائے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر العبد فقیر

امیر سید اس علی شاہ چشتی ،ابوالعلائی ،اشرفی خلف وجانشین سجادہ نشین

از اولاد نرینہ صاحب ممدوح عفی عنہ

☆.......☆.......☆

انجمن انعمت علیہم
کی صدا
حی علی الفلاح
(آؤ بھلائی کی طرف)
منشور
حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم
مقصد
فلاحِ معاشرہ واصلاحِ احوال
آئیے! ہمارا ساتھ دیجئے

آج کا دور جو کہ ابتلاء و مصائب کا شکار ہے۔ بے چینی، نفسا نفسی اور بے سکونی کے اس دور میں ہمیں صوفیہء کرام کے ملفوظات کی اشد ضرورت پیش آرہی ہے اب تو مغربی ممالک بھی اس کے متلاشی ہیں اور تصوف کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ بزرگانِ دین کی صحبتوں ہی سے خوشگوار ماحول اور قلبی و روحانی سکون میسر آسکتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب (۱۳) ابواب پر مشتمل ہے۔ان ابواب میں حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء کی ایک مکمل تاریخ، شجرہ ہائے نسب، درس توحید و رسالت اور فکر و عمل (مجالس) کے علاوہ اور دو وظائف بھی شامل ہیں اس کتاب میں مجموعہ ہائے وظائف کا ایک ایسا انتخاب دیا جار ہا ہے جو خالصتاً قرآنی وظائف پر مشتمل ہے اور اس کے علاوہ چند ایسے مجرب وظائف ہیں جو اس خاندان عز و شرف کی کاوشیں ہیں اور جنہیں کوئی بھی قاری کسی مستند یا غیر مستند عامل کی امداد و اعانت کے بغیر خود پڑھ سکتا ہے۔

یہ میرے لئے باعثِ سعادت ہے کہ میں حضرت سید اسد علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف اپنے ادارہ سے شائع کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم اور سرکار دو عالم ﷺ کی نگاہِ رحمت کے طفیل محترم و مکرم حضرت امیر سید اسد علی شاہ صاحب کی اس تالیف کو اور میری حسن ترتیب کو شرفِ قبولیت بخشے اور اسے ہم سب کے لئے نافع ثابت فرمائے۔ آمین ثم آمین

متین رفیق ملک

ناشر

ادبستان، لاہور۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

آپؐ اپنے کمال کے سبب بلندی پر پہنچے

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

آپؐ نے اپنے جمال سے اندھیروں کو دور کیا

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

آپؐ کے تمام خصائل نہایت حسین ہیں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

آپؐ پر اور آپؐ کی آل پر درود و سلام ہو